ننگِ دین
ننگِ وطن

پروفیسر فیاض کاوش

مکتبہ نظامی
جامع مسجد شمع نگر بھیونڈی ضلع تھانہ (مہاراشٹر)

ننگِ دین ننگِ وطن

از

پروفیسر فیّاض کاوِش

ناشر

مکتبہ نظامی

جامع مسجد، شمع نگر، بھیونڈی، تھانہ

قیمت ۲۵ روپے

عرض ناشر

خطبات نظامی کی اشاعت پر قارئین نے ہماری خوب خوب حوصلہ افزائی کی اور بڑی تیز رفتاری کے ساتھ پورے ملک میں پھیل گئی ہمارے جذبۂ اشاعت دین کو تقویت ملی اور خطبات کے بعد یکے بعد دیگرے سیرت امام الانبیاء، اسلامی تقریبات، سبھی منظر عام پر آئیں۔ زیر نظر کتاب ننگ دین ننگ وطن میں پروفیسر فیاض احمد کاوش صاحب نے تاریخ کے آئینہ میں حقائق کی عکاسی کی ہے غداران ملک و ملت کا پوسٹ مارٹم کیا ہے۔ ملت فروشوں کی داستان ترنگ قلمبند کیا ہے اور اسلام دشمنی و خیانت اور انگریز دوستی کا پردہ فاش کیا ہے۔ ایسی دو شخصیتوں کے روسیاہ کو بے نقاب کیا ہے جن کا علمائے اہلسنت نے ہمیشہ تعاقب کیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے محسوس ہوگا کہ اس تحریر کے صفحۂ قرطاس پر آنے میں جذبۂ حب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کارفرما ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک علیہ التحیۃ والثنا کے طفیل ہم سب کو حق پر قائم رکھے اور حق ہی کی اشاعت و تبلیغ کی توفیق رفیق عطا فرمائے آمین

محتاج دعا

محمد صدیق رضوی الہ آبادی

ننگِ دین
ننگِ وطن

○ سیّد احمد بریلوی اور

○ مولوی محمّد اسمٰعیل دہلوی

کی سچّی تصویر غدّاری تاریخ کے آئینے میں
حقائِق کی عکّاسی ——

"انگریز دوستی" اور "مسلم کُشی" کی
خونچکاں داستان۔

فہرست مضامین

تعارف

فاضل مصنف پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش پاکستان کے کہنہ مشق ادیب اور قلمکار ہیں، انہوں نے دینی، ادبی اور تاریخی موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔ ان کی کئی تصنیفات منظر عام پر آکر مقبول ہو چکی ہیں ——— ان کی نگارشات زبان وبیان کی چاشنی کے ساتھ ساتھ دلائل و براہین سے مزین ہوتی ہیں ——— ان کی تحریر میں بے ساختگی اور بے باکی ہے۔ وہ اقبال کے اس مصرعے کے ترجمان ہیں۔ ؎

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق

——— اُن کے یہاں منافقت نہیں، دورنگی نہیں، مصلحت وقت نہیں ——— وہ چھپاتے نہیں برملا کہتے ہیں ——— وہ یک رنگ ہیں۔ ؎

یک رنگی و آزادی اے ہمتِ مردانہ

پیش نظر کتاب کا موضوع دو ایسی شخصیات ہیں جن کا گذشتہ پونے دو سو سال سے برابر تعاقب کیا جا رہا ہے۔ یعنی ——— مولوی سید احمد بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی ——— !

ان دونوں حضرات کو ہمارے مؤرخین نے ہیرو بنایا ہے ——— تاریخ پاک و ہند کا یہ عظیم المیہ ہے ——— ان دونوں حضرات کے افکار و خیالات نے عشق و محبت کی دنیا ویران کی اور ان کی خون آشام تلوار نے

نے خونِ مسلم سے ہولی کھیلی اور دہشت و بربریت کا ایسا ہولناک ماحول پیدا کیا کہ شہیدِ تیغ قتیل پکار اٹھا۔ ؎

ہم تو کل قتل ہو چکے غمگیں
دیکھئے آج کس کی باری ہے

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس کا ذکر نہیں کیا جاتا جس کو چھپایا جاتا ہے۔ اور ان دونوں کو تاریخ کی مقدس ترین ہستیاں بنا کر دکھایا جاتا ہے ـــــ سچ ہے مؤرخ کا قلم بڑا رازدار ہے جس کو چاہتا ہے چھپاتا ہے جس کو چاہتا ہے کچھ کا کچھ بنا کر دکھاتا ہے ـــــ کس کو معلوم نہیں کہ جس صوبہ سرحد میں ان دونوں نے مسلمانوں کا خون بہایا وہاں سے پاکستان کے حق میں رائے عامہ کو ہموار کرنے میں کتنی دشواریاں پیش آئیں لیکن مؤرخ کے قلم نے نہ جانے کیوں اس فساد کو جو ان دونوں نے صوبہ سرحد میں برپا کیا تھا "پاکستان کا پہلا جہاد" قرار دیا۔ اور تاریخ کو مسخ کر کے رکھدیا۔ ـــــ حقیقت یہ ہے دونوں حضرات نے جس فکر کی تشکیل کی اس کو اسلامی حکومت سے کوئی سروکار نہیں۔ اُس نے اُس قومی حکومت کے لیئے راہ ہموار کی جس کا آج بھی بھارت علمبردار ہے ـــــ

اس تاریخ سے جو بھی متاثر ہے۔ اس کے دل میں "مشرکِ ہند" اور "کافرِ فرنگ" کی جگہ ہے در نہیں ہے تو عاشقِ مصطفےٰ کی جگہ نہیں! ـــــ

اُن کی تلواریں آج بھی اُس کے خون کی پیاسی نظر آتی ہیں ـــــ بہرکیف وقت آگیا ہے کہ ملتِ اسلامیہ کو ان دونوں کی صحیح تصویر دکھائی جائے۔

فاضل مصنف پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش نے ان دونوں حضرات کے چہروں سے نقاب اٹھا ہے اور داغ دھبّوں کو دکھایا ہے جس کو دیکھکر

حیرت ہوتی ہے۔ اور جن مؤرخوں اور محققوں نے ان چہروں کو حسین بنا کر دکھایا ہے۔ اُن کی شرمناک جرأت پر تعجب ہوتا ہے ـــــ فاضل مصنّف نے دلائل و براہین کی روشنی میں حقائق بیان کئے ہیں اور اس پر مستزاد ان کا دلپذیر اور دلکشا طرزِ بیان ہے۔ جس میں وہ منفرد نظر آتے ہیں ـــــ وہ بات کہتے ہی نہیں، دلوں میں اتارتے ہیں اور دلوں سے رگ رگ میں پیوست کر دیتے ہیں ـــــ ممکن ہے کہ بعض حضرات ان کے جلالِ تحریر کو اچھا نہ سمجھیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ مولوی سید احمد بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی نے جو کچھ لکھا اور جو کچھ کیا ہے وہ ایسا خوں چکاں ہے کہ جس کے دل میں مصطفٰے کا عشق اور ملّت کا درد ہے۔ وہ چیخے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ؎

کیا کہوں تم سے بے قراری کی
بے قراری سی بے قراری ہے

ـــــ محبوب سے محبّت کا تقاضا ہے کہ گستاخ و بے ادب سے نفرت کی جائے ـــــ دل کی مسند پر بیک وقت دونوں نہیں بیٹھ سکتے ـــــ یہاں رقیبِ روسیاہ کا کیا کام؟ ـــــ یہاں تو رب العٰلمین اور محبوب رب العٰلمین جلوہ فرما ہیں ـــــ یہاں تو روشنیاں ہیں، ظلمتوں کا کیا کام؟ ـــــ یہاں تو جنون و دیوانگی ہے ہوش و خرد کا کیا کام؟ ـــــ ہاں ؎

"نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا"

بعض حضرات اتحادِ اُمّت کی بات کرتے ہیں مگر ـــــ اتحادِ فکر کے بغیر اتحادِ اُمّت ـــــ ممکن نہیں ؎

"... تمنائے خام دائے تمنائے خام"

جب چہروں سے نقاب اُلٹے جاتے ہیں اور رازہائے سربستہ طشت از بام کیے جاتے ہیں تو غلط کاریوں کو چھپانے کے لئے "اتحاد" کا نعرہ الاپا جاتا ہے ——— ایک اللہ - ایک کتاب ، ایک رسول ——— اور نقاب الٹنے والوں کو فتنہ گر ثابت کیا جاتا ہے مگر وہ وقت بھلا دیا جاتا ہے جب اتحاد کا نعرہ لگانے والوں کی نظر میں نقاب اُلٹنے والے بھی کافر و مشرک تھے ——— اُس وقت نہ اللہ ایک نظر آیا، نہ کتاب ایک نظر آئی، اور نہ رسول ایک نظر آیا ——— سچ ہے جب جان پر بنتی ہے تو عقل ٹھکانے آجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فاضل مصنف کو اجرِ عظیم عطا فرمائے کہ انہوں نے فکر و نظر کی اصلاح کے لئے خوب محنت کی اور حقائق و واقعات کو مؤثر انداز میں بیان فرما کر آنکھیں کھول دیں۔ مولیٰ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے ہمارے دلوں کو آباد رکھے اور ہم سب کو نعت مصطفےٰ میں رطب اللسان رکھے۔ آمین ! ؎

مطرب خوشنوا بگو ، تازہ بتازہ نو بنو
چپ نہ ہو ہائے چپ نہ ہو گائے جا گائے جا

ادارہ

مسلمانوں کی یکجہتی سنہرہ دور

"وہ لوگ کیا ہوئے وہ زمانہ کدھر گیا"

شروع شروع جب مسلمان ہندوستان میں آئے تو ان سب کا ــــ "ایک عقیدہ" ــــ "ایک مذہب" ــــ اور ایک مسلک تھا ــــ!!!

طوطی ہند حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام بلاغت نظام میں مسلمانوں کی اسی یک رنگی کا ذکر فرمایا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب ــــ "ردّ روافض" ــــ میں مسلمانوں کی اسی فکری و مذہبی ہم آہنگی کا ذکر کیا ہے اور اس کے جواز میں حضرت امیر کے اشعار پیش کئے ہیں اس کے بعد ایران سے شیعانِ علی کی آمد کا ذکر کیا ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں میں ایک علیحدہ یہی پہلا نووارد گروہ تھا ورنہ باقی سارے کے سارے مسلمان ایک ہی عقیدے پر متحد تھے اور جماعت اہلسنت سے منسلک تھے۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے زمانے سے ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء تک ہندوستان کے مسلمانوں میں صرف دو فرقے تھے۔

ایک تو ــــ "اہلسنّت وجماعت" ــــ اور دوسرا ــــ "اہل تشیع" ــــ!! بس ان کے علاوہ اور کوئی تیسرا فرقہ ہندوستان کے مسلمانوں میں تھا ہی نہیں۔ چنانچہ انگریزی عملداری سے پہلے پہلے تمام مسلمان زیارتِ قبور اور ایصالِ ثواب کے قائل تھے ــــ عرس و عرائس اور مولود شریف کا اہتمام کیا کرتے تھے۔

______ اکبر بادشاہ جیسے ملحد کے دور میں بھی عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم وہ شان دار جشنِ عام ہوتا تھا کہ بس دیکھتے ہی رہیئے! شہر کی تمام سڑکوں کو دلہن کی طرح سجایا جاتا تھا ______ بیچ میں دسترخوانِ نعمت بچھایا جاتا تھا ______ جس پر ہر خاص و عام پر دعوت طعام کا اذنِ عام ہوتا تھا ______!

آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر خود اہلِ سنّت و جماعت سے تعلق رکھتے تھے، عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک موقع پر بڑی دھوم دھام سے لال قلعے میں محفل میلاد شریف کا انعقاد ہوتا تھا۔

______ اور کیوں نہ ہوتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات ہی مسلمانوں کے لئے ______ "مرکزِ اتحاد" ______ ہے نہ صرف مرکزِ اتحاد ہے بلکہ ______ "مرکزِ حیات" ہے! ؎

"قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ"

چنانچہ محبوبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شدید قسم کی محبت ہی ایمان باللہ کی قوی دلیل ہے ؎

محمد کی محبت دینِ حق کی شرط اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اس نکتے کو غاصب انگریز نے خوب سمجھ لیا تھا! چنانچہ آئندہ اس ایک نکتۂ خاص ہی کے تحت عیار انگریز نے مسلمانوں کی یک جہتی کو پارہ پارہ کرنے کے لئے اپنی فسادی پالیسی ترتیب دی! اس سلسلے میں تاریخی حقائق اس طرح واضح اور وافر ہیں کہ کسی کو مجالِ انکار نہیں!

انگریزوں کی سوداگری

دیارِ مصر میں دیکھا ہے میں نے دولت کو
ستم ظریف پیمبر خرید لیتی ہے

چنانچہ انگریز جیسی زیرک قوم نے اس نفسیاتی حقیقت کو خوب اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ ــــــ مسلمانوں کی قوت و شوکت کو توڑنے کے لئے ضروری ہے کہ انہیں ان کے مرکزِ عقیدت یعنی ــــــ ذاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے برگشتہ کر دیا جائے تاکہ جمعیت مسلم از خود پارہ پارہ ہو جائے۔ اس طرح ھر لگے نہ پھٹکڑی ــــ رنگ چوکھا آئے۔

چنانچہ مسلمانوں کو زیرِ دام لانے کے لئے انگریز نے بقول علامہ اقبالؔ یہ نسخہ تجویز کیا ؎

"وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمد اس کے بدن سے نکال دو"

انگریز نے مسلمانوں کے دل سے عشقِ رسول اور عشقِ عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نکالنے کے لئے ــــــ زرِ کثیر خرچ کر کے ــــــ "ضمیر فروش علمائے سوء" ــــــ کی خدماتِ جلیلہ حاصل کیں ــــــ اور پھر اس بکاؤ مال سے انگریز نے اقتدار کی منڈی میں اپنا فسادی کاروبار پھیلایا ــــ!

چنانچہ مسلمانوں کا شیرازہ بکھیرنے کے لئے ــــــ ان کے مرکزِ اتحاد کو توڑنے کے لئے اور ــــــ عشقِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے تار و پود بکھیرنے کے لئے انگریز کے پٹھو مولویوں کی طرف سے ــــــ "امکانِ کذب" ــــــ "امتناعِ نظیر" ــــــ "علمِ غیب" ــــــ اور "حاضر و ناظر" ــــــ جیسے نت نئے مسائل اٹھائے گئے۔ مزید یہ کہ مسلمانوں کو مشتعل کرنے کے لئے اِن لایعنی مسائل کی اشاعت کے لئے زبانِ طعنہ و تشنیع استعمال کی گئی ــــــ اس طرح "عقائدِ اہلِ سنت" ــــــ کے خلاف گستاخانہ لب و لہجہ کے تیر و نشتر چلائے گئے ــــــ اور

مسلمانوں کے دلوں کو زخمی کیا گیا۔
____ انتہا یہ کہ "اہلِ سنّت" کو ____ "اہلِ بدعت" کا لقب دیا گیا
____ اس طرح "مسلک حقہ" پر شرک و بدعت کا لیبل لگایا گیا !!

اپنی اپنچ سے یہ نئے نئے مسائل گھڑنے والے گھٹیا ملّا ٹے سارے کے سارے انگریز کے تنخواہ دار اور وظیفہ خوار تھے (جس کے ثبوت میں تاریخی حوالے آگے آرہے ہیں) اُن سب کے سرغنہ امام الوہابیہ ____ "مولوی اسمٰعیل دہلوی ____ تھے۔ جی ہاں ! ____ یہ ایک حقیقت ہے ____ تلخ حقیقت ____ جسے قبول کئے بغیر چارہ نہیں ! ہندوستان میں یہی وہ پہلا شخص ہے جس کی علمی و عملی کوششوں سے ____ "جماعت اہلِ سنّت" ____ میں رخنہ پڑا ____ مسلمانوں کے اتحاد کا شیرازہ بکھرا ____ ! گستاخی و بے ادبی کا دروازہ کھلا ____ !!! اس کے نتیجہ میں انگریزی پالیسی کا بول بالا ہوا ____ دجل و فریب کا کالا منہ اور کالا ہوا۔ ____ چنانچہ خارجی ذہنیت کے حامل لوگوں میں سے کوئی ____ "غیر مقلد" ____ بنا ! کوئی ____ "وہابی" ____ کہلایا ! ____ کوئی دیوبندی ہوا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہر معمولی پڑھا لکھا آدمی ____ "توحید" ____ کے نام پر ____ توہینِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم" کرنے لگا ____ اولیاءِ کرام کی عظمت کے نورانی مینار گرانے لگا اور بندگانِ دین کے ادب و احترام کے پرخچے اڑانے لگا غرضیکہ حقائق کی وہ دھول اڑائی گئی کہ ہر چیز دھندلا گئی ! ____ یہ شیطانی آندھی اس زور و شور سے بڑھی چڑھی کہ سارے ہندوستان پر وہابیت کا گرد و غبار چھا گیا ____ حاصل یہ کہ :۔

بستیوں کو بانٹنے والا جو خط کھینچا گیا
خط کشیدہ لوگ اس کو رہگذر کہنے لگے

لیکن اس دورِ پُر فتن میں — "جماعت اہلسنت حنفی بریلوی" — سے تعلق رکھنے والے عاشقانِ رسول، بہر حال اسلاف کی — "قدیم روش" پر دائم رہے — اسلام میں اس — "جدید روش" — کے خلاف — تصدیق و توثیق ایک ایسی ذات والا صفات نے کی ہے۔ کہ کسی کو مجالِ انکار نہیں — یعنی مورخ اسلام حضرت علامہ سید سلیمان ندوی صاحب اس امر کی شہادت دیتے ہوئے لکھتے ہیں :-

تیسرا فریق وہ تھا جو شدت کے ساتھ اپنی —
"قدیم روش" — پر قائم رہا اور اپنے کو —
— اہل السنة" — کہتا رہا۔ اس گروہ
کے پیشوا زیادہ تر — "بریلی" اور "بدایوں"
— کے علماء تھے —!"

(حیاتِ شبلی از علامہ سید سلیمان ندوی صفحہ ۴۶)

گویا — بدایونی اور بریلوی علمائے اہلسنّت" — ہی وہ دینی پیشوا تھے۔ جو قرونِ اولیٰ کے علمائے اہل سنت کے پیروکار رہتے ہوئے اپنی — "قدیم روش" — پر قائم رہے اور انگریزوں کی ملی بھگت سے وہابیہ کے اٹھائے ہوئے — "نئے فتنوں" کی لپیٹ میں نہ آئے۔ — اسی کے ساتھ یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ علمائے بریلوی و بدایونی کے سربراہ امام احمد رضا خاں صاحب

بریلوی تھے۔ اپنے دور میں جنھوں نے جدید فتنوں کے خلاف قلمی جہاد کیا،
چنانچہ علامہ سید سلیمان ندوی صاحب کے اس بیان سے مخالفین و منافقین
کا یہ الزام بھی پورے طور پر رد ہوگیا کہ ـــــ "بریلویت انگریزی دور
کی پیداوار ہے"۔ ـــــ بلکہ ثابت یہ ہوا کہ بریلویت تو سختی سے
ـــــ قدیم روش ـــــ پر قائم رہنے والوں کی علامت ہے۔
ـــــ سنیوں کی اس قدیم ترین تنظیم کا نام ـــــ جماعت اہلسنت
ـــــ ہے یہی اسلام کا ـــــ سوادِ اعظم (یعنی بڑی جماعت) ہے۔
ـــــ اسی کے سربراہ اپنے دور میں ـــــ امام احمد رضا ـــــ
تھے ـــــ!"

اس سے قطع نظر مورخ اسلام کے بیانات سے یہ حقیقت بھی کھل کر
سامنے آگئی کہ ـــــ جماعت اہلسنت ـــــ کے مدِ مقابل تمام جدید
فرقے بعد کی چیز ہیں یعنی ـــــ قادیانیت، ہنبوت، نیچریت، پرویزیت، چکڑالویت۔
وہابیت، دیوبندیت اور غیر مقلد (اہل حدیث) وغیرہ سب کے سب
اٹھارھویں صدی کے بعد کی پیداوار ہیں اور ان میں سے بیشتر انگریز سرکار
کی کاشت ہیں۔ ـــــ جن کے خلاف امام اہل سنت نے قلمی جہاد کیا چنانچہ
سارے ہندوستان بھر میں صرف اور صرف امام احمد رضا کی ذات تھی جس نے
اسلام کے خلاف اٹھنے والی ہر باغیانہ تحریک کا منہ توڑ جواب دیا اور اس
سختی سے اس کا رد کیا کہ اسلام کے نام نہاد ترقی پسند اور جدت پسند
چیخ اٹھے ـــــ اور کچھ نہ بن پڑا تو الٹا امام اہل سنت پر بدعتی ہونے
کا الزام لگا دیا۔ ـــــ بدعتیوں کا امام قرار دے کر اس شدت سے
ان کے خلاف پروپیگنڈہ کیا کہ اچھا خاصا پڑھا لکھا آدمی بدعت کا علمبردار

خیال کرنے لگا حالانکہ امام احمد رضا کو بدعت سے دور کا واسطہ نہیں۔

؎ وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہیں
وہ بات اُن کو بڑی ناگوار گذری ہے

امام احمد رضا تو قاطع بدعت تھے وہ تو بدعتیوں کا قلع قمع کر رہے تھے ——— یہ تاریخ کا حتمی فیصلہ ہے۔ مؤرخ اسلام علامہ سید سلیمان ندوی اس کی تصدیق فرما چکے ہیں۔ اور اب دوسرے مشہور مورخ شیخ محمد اکرم صاحب امام احمد رضا کی قدامت پسندی کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"انہوں (فاضل بریلوی امام احمد رضا خاں صاحب) نے نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں" کی حمایت کی"۔ (موج کوثر" ——— طبع ہفتم ——— ص : ۷۰)

اس سے امام احمد رضا کی بدعت دشمنی کی مزید تصدیق ہو گئی۔ غرضکہ امام احمد رضا کی قدامت پسندی کا اس تواتر سے اعتراف کیا گیا ہے کہ اردو ادب کے معروف محقق مالک رام جو ایک بے طرف قسم کی قطعی غیر جانب دار شخصیت ہیں انہیں بھی اپنی تحقیق سے یہی معلوم ہوا کہ چنانچہ وہ امام اہل سنت کے "سخت گیر قسم کے قدیم الخیال" ہونے کی تائید و توثیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ بریلی مولانا احمد رضا خاں مرحوم کا وطن ہے وہ "بڑے سخت گیر قسم کے قدیم الخیال عالم" تھے۔
(نذر عرشی۔ مطبوعہ دہلی صـ ۱۳)

کیا غضب ہے کہ سارے کے سارے مستند مؤرخین تو یہ کہیں کہ
_____"مولانا بریلوی قدیم حنفی طریقوں کی شدت سے حمایت کرتے تھے"
_____وہ بڑے سخت گیر قسم کے قدیم الخیال عالم تھے۔
_____لیکن آج کے باغی وہابی ذہن انہیں پھر بھی _____ بدعتیوں کا
امام _____ ہونے کا الزام لگائیں۔ ؎

خرد کا نام جنوں پڑ گیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

سُنّیوں کی سَو فیصد اکثریّت

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ ہندوستان میں شروع ہی سے سُنّیوں کی اکثریت رہی ہے۔ چنانچہ سنیوں کی سو فی صد اکثریت کا اعلان ایسی مُستند ہستیوں نے کیا ہے۔ جن پر کسی مخالف کو مجال اعتراض نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اس سلسلے میں خود مخالفینِ اہلسنت کی معتبر شخصیت الوالوفا مولوی ثناء اللہ امرتسری سنیوں کی سو فی صدی اکثریت کا اعتراف کرتے ہوئے خود لکھتے ہیں:۔

"امرت سر میں مسلم آبادی، غیر مسلم آبادی (ہندو اور سکھ وغیرہم) کے مساوی ہے۔ اسّی سال قبل قریبًا ـــــ "سب مسلمان" ـــــ اسی خیال کے تھے جن کو آج کل ـــــ "بریلوی حنفی" خیال کیا جاتا ہے ـــــ"

("شمع توحید" صہ ۴۰ از مولوی ثناء اللہ امرتسری، مطبوعہ سرگودھا)

الوالوفا کے دفادارد ـــــ سُن لو ـــــ "بریلوی حنفی" ـــــ مسلمانوں کے علاوہ یہاں کوئی اور دوسرا فرقہ تھا ہی نہیں!

یہ مشاہدہ بھی کسی "بریلوی" کا نہیں بلکہ یہ تصدیق ـــــ امام غیر مقلدین مولوی ثناء اللہ امرت سری نے ۱۹۳۷ء میں کی ہے ـــــ اور

اسی کے ساتھ ساتھ اس حقیقت کو بھی ماننا پڑے گا کہ ۱۹۳۷ء سے اسّی سال پہلے ــــ "۱۸۵۷ء" ــــ تھا ــــ! اور یہ تو سب جانتے ہی ہیں کہ ــــ یہ وہی ۱۸۵۷ء ہے جس کے بعد انگریز نے بکمالِ غداری ہندوستان پر غاصبانہ قبضہ جمایا ــــ اور پھر بکمالِ عیاری ہندوستان کی اکثریتی جماعتوں میں فتنہ و فساد برپا کرا کے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا ذلیل منصوبہ بنایا ــــ!

جی ہاں! ــــ اس سلسلے میں خود ــــ "سر جان میلکم" ــــ کی رپورٹ ملاحظہ فرمایئے ــــ لکھتے ہیں:۔

"ہماری حکومت کی حفاظت اس پر منحصر ہے کہ جو ــــ بڑی جماعتیں ــــ ان کو تقسیم کر کے ہر جماعت کو مختلف طبقوں میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے تاکہ وہ جدا رہیں اور ہماری حکومت کو متزلزل نہ کر سکیں"۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے، ماہنامہ البلاغ کراچی فروری ۱۹۶۹ء۔ مضمون برصغیر کے اسلامی مدارس۔ از شمس الحق افغانی)

"سر جان میلکم" نے ہندوستان کی ــــ "بڑی جماعتوں" ــــ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی جو اسکیم پیش کی تھی ظاہر ہے کہ اس کی ساری زد مسلمانوں کی اکثریتی ــــ "جماعت اہلسنت" ــــ پر پڑ رہی تھی! ــــ کیونکہ ہندوستانی مسلمانوں میں ــــ "جماعت اہلسنت" ــــ سے بڑی اور کوئی جماعت تھی ہی نہیں؟ ــــ چنانچہ اسی کو پاش پاش کرنے کی یہ انگریزی سازش تھی ــــ جس کو عملی جامہ پہنانے کیلئے

کرائے کے ٹٹوؤں کو ایڑ لگا کر آگے بڑھایا گیا ـــــــ! اس طرح ایمان کے لیٹروں سے ـــــــ "صراطِ مستقیم" ـــــــ "فتاویٰ نذیریہ" ـــــــ "ترک اسلام الشبہات" ـــــــ "فتاویٰ حدیثیہ" ـــــــ اور "تقویۃ الایمان" جیسی دشمن ایمان، دل آزار اور زہرہ گداز کتابیں لکھوائی گیئں ـــــــ اور پھر ان کتب کی نشر و اشاعت کا سرکاری طور پر انتظام کر کے ان کی جگر خراش تحریروں کو انگریزی حکومت کے ذرائع وسائل سے ہندوستان میں عام کیا گیا ـــــــ جی ہاں! ـه

تم کو خود حسن کا احساس نہیں ہے ورنہ
آئینہ سامنے رکھ دوں تو پسینہ آجائے

چنانچہ آپ کو یہ سنکر حیرت ہو گی کہ:

"انگریزوں نے کتاب ـــــــ "تقویۃ الایمان" ـــــــ بغیر قیمت کے تقسیم کی"۔

(العلامہ فضل حق خیر آبادی ص۱۲۵ مقالہ ڈاکٹریٹ از ڈاکٹر قمر النساء، عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن)

آپ کا مطلب ہے کہ انگریزوں نے ایمان کی تقویت کے لئے تقویۃ الایمان کو ہندوستان بھر میں مفت تقسیم کیا۔ !!

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قسم کی کتابوں کی مفت تقسیم سے کیا انگریزوں کو واقعی خدمتِ اسلام کرنا منظور تھی ـــــــ ؟؟؟

نہیں! ہرگز نہیں !!! ـــــــ

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایسی کتب کی فتنہ گری ہی کے سبب انگریزوں نے ان کی تشہیر و توسیع میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ـــــــ تاکہ ان شر انگیز

تحریروں کو سب مسلمان پڑھ لیں. اور پھر اس کی فتنہ گری سے مستفیض ہو کر
آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ دست بگریبان ہو جائیں۔ ــــ
اور اُدھر غاصب انگریز ہندوستان میں بیٹھا چین کی بانسری بجاتا رہے !
برٹش راج مضبوط سے مضبوط تر ہوتا رہے۔

اپنے اس " زرین مقصد " کو حاصل کرنے کے لیئے انگریز نے اپنی خاص
پالیسی کے تحت اس زہریلی کتاب کو اپنے خرچے سے ہندوستان کے
گوشہ گوشہ میں پہنچانے کا شیطانی فریضہ ادا کیا تاکہ بھولے سے بھی کوئی
بھولا بھالا مسلمان اس زہریلی کتاب کے شر و فساد سے محروم نہ رہ
جائے، جی ہاں ! ؎

اتنی ارزاں تو نہ تھی درد کی دولت پہلے
جس طرف جایئے زخموں کے لگے ہیں انبار

تقویت الایمان کی ہلاکت خیزی

حضرت مولینا مخصوص اللہ صاحب
دلبر شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ

تقویت الایمان کی فتنہ انگیزی ہی کے سبب اس کو ــــ "تفویت الایمان"
ــــ کہا کرتے تھے۔ یعنی ــــ "ایمان کو ھلاک کرنے والی" !!!

(تفصیل کے لئے دیکھئے : مولانا اسمٰعیل دہلوی اور تقویت الایمان ص ۱۰)

اس کتاب کی ہلاکت خیزی کا اس سے اندازہ لگایئے کہ ــــ
ــــ وہابیوں ہی کے مایۂ ناز مؤرخ مولوی محمد جعفر تھانیسری اپنا
ذاتی مشاہدہ بیان کرتے ہیں۔

میری موجودگی ہند کے وقت ۱۲۷۸ھ / ۱۸۶۱ء
شاید پنجاب بھر میں ــــ "دس وہابی" ــــ عقیدے

کے مسلمان بھی موجود نہ تھے اور اب ۱۲۹۶ھ
۱۸۷۸ء میں دیکھتا ہوں کہ کوئی گاؤں اور شہر
ایسا نہیں ہے جہاں کے مسلمانوں میں کم سے کم
"چہارم حصہ" ——— "وہابی معتقد
محمد اسمٰعیل" ——— کے نہ ہوں" (تاریخ عجیبیہ)

مولوی محمد اسمٰعیل کتاب تقویت الایمان کے مصنف ہیں۔ چنانچہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے معتقد وہابیوں کی تعداد میں جو اس تیزی سے اضافہ ہوا ——— یہ سب "تقویت الایمان" ——— کے مضر اثرات ہی کا نتیجہ تھا۔ جسے انگریز سرکار نے اپنے صرفہ خرچہ سے سارے ہندوستان میں پھیلایا تھا۔ ؎

"ہوئے تم دوست جس کے اس کا دشمن آسماں کیوں ہو"

خلاصۂ کلام

اک حرف اک طویل حکایت سے کم نہیں
اک بوند اک بحر کی وسعت سے کم نہیں

اب تک جو کچھ لکھا گیا اس کا اختصار یہ ہے کہ :-

★ ——— حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زرین دور میں ہندوستان میں مسلمانوں کی مذہبی یک جہتی کا بیان کیا ——— !

★ ——— اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ نے اپنے عہد میں ہندوستان میں ——— "شیعیت" ——— کی آمد کی خبر دی !!

★ ـــــــ امام غیر مقلدین مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ۱۸۵۷ء سے پہلے پہلے تک سو فی صد مسلمانوں کے عقائد ـــــ "بریلی حنفی" ـــ ہونے کی تصدیق کی ـــــــ !!!

★ ـــــــ اس کے بعد مولوی محمد جعفر تھانیسری نے وہابیت کے روز افزوں بڑھتے ہوئے سیلاب بلا کی خبر دی ـــــــ !

★ ـــــــ وہابیت کے اس سیلاب بلا کے ساتھ ہی انگریز کی مرضی کے عین مطابق مسلمانوں کی یکجہتی و یک مذہبی کا جنازہ نکل گیا ـــــــ اور اس کے ساتھ ہی ہندوستان میں اسلامی مملکت کا نو سو سالہ سنہری دور تمام ہوا ـــــــ !

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن ہ

ے

اشکوں کی زباں ہو گئی خاموش یہ کہکر
اب کوئی کرے عشق کا اظہار کہاں تک

دین فروش علماءِ سُو کی کج روی

ایک پروانے کو بھی دادِ جنوں دے نہ سکی
شمع سب کچھ تھی مگر صاحبِ کردار نہ تھی

ہندوستان کے اندر اس پر آشوب دَور میں ضرورت اس بات کی تھی کہ انگریز کے روز افزوں بڑھتے ہوئے خطرے کے سدِ باب کے لیے رہنمایانِ قوم متفق و متحد ہو کر کوئی مؤثر تدبیر اختیار کرتے اس طرح ملک و ملت کی صحیح رہنمائی کر کے غاصب انگریز کے قدم جماتے ہوئے اقتدار کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتے ——— اسی کے ساتھ مسلمانوں کی متزلزل حکومت کو سہارا دینے کے لئے مجاہدانہ اقدام کرتے جب کہ انگریزوں کی چیرہ دستیوں کو دیکھ دیکھ کر ملک و ملت کا درد رکھنے والے مسلمان اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہے تھے اور دعائیں کر رہے تھے کہ ——— اے رب العالمین! کوئی مجاہد آئے جو مسلمانوں کا بیڑا پار کرائے! لیکن ؎

اب کوئی خوشبو نہ مانگے پھول سب مرجھا گئے
راکھ بھر دی ہے کسی نے زیست کے گلدان میں

چنانچہ اس دَور کی بدبختی یہ تھی کہ ——— ہندوستان میں ہر جگہ ملت فروش مولوی بر سرِ کار تھے جن کے سرغنہ سید احمد بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی جیسے غدار تھے! یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔

جن دوستوں سے ہم کو توقع تھی وفا کی
وہ دوست دل سے نقشِ وفا ہی مٹا گئے

آگے چل کر سکھوں کی آڑ میں ——— "تحریک مجاہدین" ——— کے نام سے ہندوستان میں جو کچھ فساد برپا ہُوا اس میں انگریز کے ان دونوں پٹھوؤں کی حیثیت لازم و ملزوم کی رہی ہے۔ اس فسادی تحریک کے عقلِ کل تو اگرچہ اسمٰعیل دہلوی ہی تھے مگر ظاہری سربراہ سیّد احمد بریلوی بنے رہے! ——— یہ بھی مہا مکاری تھی جس کی مستند تفصیلات آگے آرہی ہیں۔ ؎

اندر سے اصولوں کی طرح ٹوٹے ہوئے لوگ
بک جائیں تو دیکھو نہ تعجب کی نظر سے

وہابیوں کے کمانڈر انچیف

مولوی اسمٰعیل دہلوی

ابھرا نہ ترا حسن خدوخال ابھی تک
تصویر تری قرض ہے تصویر گروں پر

مولوی اسمٰعیل دہلوی ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بیٹے شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے ۔ ۱۱۹۳ھ میں پیدا ہوئے ۔ ان کا خاندان ہندوستان کا سب سے بڑا علمی و مذہبی خاندان تھا ۔ ان کے بزرگوں نے ان کو بہت سمجھایا کہ ـــــ تم کافروں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بناؤ ـــــ لیکن نذر و نیاز ، عرس و اعراس اور فاتحہ درود کو شرک و بدعت کہہ کر ، مسلمانوں کو کافر نہ ٹھہراؤ ـــــ ! مگر محروم ازلی نے اپنے بزرگوں کی ایک نہ مانی ـــــ الٹا گستاخی و دریدہ دہنی کا مظاہرہ کیا ۔ اور بزرگانِ دین کی بے ادبی پر اُتر آئے ۔ اگر یقین نہ آئے تو خود پڑھ لیجئے :۔

اسمٰعیل پر بزرگوں کی ڈانٹ پھٹکار

"حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چھوٹے بھائی شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ـــــ میاں تم اسمٰعیل کو سمجھا دو کہ "رفع یدین" نہ کرے ۔ خواہ مخواہ فتنہ اٹھے گا ۔ انہوں نے جواب دیا کہ ـــــ حضرت میں کہہ تو دوں مگر وہ مانے گا نہیں ۔ اور حدیثیں پیش کرے گا ۔ اور پھر شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد یعقوب کی معرفت مولوی اسمٰعیل کو کہلوایا کہ تم رفع یدین چھوڑ دو ـــــ خوامخواہ فتنہ برپا ہوگا ۔ اس پر مولوی

اسمٰعیل نے جواب دیا کہ اگر عوام کے فتنہ کا خیال
کیا جائے تو اس حدیث کے کیا معنی ہوں گے۔
من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله
اجر مائة شهید ٥
جب یہ جواب شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ
کو پہنچا تو انہوں نے کہا کہ : ــــــ بابا ہم تو
سمجھے تھے کہ اسمٰعیل عالم ہو گیا مگر وہ تو ایک حدیث
کے معنی بھی نہ سمجھا۔ یہ حکم تو اس وقت ہے جب کہ
سنت کے مقابلہ میں خلاف سنت ہو"۔

(تفصیلی حوالہ کے لئے دیکھئے ۔ (۱) ارواح ثلاثہ ــــ حکایت ۴۳،
امداد الغربا، سہارنپور ۱۳۳۵ھ (۲) مولانا اسمٰعیل اور تقویت الایمان
از حضرت زید ابوالحسن فاروقی۔

حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا مندرجہ بالا یہ بیان مولوی
اسمٰعیل کی عقل و فہم کا مرثیہ ہے۔ ــــــ ذرا سوچئے تو سہی کہ شاہ
عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ موصوف کے شفیق چچا تھے ــــــ استاد تھے
ــــــ محترم بزرگ تھے، وہ اپنے برادر محترم شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
رحمۃ اللہ علیہ سے اسمٰعیل کی کج فہمی کا دکھڑا روتے ہوئے کہتے ہیں :۔

"وہ ماننے کا نہیں اور حدیثیں پیش کرے گا"۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسمٰعیل میں شروع ہی سے اپنے بزرگوں کے
مقابلے میں خود سری بھی تھی۔ اور کٹ حجتی بھی ! ٥

"اُس سے دنیا میں نہیں کوئی زیادہ بدبخت
جو نہ دانا ہو، نہ داناؤں کا مانے کہنا"

سر پھرے مولوی اسمٰعیل کو شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور شاہ عبد القادر رحمہما اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی تھی کہ ــــــ "رفع یدین چھوڑ دو خوا مخواہ فتنہ برپا ہوگا" ــــــ مولوی اسمٰعیل نے اپنے بزرگوں کی نصیحت پر عمل کرنے کے بجائے ستم بالائے ستم یہ کیا کہ ــــــ "تقویت الایمان" ــــــ جیسی ایمان سوز کتاب لکھ کر مستقل فتنہ و فساد کا دروازہ کھول دیا ــــــ !!!

تقویت الایمان

"تقویت الایمان" ــــــ ابن عبد الوہاب نجدی خارجی کی بدنام زمانہ ــــــ "کتاب التوحید" ــــــ کا چربہ ہے ــــــ ! اسمٰعیل دہلوی نے ــــــ "کتاب التوحید" ــــــ کو سامنے رکھ کر ہی اپنے باغیانہ عقائد و نظریات کو ترتیب دیا ہے ــــــ بالکل ابن عبد الوہاب نجدی کی نہج پر ــــــ ! حتیٰ کہ تقویت الایمان میں زبان و بیان کی یکسانیت سے لے کر عنوانات و مضامین کی ترتیب و تدوین بھی وہی ہے جو کتاب التوحید میں ہے (تفصیلات کے لئے دیکھئے ــــــ "مولانا اسمٰعیل اور تقویت الایمان" ــــــ از حضرت زید ابو الحسن فاروقی)

ــــــ تقویت الایمان ــــــ میں شروع سے آخر تک بس دو ہی مضامین نظر آتے ہیں :

(۱) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تذلیل و توہین !

(۲) کفار و مشرکین کے حق میں نازل ہونے والی قرآنی آیات کو مسلمانوں پر

چسپاں کر کے انہیں بے دریغ کافر و مشرک قرار دینا۔ !

اس طرح تقویۃ الایمان میں تمام صالحین و بزرگان دین سے لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک کی مقدس ہستیوں اور نورانی شخصیتوں پر کیچڑ اچھالی گئی ہے۔

اس کتاب کی زہر میں بجھی ہوئی زبان و بیان کے نشتر سے اولیاء اللہ کی نورانی شخصیات کو زخمی کیا گیا ہے۔

تر ے سلیقہ ترتیب نو کا کیا کہنا
ہمیں تھے خرابۂ دل سے نکالنے کے لئے

(تفصیلات کے لئے دیکھئے ___ (نور و نار ڈاکٹر محمد مسعود احمد پی ایچ ڈی)

اسمٰعیل پر بزرگوں کا عتاب

غرضکہ صاحبزادے کی اس بے راہ روی اور خاندان سے بغاوت کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں محترم چچا ناراض ہو گئے ___ بالآخر شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بھتیجے کی بے باکیوں سے تنگ آکر اس گستاخ کو اپنی مجلس مبارک سے نکال باہر کیا (حوالہ کے لئے دیکھئے: بوادر النوادر ___ از مولوی اشرف علی تھانوی)

پس ثابت ہوا کہ صاحبزادے مولوی اسمٰعیل دہلوی کا اٹھان اچھا نہ تھا ___ شروع ہی سے منہ پھٹ، دریدہ دہن اور گستاخ واقع ہوئے تھے ___ اسی لئے اپنے بزرگوں سے دھتکارے گئے۔

اب جدھر جاتے مسافر یہ شعور اس کا ہے
راستے ایک سے ہیں شہرت و رسوائی کے

مولوی اسمٰعیل کے تایا زاد بھائی شاہ مخصوص اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب سے بیزاری کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے :-

"بڑے عم بزرگوار (یعنی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کہ بینائی سے معذور ہو گئے تھے اس کتاب (تقویت الایمان) کو سنا تو یہ فرمایا ــــــ اگر بیماریوں سے معذور نہ ہوتا تو "ــــ تحفہ اثنا عشریہ" ــــــ کا سا جواب اس رد بھی لکھتا۔"

(تفصیلات کے لئے دیکھئے :- انوار آفتاب صداقت از قاضی فضل احمد لدھیانوی مطبوعہ ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء کریمی پریس لاہور)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سارا خاندان ولی اللٰہی اس کتاب سے بیزار تھا۔ چنانچہ حضرت مولانا مخصوص اللہ صاحب نے "تقویت الایمان" کے رد میں ــــــ "معید الایمان" ــــــ لکھی۔ اسی طرح ان کے دوسرے بھائی حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب نے بھی ــــــ حجۃ العمل فی اثبات الحیل" ــــــ کے نام سے تقویت الایمان کا رد لکھا۔

شاہ ولی اللہ کے گھر کے اندر تو اس کتاب کے خلاف یہ معرکہ ہوا ــــ اور گھر سے باہر اس فتنہ کے خلاف علمائے وقت نے متحدہ محاذ بنا لیا ــــ ــــ علمائے خیر آباد، علمائے بریلی، علمائے فرنگی محل اور علمائے دہلی نے اس کا بھرپور رد کیا (کہ یہی اس دور میں علم دین کے نورانی مراکز تھے۔ اس وقت تک تو دارالعلوم دیوبند نے جنم بھی نہ لیا تھا)

چنانچہ علامہ فضل حق خیر آبادی نے جب "تقویت الایمان" کے رد میں

اپنی ناقابل تردید شہرہ آفاق کتاب ____ "تحقیق الفتوٰی فی ابطال الطغوٰی" ۱۸۲۵ء۔ لکھی تو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ستّرہ نامی گرامی شاگردوں نے اس پر اپنی مہر تصدیق ثبت کی !

تفصیلات کے لئے دیکھئے "مولانا اسمٰعیل اور تقویت الایمان" از حضرت زید ابوالحسن فاروقی)

اسمٰعیل کیخلاف علمائے ہند کا متحدہ محاذ

"اسمٰعیلی فتنہ کو فرو کرنے کے لئے ماہ ربیع الاول ۱۲۴۰ھ کو اس دور کے جلیل القدر علماء جامع مسجد دہلی میں جمع ہوئے اور بحث و مباحثہ سے مولوی اسمٰعیل اور ان کے ہمنوا مولوی عبدالحئی کا گھیراؤ کیا آخر اپنے علمی شکنجہ میں کس کر ان کو عاجز کر دیا اور تمام علماء نے باتفاق تقویت الایمان کو رد کر دیا۔ اس مجلس میں تو یہ علمائے وقت کے سامنے یہ ہر دو نوجوان مولوی کچھ نہ بول سکے بس ہر سوال کے جواب میں ____ ہاں جی ! ہاں جی ! ____ کہتے رہے

تفصیلات کے لئے دیکھئے : تحقیق الحقیقہ ۳۲ مطبوعہ بمبئی ۱۲۶۷ھ + انوار آفتاب صداقت)

مگر جامع مسجد سے باہر نکل کر مولوی اسمٰعیل نے پھر وہی بیہودہ وعظ شروع کر دیا ____ چنانچہ عوام اہلسنت کے خلاف شرک و بدعت کے گولے داغنے لگے ____ بزرگان کی عقیدت و محبت کا مذاق

اڑانے لگے ـــــــــ اولیاء و انبیاء کی عظمت کے نورانی مینار گرانے لگے ـــــــــ اور اس حد تک اترانے لگے کہ بذاتِ خود "فاسق و بے غیرت" ـــــــ کہلانے پر فخر فرمانے لگے ـــــــ چنانچہ برملا کہتے تھے کہ:۔

"چاہے فاسق و بے غیرت ـــــــ کہیں یا ـــــــ وہابی بے ملت" ـــــــ اپنے حق میں صیقل نہ نگار ہے"۔

(قول مولوی اسمٰعیل بلفظہٖ از تقویت الایمان)

آج تک کسی بڑے سے بڑے گناہگار نے فاسق و فاجر کہلانے پر فخر نہیں کیا۔ لیکن اس نامراد نے کس ڈھٹائی سے اپنی بے توفیقی اور ازلی محرومی کا ثبوت دیا ـــــــ جبھی تو حضرت شاہ صاحب مخصوص اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:۔

"ہمارے خاندان سے دو شخص (مولوی اسمٰعیل اور مولوی عبدالحیٰ) ایسے پیدا ہوئے کہ دونوں کو امتیاز اور فرق نیتوں کا اور حیثیتوں کا اعتقادوں اور نسبتوں کا نہ رہا ـــــــ اللہ تعالیٰ کی بے پروائی سے سب کچھ چھن گیا تھا ـــــــ مانند قول مشہور کے ـــــــ "چوں حفظ مراتب نہ کنی زندیقے" چنانچہ ایسے ہی ہو گئے۔ ـــــــ!" (ایضاً)

جی ہاں! واقعی ایسے ہی ہو گئے۔ جبھی تو عظمت اولیاء اور ناموسِ انبیاء پہ بڑھ چڑھ کر حملے کرنے لگے ـــــــ اس سلسلے میں جس قدر انہیں روکا ٹوکا جاتا اسی قدر بگڑتے۔ بپھرتے اور دندناتے ـــــــ سچ ہے۔ ـــــــ ۵

"بے ادب محروم گشت از فضلِ رب"

ایک سوال کا جواب الجواب

آج کی عام روش یہ ہے کہ جب کہیں "تقویت الایمان" پر اعتراض کی بات ہوتی ہے تو جواب میں "وہابی دانشور" کہتے ہیں کہ ——— "جس وقت یہ کتاب لکھی گئی اس وقت ہندوستان بالخصوص دہلی میں شرک و بدعت کا بڑا شور تھا لوگ اپنی جہالت سے نبیوں ولیوں کو بڑھا چڑھا کر خدا بنا رہے تھے۔ ان کی اصلاح کے لئے مصنف اس انداز پر کتاب لکھنے کے لئے مجبور تھا !"

مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ——— اگر اس وقت کے مسلمان ایسے ہی گمراہ تھے کہ نبیوں ولیوں کو خدا بنا رہے تھے ——— تو اس جرم کی سزا کے طور پر ان مجرموں اور گمراہوں کی گردن مارنی چاہیئے تھی نہ کہ الٹا ولیوں اور نبیوں کی گردن پر گستاخی و بیباکی کا چھرا چلا ڈالا ——— . بھلا یہ کہاں کا انصاف تھا کہ مولوی اسمٰعیل نے گمراہ مسلمانوں کے بجائے اولیاء و انبیاء کی حرمتوں کا قتلِ عام کیا! ——— ذرا سوچیئے تو سہی، بھلا یہ بھی کوئی اصلاح کا طریقہ ہے ——— ! اس طرح بے ادبی و گمراہی کا دروازہ تو کھلتا ہے، ——— راہِ راست کا پتہ نہیں چلتا ——— ! ؎

بس اک قدم اٹھا تھا غلط راہِ شوق میں\
منزل تمام عمر ہمیں ڈھونڈتی رہی

شکستِ ساز

جہانِ آرزو آوازہی آواز ہوتا ہے
بڑی مشکل سے احساسِ شکستِ ساز ہوتا ہے

حقیقت یہ ہے کہ اسمٰعیل دہلوی نے ——— "تقویت الایمان" ——— میں جو کچھ لکھا وہ سب کچھ جان بوجھ کر لکھا ——— چنانچہ اپنی اس باغیانہ ذہنیت اور گستاخانہ شدت کا مولوی موصوف کو خود بھی احساس تھا ——— مگر توفیق الٰہی سے محروم ہونے کے سبب اپنی اصلاح نہ کر سکا۔ ——— اس لئے تقویت الایمان کی سختی اور کرختگی کے سلسلے میں ——— عذرِ گناہ بدتر از گناہ ——— کے طور پر یہ بات بنائی۔

"اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں
اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے ...... گو اس
سے شورش ہو گی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک
ہو جائے گا ———" !

(ارواحِ ثلاثہ کی حکایت ۵۹)

"اب آپ کس لئے اتنے ملول ہوتے ہیں
دیا تھا رنج تو کچھ سوچ کر دیا ہوتا"

بھلا یہ بھی ممکن ہے کہ دین کے نام پر شورش برپا کی جائے اور وہ

خود بخود ٹھیک ہو جائے؟ ــــــ اسلاف کے نورانی عقائد پہ کیچڑ اچھالی جائے اور عقیدت مند چپ سادھ جائیں ؟؟

ایسا کبھی نہیں ہو سکتا! ــــــ اور ایسا واقعی نہیں ہوا ــــــ!!!

اس کتاب سے شورش برپا ہوئی اور خوب ہوئی اور یہ سلسلہ ــــــ تقویت الایمان ــــــ کی نشر و اشاعت کے ساتھ ساتھ آج بھی جاری وساری ہے اور یہ فریضۂ محبت نشر و اشاعت کے وہابی دیوبندی اور اشرفی ادارے بخیر و خوبی انجام دے رہے ہیں۔

ہرچند کہ کتاب کا لکھنے والا نہ رہا ــــــ کتاب لکھوانے والے بھی چل چکے ــــــ مگر انگریزی سازش کے تحت، دین و ایمان سے محروم سرزمین نجد سے لاکر ــــــ کتاب التوحید ــــــ کی جو زہریلی قلم، سرزمین ہند میں "تقویت الایمان" کے نام سے لگائی گئی تھی وہ آج بھی ــــــ "وہابیت" ــــــ کے کڑوے کسیلے پھل لا رہی ہے۔ اور ایمان و آگہی کے شیریں چشمے میں بے ادبی کا زہر ملا رہی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں گستاخی و بیباکی کی جو رسم بھی چلی اسی کتاب سے چلی ــــــ اسلام میں باغیانہ ذہنیت کی داغ بیل اسی کتاب سے پڑی ــــــ مشاہیر اسلام کے خلاف نفرت کی تحریکیں اس کتاب سے اٹھیں ــــــ اس طرح تاریخ عقائد میں یہ کتاب بس کی گانٹھ اور فساد کی جڑ ثابت ہوئی ــــــ!

لندن مشن کی کامیابی
بہ معاونتِ وہابی

انگریز نے "تقویت الایمان" کی بڑھی چڑھی فتنہ گری دیکھکر ہی اس کی نشرو اشاعت اور تقسیم و توسیع میں بڑھ چڑھکر حصہ لیا۔ چنانچہ یہ تاریخی حیثیت ثابت ہو چکی ہے۔ کہ :۔

"انگریزوں نے کتاب تقویت الایمان بلغیر قیمت تقسیم کی"۔

(العلامہ فضل حق خیرآبادی از ڈاکٹر قمر النساء عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن)

انگریز اسے بغیر قیمت تقسیم کیوں نہ کرتا کہ ملتِ اسلامیہ میں انتشار و خلفشار پھیلانا ہی انگریزی مشن کا مقصد عین تھا جس کا ثبوت اس رپورٹ سے بھی ملتا ہے جو ۱۸۷۰ء میں وائٹ ہاؤس (لندن) کی منعقدہ کانفرنس میں ہندوستان میں متعین انگریز پادریوں نے پیش کی تھی چنانچہ انہوں نے لکھا تھا :۔

"ہم اس سے پہلے برصغیر کی تمام حکومتوں کو غدار تلاش کرنے کی حکمت عملی سے شکست دے چکے ہیں ـــــ وہ مرحلہ اور تھا ـــــ اس وقت فوجی نقطۂ نظر سے غداروں کی تلاش کی گئی تھی ـــــ لیکن اب جب کہ ہم برصغیر کے چپہ چپہ

پر حکمران ہو چکے ہیں اور ہر طرف امن و امان بحال ہو
گیا ہے۔ تو ان حالات میں ہمیں کسی ایسے منصوبے
پر عمل کرنا چاہیئے جو یہاں کے باشندوں کے
داخلی انتشار ــــ کا باعث ہو"

(بیس بڑے مسلمان۔ مقدمہ خالد محمود۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء ص۶)

افکار سے ہشیار کہ یہ وقت کی موجیں
پیغام بدل دیتی ہیں خود لہجہ بدل کر

چنانچہ ہندوستانی مسلمانوں کے ــــ داخلی انتشار ــــ کے
لئے وہ منصوبہ ــــ تقویت الایمان ــــ کی صورت میں بنا
بنایا موجود تھا۔ جس کا تعارف کراتے ہوئے حضرت شاہ مخصوص اللہ رحمۃ اللہ
علیہ (مولوی اسمٰعیل کے حقیقی تایازاد بھائی) نے فرمایا :۔

"جس رسالے سے اور جس کے بنانے والے
سے لوگوں میں برائی اور بگاڑ پھیلے اور خلاف
انبیاء و اولیاء کے ہو، وہ گمراہ کرنے والا ہوگا۔ یا
ہدایت کرنے والا ہوگا ــــ ؟ میرے
نزدیک یہ رسالہ (تقویت الایمان) کا اعمال نامہ
برائی اور بگاڑ کا ہے اور اس کا بنانے والا ــــ
ــــ "فتنہ گر" ــــ مفسد ــــ نمادی
اور مغوی ہے۔"

(مخصوص اللہ۔ تحقیق الحقیقہ۔ بحوالہ مذکورہ ص۱۰۲)

چنانچہ اس "مفسد" اور "فتنہ گر" ــــ اسمٰعیل دہلوی کو اپنی فسادی

پالیسی کے عین مطابق پاکر انگریز نے اپنا ایجنٹ بنالیا اور پھر اس گستاخ رسول سے خوب کام لیا۔ ——— "لڑاؤ اور حکومت کرو" ——— کا فارمولا اس سرپھرے پر آزمایا ——— اس طرح مسلمانوں میں نہ ختم ہونے والے انتشار و خلفشار کی آگ کو بھڑکایا۔

لندن مشن کا دوسرا مرحلہ

لندن مشن کے دوسرے مرحلے کا "ہیرو" بھی انگریز نے اسی محروم ازلی کو بنایا ——— اور وہ اس طرح کہ اس غدار کے ذریعہ ہندوستان بھر کے سارے لڑاکو مسلمانوں کا ایک لشکر جرار تیار کرایا جو پنجاب کی سب سے بڑی طاقت ——— "سکھوں" سے بھی لڑے ——— اور سرحد کے جنگ جو "پٹھانوں" سے بھی بھڑے اور آخر دونوں سے لڑتے بھڑتے ہوتے خود بھی ختم ہو جائے ——— اس طرح ہر لگے نہ پھٹکڑی رنگ چوکھا آئے ——— لندن مشن پورا ہو جائے ——— مگر انگریز کا کچھ نہ جائے ——— یعنی لوہے سے لوہا کاٹا جائے ——— اس طرح ہندوستانی قوتوں کا خاتمہ بالخیر ہو جائے ——— اور انگریز ہندوستان میں بیٹھا چین کی بانسری بجائے!

شاطر بازی گر نے اپنے مشن کو انتہائی کامیاب بنانے کے لئے تقدس و پارسائی کا لبادہ اوڑھا کر اپنے ایک گرگے کو اسمٰعیل کے ساتھ آگے بڑھایا ——— انگریز کا وہ "وفادار مہرہ" تھا ——— "سید احمد رائے بریلوی"!

یہ حضرت وہ تھے جو پہلے ہی سے اپنی شاندار غدارانہ خدمات کے سبب ایسٹ انڈیا کمپنی کی ناک کا بال بنے ہوئے تھے ——— اب اور زیادہ وسیع پیمانے پر ملک و ملت کے مفادات کا سوداگر کے انگریز کے

وفادار ایجنٹ بن گئے۔

"سر جھکائے ہوئے خاموش ہوں یوسف کی طرح
زندگی بیچ رہی ہے سرِ بازار مجھے"

حضرت جی کی شہرہ آفاق غداری کی داستان ملت فروش پڑھنے کے لئے آیئے تاریخ کی ورق گردانی کرتے ہیں۔

وہابیوں کے پیرو مرشد

سیّد احمد رائے بریلوی

بڑے نیک طنیت، بڑے پاک دامن
ریاضؔ آپ کو کچھ ہمیں جانتے ہیں

سید احمد ۱۲۲۴ھ / ۱۸۰۹ء میں "مالوہ" کے نواب امیر خاں پنڈاری کی فوج میں سوار کی حیثیت سے ملازم ہوئے۔ بہت جلد اپنی خدمات کے صلہ میں نواب کے باڈی گارڈ کے دستے کے افسر اعلیٰ بنا دیئے گئے۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رفتہ رفتہ نواب کا اعتماد اس حد تک حاصل کر لیا کہ نواب کے مشیر خاص مقرر ہوئے۔ انتہا یہ کہ نواب کوئی کام سید احمد کے مشورے کے بغیر نہیں کیا کرتا تھا۔

امیر خاں اس قدر بہادر اور جنگجو تھا کہ اس کے تابڑ توڑ حملوں سے جے پور، جودھپور اور دوسری ہندو ریاستوں پر ہیبت طاری تھی۔ دوسری طرف انگریزوں کا بھی ناک میں دم کر رکھا تھا۔ اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لئے انگریز نے اپنی روایتی عیاری سے کام لیتے ہوئے سازش کا جال پھیلایا۔ چنانچہ نواب کے معتمد خاص سید احمد سے ساز باز کر کے امیر خاں کو پھانسنے کی ترکیب نکالی۔ اس میں انگریز کو زیادہ دقت پیش نہ آئی۔ سید احمد تو بنے ہی غداری کے لئے تھے۔ چنانچہ انگریز کا آلہ کار بنکر اپنے آقا کے اعتماد سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے بڑی خوش اسلوبی سے اس ببر شیر کو برطانوی جال میں پھنسوا دیا۔ (تفصیلی حوالہ کے لئے دیکھئے: حیات طیبہ ص۱۳۵)

سید احمد کی داستان غداری انکے مداح مرزا حیرت کی زبانی

۱۲۳۱ھ / ۱۸۱۶ء تک سید احمد صاحب امیر خاں کی ملازمت میں رہے مگر ایک کام نام آوری کا یہ کیا کہ انگریزوں اور امیر خاں کی صلح کرادی۔ سید احمد صاحب

نے امیر خاں کو بڑی مشکل سے شیشے میں اتارا۔ لارڈ
ہیسٹنگز، سید احمد کی بے نظیر کارگذاری سے بہت
خوش تھا۔ ...... کیوں کہ امیر خاں نے ریاستوں
اور ان کے ساتھ انگریزوں کا بھی ناک میں دم کر
دیا تھا۔ ...... سید صاحب نے اس حکمت سے
بپھرے ہوئے شیر کو پنجرے میں بند کر دیا۔"
(حیات طیبہ ص۴۲۱)

سنا آپ نے ؟ —— سید احمد صاحب امیر خاں ایسے انگریز کے دشمن کو اپنی حکمت عملی سے انگریزی شکنجہ میں جکڑ دیا —— ملت فروشی کا کیسا شاندار کارنامہ انجام دیا! —— اسی لئے تو انگریز سرکار ان کی اس کارگذاری سے بہت خوش تھی اور کیوں نہ خوش ہوتی کہ ایسے ہی بھٹوؤں کی بدولت انگریزی عفریت ہندوستان کے جسم لاغر میں اپنے زہریلے پنجے گاڑنے میں کامیاب ہو رہی تھی۔

دیکھا جو تیر کھا کے کمیں گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

غور کا مقام ہے کہ سید احمد کے دل میں آزادیٔ وطن کی اگر ذرا سی بھی تڑپ ہوتی اور دین اسلام سے ذرا سی بھی محبت ہوتی تو وہ امیر خاں کو انگریز کی غلامی پر رضامند کرنے کے بجائے اسے انگریز کے خلاف جہاد میں اور زیادہ تیزی اختیار کرنے کا مشورہ دیتا —— امیر خاں کے پاس پچیس۲۵ تیس۳۰ ہزار لڑاکو مسلمانوں کا لشکر جرار موجود تھا۔ سید احمد اس میں مزید اضافے کی کوشش کرتا اور وطن عزیز سے انگریز کو نکلوا کر دم لیتا —— لیکن

اس نے اپنی عاقبت تباہ کرنے کے لئے غاصب ـــــــ انگریز کا آلۂ کار بننا پسند کیا اور ناموس اسلام کا کچھ پاس نہ کیا بلکہ ناموس اسلام کو ملیا میٹ کرنے ہی کے لئے انگریز کا آلۂ کار بننا پسند کیا کیوں کہ وہابیت کا تار ورو انگریزیت سے ملتا ہے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انگریز کی حمایت کے ساتھ ساتھ سید احمد غدار نے وہابیت کا پرچار بھی شروع کر دیا، چنانچہ

"اس متعدی اور زبانی پند و نصائح کا عملی
شرعی معاشرت کے ساتھ یہ اثر ہوا کہ امیر خان
معہ اپنے کل بھائی بندوں اور اولاد کے سچا "محمدی"
(یعنی محمد بن عبد الوہاب نجدی کا پیروکار) بن گیا۔"

(حیات طیبہ ص۱۲۵)

اس طرح "ملک و ملت" کا "قرض" ـــــــ اور "دین و مذہب" کا "سودا" ساتھ ساتھ چکا دیا ـــــــ اور زبانِ حال سے نعرہ لگایا

انگریز بہادر زندہ باد ؛ وہابی مذہب پائندہ آباد ـــــــ!!

چنانچہ سیدھے سیدھے سنی مجاہدین کا ایمان بگاڑنے کے بعد سید احمد نے بکمال چالاکی ان کے "جذبۂ جہاد" کو بھی کچل کر رکھ دیا اور اس طرح انہیں ہمیشہ کے لئے انگریز کی غلامی کے شکنجے میں کس دیا۔ ـــــــ ملک و ملت کے بہی خواہ بتائیں، کیا آزادی کے علمبردار مجاہدوں کا یہی کردار ہوتا ہے ؟ ـــــــ ؟ ـــــــ ؟

کیا ملک و ملت کی عظمت کا اسی طرح دفاع کیا جاتا ہے ـــــــ ؟

کیا دینی غیرت و حمیت کا اسی طرح جنازہ نکالا جاتا ہے ؟ ؟ ؟

اے روح غلام رسول تہی جواب دے ـــ!

وہابی بے ایمان

اور

برٹش پلان

لوگ جو خاکِ وطن بیچ کے کھا جاتے ہیں
اپنے ہی قتل کا کرتے ہیں تماشا کیسے

برٹش پلان کے عین مطابق انگریز اور غدارانِ ملک وملت کے باہمی مشورے سے اب یہ طے پایا کہ (۱) ——— فی الفور سکھوں کے خلاف جہاد کا ڈھونگ رچایا جائے۔ (۲) ——— پنجابی مسلمانوں پر سکھا شاہی کے مظالم کا ڈھنڈورا پیٹ کر ہندوستان بھر سے مسلم رضا کار بھرتی کرنے کا چکر چلایا جائے۔ (۳) ——— جہاد کے اخراجات کا جھانسہ دے کر مسلمانوں سے چندہ بٹورا جائے (۴) اور جب یہ سب کچھ ہو جائے تو صوبہ سرحد پہنچکر پہلے تو پٹھانوں کو سکھوں کے خلاف جہاد کی ترغیب دے کر ان کی مدد حاصل کی جائے (۵) ——— اس کے بعد پٹھانوں سے سید احمد کی امارت وامامت تسلیم کرائی جائے۔ اگر وہ سید احمد کو "امیرِ مطلق" اور "امامِ برحق" مان لیں تو ٹھیک ہے ——— ورنہ بصورتِ دیگر بزورِ شمشیر انہیں زیر کیا جائے۔ (۶) ——— اس طرح سکھوں اور پٹھانوں سے لڑ بھڑ کر ان کے کچھ علاقے چھین لئے جائیں اور ان میں اپنی ایک ——— "ریاست وہابیہ" ——— قائم کی جائے جو عرب کی سعودی سلطنت کی طرح انگریز کے زیرِ سایہ دائم قائم رہے ——— !!!

صاف ظاہر ہے کہ اس منصوبے میں انگریز کی چاندی ہی چاندی تھی! ——— اور وہ اس طرح کہ :-

(۱) اگر ہندوستان میں ——— "وہابی سٹیٹ" ——— قائم ہو جاتی ہے تو عرب کی ——— "وہابی سلطنت" ——— کی طرح انگریز سرکار کی معاون ہو کر برٹش اقتدار کو مضبوط ومستحکم اور وسیع کر سکے گی۔

(۲) اسمٰعیلی لشکر کی یورش سے ہندوستان کی مارشل نیشن (جنگجو سکھ قوم) ختم یا کمزور ہو کر بآسانی انگریز کے زیرِ نگیں آسکے گی۔

(۳) سرحدی پٹھانوں کے خود سر آزاد قبائل جو کبھی کسی کے زیر نگیں نہ رہے وہ اس قدر کمزور ہو جائیں گے کہ انہیں کبھی انگریزی اقتدار کے خلاف سر اٹھانے کی جرأت نہ ہو سکے گی

(۴) بفرض محال اگر یہ سب کچھ نہ ہو سکے تو از کم ہندوستان بھر کے سارے مسلمانوں کی فوجی طاقت کو سرحد میں جمع ہو کر کٹ مرنے کا سنہرہ موقع تو مل ہی جائے گا ——— خس کم جہاں پاک ———! غرضکہ اس منصوبے کی کامیابی کے بعد ہندوستان میں انگریز کا کوئی حریف زندہ باقی نہ رہ سکے گا۔ پھر کوئی آزادی کا راگ نہ الاپ سکے گا۔

انگریز کے لئے اس سے بڑھکر بھلا خوشی کی اور کیا بات ہو سکتی تھی کہ ——— سارے ہندوستان کی عسکری روح نکل جائے اس طرح اس کا کہیں کوئی مدمقابل ہی نہ رہے۔ پھر تو بڑی آسانی سے انگریزی عفریت ہندوستان کو سالم نگل جانے میں کامیاب ہو سکتی تھی۔

آغازِ سفر ـــــ برائے ـــــ سقر

انگریز نے اپنے اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سب سے پہلے اپنے ان دونوں ایجنٹوں کو ـــــ "سید احمد بریلوی" اور "اسمٰعیل دہلوی" ـــــ کو خاص انگریزی پالیسی کے تحت عرب کا چکر لگوایا۔ ـــــ

اس زمانے میں سفر حج کے لئے ـــــ سورت اور بمبئی ـــــ مروجہ ساحل تھے۔ مگر "انگریزی گرگوں" کا آغازِ سفر سورت یا بمبئی سے نہیں ہوا بلکہ یہ دونوں "بن مانس" ـــــ الٹے "بانس بریلی" گئے۔ یعنی پہلے اچھلتے کودتے "کلکتہ" ـــــ پہنچے۔ کیوں کہ کلکتہ اس وقت ایسٹ انڈیا کمپنی کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ وہاں کمپنی کے افسروں سے رازدارانہ ملاقاتیں ہوئیں۔ دعوتیں ہوئیں، ضروری ہدایتیں دی گئیں ـــــ یہ تمام امور طے پانے کے بعد ـــــ جہاز پر لدوائے گئے ـــــ اس طرح ان کا یہ سفر طویل ہوگیا مگر دیگر حجاج کے برخلاف کلکتہ ہی سے شروع ہوا۔

ہندی خباثت اور نجدی نجاست

سوچنے والوں کے لئے مقام غور و فکر ہے کہ وہ کیا مقاصد تھے جن کی بجا آوری کے لئے یہ پاپڑ بیلے گئے؟ ـــــ تو سنئے! ـــــ اس سفر سے انگریز کا مقصد ان دونوں ـــــ ہندی گوریلوں ـــــ کو ـــــ شریر نجدیوں ـــــ سے ملت اسلامیہ کے خلاف لشکر کشی کی ـــــ "ٹریننگ" ـــــ.

دلانا تھا، چنانچہ انگریز کے پٹھو نجدیوں نے ان " ناریوں" کو اپنے آزمائے ہوئے حربے سکھائے اور مذہب کی آڑ لے کر حکومت حاصل کرنے کے گُر ان گرگوں کو سکھائے ——— "نجدی درندے" انگریز کی معاونت سے "عثمانی خلافت" کے خلاف بغاوت میں کامیاب ہو چکے تھے ——— غداری اور بغاوت کا " ریفرشیر کورس" کرانے کے لئے ان نجدیوں سے بہتر استاد بھلا اور کہاں مل سکتے تھے۔ چنانچہ انگریزی منصوبے کے مطابق جب یہ سازشی مکہ معظمہ پہنچے تو انگریز کے سازباز نجدی سازندے پہلے ہی انگریزی بینڈ باجا لئے ان درباری میراثیوں کے استقبال کے لئے وہاں موجود تھے۔ چنانچہ آگے کی رپورٹ خود ان کے اپنے مداح مرزا حیرت سے سُنیئے :۔

"نجدی لوگ آ آ کر ملتے تھے اور اپنی لڑائیوں کا ترکوں کے ساتھ تذکرہ کرتے تھے۔"

(حیات طیبہ مطبع فاروقی دھلی)

ان ملاقاتوں کی تفصیل بتاتے ہوئے ان غداروں کے ولی نعمت ——— پادری ہوجیز لکھتا ہے :۔

"ابن عبد الوہاب کے جانشینوں نے وہابیت کے اصول سید احمد صاحب کو تعلیم کئے اور انہیں خوب سمجھا دیا کہ مذہبی روح لوگوں میں پھونکنے کے بعد ہی کامیابی ہوتی ہے اور یوں ملک کے ملک ہاتھ لگتے ہیں۔" (ڈکشنری آف اسلام)

گویا مذہبی جوش و خروش کا استحصال کر کے ملکوں پر غاصبانہ قبضہ جمانے کے گر نجدی گردنے اُن گرگوں کو یہاں سکھائے۔ ان گوریلوں کے

دین و ایمان کا دیوالیہ پن دیکھیں کہ اس خباثت کے لئے حج جیسی پاکیزہ عبادت کو آڑ بنایا ______ سید احمد اور اسمٰعیل جیسے ذلیل ایجنٹوں سے ایسی ہی امید ہوسکتی تھی۔ ورنہ سوچنے کی بات ہے کہ حج کو تو سبھی جاتے ہیں مگر کسی حاجی کو نجدیوں نے ملک گیر اصول نہیں سکھائے ______ اور ملک کے ملک ہاتھ لگنے کے گُر نہ بتائے! تمام حاجیوں سے قطع نظر آخر یہ اہتمام خاص ان "پاجیوں"، ہی کے لئے کیوں کیا گیا ______؟ انگریزوں کے آلۂ کار ____ نجدیوں کی نظر انتخاب آخر ان خانہ خراب ہندیوں ہی پر کیوں پڑی ______ ماننا پڑے گا یہ انگریزی سازش کا ثمرہ، اور نجدیوں سے ملی بھگت کا نتیجہ تھا ____ ____ عرب سے ترکی خلافت کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ ہندوستان سے مغل اقتدار کو نیست و نابود کرنے کے لئے انگریز کا یہ عظیم سازشی منصوبہ تھا جس کو بڑی خاموشی سے عملی جامہ پہنایا جارہا تھا ______ دراصل یہ برٹش حکومت کا ماسٹر پلان تھا ______

عامۃ المسلمین سے بغاوت

یعنی

حرم کعبہ میں الگ جماعت

ان ہندی گرگوں نے نجدی تعلیمات پر فوری عمل تو یہ کیا کہ حرم کعبہ میں اپنی جماعت الگ کرنے لگے اس طرح ان باغیوں نے حرم پاک میں جماعت مسلمین سے رشتہ توڑا اور وہابیت وخارجیت سے رشتہ جوڑا۔ اس وقت تک حرم پاک میں اہلسنت کے چاروں مصلے بحال تھے۔ مگر ان غداروں نے مسلمانوں کے چاروں مسلکوں میں سے کسی ایک کی تقلید گوارہ نہ کی بلکہ حرم پاک میں انتشار وخلفشار پھیلانے کے لئے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائی چنانچہ :-

> "مشورے سے طے پایا کہ جب تک لوگ حرم میں تراویح پڑھیں گے آپ یہاں لوگوں کا قرآن سنیں شور بند ہونے کے بعد مطاف میں اپنی جماعت علیحدہ کی جائے۔"

(سیرت سید احمد ص ۲۶۶ ، سید احمد شہید ص ۲۳۲)

بھلا یہ کس نے مشورہ دیا تھا کہ آپ اپنی جماعت علیحدہ کر کے حرم پاک میں ایک نیا فتنہ کھڑا کریں؟ ——— سینکڑوں سال سے

مقررہ مصلوں میں سے کسی ایک کی بھی تقلید نہ کریں ـــــ بلکہ علیحدہ جماعت کا شوشہ چھوڑ کر مسلمانوں میں انتشار و خلفشار کا دروازہ کھولیں اور اسلام امت مسلمہ کا شیرازہ بکھر رہا ـــــ! ـــــ مگر کیا کرتے یہاں بھی یہ بیچارے نفس کے مارے انگریزی سیاست کی خباثت سے مجبور تھے چنانچہ مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے منصوبے پر یہ "ٹلگر گدھے" عمل کر رہے تھے ورنہ جہاں تک نماز باجماعت کا تعلق ہے تو یہ سب کو معلوم ہے کہ "جماعت اولیٰ" کو ترک کرنا بڑے ثواب سے محروم ہوتا ہے اور پھر جان بوجھ کر ترک کرنا تو بدرجۂ اولیٰ گناہ ہے مگر گناہ کی کسے پرواہ ـــــ!

ان "گرد گھنٹالوں" نے تو اپنے وہابیانہ عقائد کے تحت انگریزی پالسی کی بجا آوری کے لئے یہی شیطانی راستہ اختیار کیا کیونکہ اس وقت تک حجاز مقدس پر ترکی خلفاء کی حکومت قائم تھی جو عقیدۃً ـــــ "سنی حنفی" تھے مگر یہ باغی ٹھہرے کٹر وہابی ـــــ! اور اس پر طرہ یہ کہ انگریز کے پالتو ـــــ کریلا اور نیم چڑھا ـــــ چنانچہ اور بھی کڑوے کسیلے ہو گئے ـــــ پھر بھلا حرم پاک میں خوش عقیدہ امام اہلسنت کی اقتدا کیسے قبول کر لیتے اور وہ امام حرم تھا بھی ترکی خلافت کا نمائندہ ـــــ اور ترکی خلافت انگریزوں کی آنکھ میں کانٹا بنکر کھٹک رہی تھی ـــــ مگر اس وقت تک تو سارے ممالک اسلامیہ پر ـــــ "سنی العقیدہ ترکوں" ہی کا کنٹرول تھا ـــــ پھر بھلا یہ انگریزی ٹٹو ـــــ امام حرم کی پیروی کیسے کرتے ہو ـــــ اسی طرح انگریز خوکاروں کی نمک حلالی میں فرق نہ آجاتا ـــــ کیونکہ یہ تو تھے ہی سرے سے اسلامی حکومت کے باغی! ـــــ نرے "غیر مقلد وہابی" ـــــ! چنانچہ بڑی ڈھٹائی سے کہا کرتے تھے :۔

چاروں فقہا کے مذہب میں سے کوئی مذہب
مجھے پسند نہیں ـــــــ مشہور طریق اولیاء اللہ
میں کوئی طریقہ میرے طور پر نہیں" ؎۱ ـــــــ
(حیات سید احمد شہید ص ۱۵۳-۵۴)

"میرا مسلک بھی نیا راہِ طریقت بھی نئی
میرے قانون نئے میری شریعت بھی نئی"

چونکہ "مشہور طریق اولیاء اللہ" ـــ میں سے ـــ "کوئی طریقہ ـــ" انگریز سرکار کی خوشامد وغلامی کا درس نہیں دیتا تھا لہٰذا! اولیاء اللہ کا کوئی طریقہ سید صاحب کے موافق کیسے ہوسکتا تھا ـــــ یہاں تو خمیر میں بڑی غداری اور بغاوت کی کیچڑ بھری ہوئی تھی جس کی کوئی گنجائش چاروں فقہا میں سے کسی کے مسلک میں نہیں تھی تو پھر بھلا سید صاحب ان میں سے کسی کی تقلید کیسے کرتے ـــــــ؟

خلاصۂ کلام یہ کہ مسلمانوں کی مرکزیت کو ختم کرنے کے لئے انگریزوں نے عرب میں جہاں ـــ "وحشی نجدیوں" ـــ کو اپنا آلۂ کار بنایا، وہاں ہندوستان میں ان کے ہم مسلک ـــ "وہابی گماشتوں" ـــ کے ذریعہ تخریب کاری کا چکر چلایا تاکہ ایمان وآگہی کے ساتھ ساتھ قومی غیرت وحمیت کا بھی جنازہ نکل جائے ـــــ مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ ہو جائے ؎

"یارب متاعِ دیں کو کہاں تک کوئی بچائے
ملتے ہیں روز دشمن ایمان نئے نئے"

؎۱: آج اگر ـــ "عوام اہلسنت" ـــ ان سعودی عرب سے آئے ہوئے ـــ

سکھوں کے خلاف جہاد کا جھانسہ

سرحدی مسلمانوں کو جال میں پھانسا

نجس نجدیوں سے وہابیت کی ٹیڑھی ٹریننگ حاصل کر کے جب یہ شریر ہندوستان واپس آئے تو انگریز کے مجوزہ منصوبے کے مطابق ان غداروں نے اگلا قدم یہ اٹھایا کہ بڑی مکاری سے گلی گلی کوچے کوچے پھر کر سکھوں کے ظلم و ستم کا رونا رویا۔ ؎

"فریب پہلے بھی کھا چکا ہوں مگر یہ آنکھیں اور انمیں آنسو
نہ جانے کیوں دل یہ چاہتا ہے کہ آج پھر اعتبار کر لوں"

"غیر مقلد خارجی وہابی اماموں" ـــــ کی اقتداء میں نماز ادا نہیں کرتے تو یہاں سارے کے سارے "غیر مقلد وہابی" اہلسنت کے پیچھے پڑ جاتے ہیں ـــــ حکومت سے فریاد کرتے ہیں! ـــــ اتحاد بین المسلمین کی دہائی دیتے ہیں غرضکہ ہر طرح کے الٹے سیدھے الزامات لگاتے ہیں اور اہلسنت ہی کو مجرم گردانتے ہیں! ـــــ ہاں واقعی جرم ہیں بڑا جرم یہ ہے کہ ـــــ اہلسنت، وہابیت کے ڈھول کے پول سے واقف ہیں! ـــــ انگریز خر کاروں کے ٹکڑ گدھوں کو پہچانتے ہیں! ـــــ اہلسنت کے قاتلوں کے سامنے اپنی گردن نہیں جھکاتے ؟ ـــــ خون مسلم سے ہولی کھیلنے والوں کے رنگ میں نہیں رنگ پاتے ؎

"اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی"

غرضکہ :۔ " حج کے بعد پھر وعظ و تبلیغ کا سلسلہ شروع ہو گیا مگر
اب کے اصل زور ——— جہاد و ہجرت ———
پر تھا ——— !"
(ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص۱۱۳)

مزید یہ کہ :۔ " سید احمد صاحب نے عام طور پر اپنے مریدوں کو
ہر شہر میں یہ اجازت دے دی کہ سکھوں پر جہاد کرنے
کے وعظ ہوں ——— اکثر شہروں میں وعظ شروع
ہوئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لوگوں کے دلوں میں تحریک پھیل
رہی تھی ——— اب عام طور پر ظاہر ہونے لگی
اور سید صاحب کے پاس مجاہدین جمع ہونے لگے "
(مرزا حیرت دہلوی ——— حیات طیبہ ص۲۴۲)

چنانچہ " سکھا شاہی " کے خلاف سارے مسلمانوں کے دلوں میں ہیجان برپا ہو گیا ——— اس طرح مسلمانوں کا روپیہ پیسہ بھی اور منچلا نوجوان بھی انگریزی پالیسی کے تراشے ہوئے " اسمٰعیلی جہاد " پر قربان ہونے کے لئے تیار ہو گیا۔ افسوس کوئی سمجھانے والا نہ تھا کہ ؎

اڑتے بادل کے تعاقب میں پھرو گے کب تک
درد کی دھوپ میں نکلا نہیں کرتے گھر سے

بہرحال :۔ " وہ دہلی سے آہستہ آہستہ کلکتہ کی طرف روانہ ہوئے
——— پٹنہ میں کافی عرصہ قیام رہا ——— اور
اس دوران تحریک کو ——— ایک باقاعدہ حکومت "
——— کے نمونے پر منظم " کیا گیا ہر ضلع میں ایک ایک

"گماشتہ" مقرر کیا تاکہ وہ "مستقل افسروں کے ساتھ
لوگوں سے "ٹیکس" وصول کرنے کا بندوبست کرے
(اسمٰعیل شہید صد۹۴)

کچھ سنا آپ نے؟ — مولوی اسمٰعیل کی ایک — "باقاعدہ
حکومت" — اور وہ بھی — "برٹش راج" — کے اندر
— — کیسی عجیب بات ہے!!

انگریزی حکومت تو دجل وفریب سے عالم وجود میں آئی تھی اور عیاری و
مکاری اور دغا بازی کی بنیادوں پر ہی قائم تھی پھر بھلا اس حکومت در حکومت
کے کیا معنی؟

"انگریزی راج" میں تحریک جہاد کو — "باقاعدہ حکومت" —
کے نمونے پر "منظم" کرنے کا کیا مطلب؟ — بھلا کسی کمزور سے کمزور
مملکت کے اندر بھی ایسی حکومت در حکومت ہوتی ہے اگر نہیں — تو
پھر بھلا — ہر ضلع میں اسمٰعیل کے اپنے "گماشتوں" کو مقرر کرنیکا کیا جواز؟

انگریزی عملداری میں اسمٰعیل کے اپنے — "مستقل افسروں" —
کے ذریعہ ٹیکس وصول کرنے کے کیا معنی؟؟؟ کوئی نکمی سے نکمی حکومت اس کو
برداشت نہیں کر سکتی چہ جائیکہ انگریز جیسی جابر گورنمنٹ اسے برداشت کرے
—! اس کے جواب میں اگر یہ کہا جائے کہ — عیار انگریز یہ سب کچھ
— اسلام دوستی — کی خاطر برداشت کر رہا تھا —
تو کوئی بڑا احمق ہی اس پر یقین کر سکتا ہے! اور اگر یہ کہا جائے کہ اس سے
انگریز کو "اسلام کی بقا" اور "مسلمانوں کی فلاح" منظور تھی جبھی تو انگریز بہادر اسمٰعیلی جہاد
کے لئے اپنی عملداری سے باقاعدہ روپیہ پیسہ اور آدمی سرحد کو پارسل کر رہا تھا —

تو یہ بات صرف اور صرف غلام رسول مہر اور اس کے چیلے چانٹوں کے بھس بھرے بھیجوں میں سما سکتی ہے ـــــ ورنہ جس کی عقل فطور سے خالی ہے وہ بڑی آسانی سے اتنی سی بات سمجھ سکتا ہے کہ اس طرح شاطر انگریز بڑی خوبصورتی سے ـــ "اسمٰعیلی ٹیکس" اور جہادی چندوں کے ذریعہ مسلمانوں کے خزانے خالی کر رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ بڑی خوش اسلوبی سے لڑا کر مسلمانوں کو سرحد کے مذبح خانے کی طرف ہانک رہا تھا تاکہ ہندوستان کا میدان صاف ہو جائے جس میں انگریز بہادر آسانی سے گھڑ دوڑ کرے اور پولو کھیل سکے۔

اپنے اس منصوبے کو انگریز بڑی خاموشی سے عملی جامہ پہناتا رہا ـــــ ہندوستان لڑاکو مسلمانوں سے خالی ہوتا رہا ـــــ مسلمانوں کا روپیہ پیسہ بھی سرحد کو سرکتا رہا ـــــ !!

شاطر انگریز نے بڑی ہوشیاری سے اپنے ـــ "اسمٰعیلی جہاد" ـــ کو کنڑول کرنے کے لئے مراکز ـــ "کلکتہ" صوبہ بنگال ـــ اور "پٹنہ" صوبہ بہار ـــ میں قائم کرائے ورنہ صوبہ یو۔ پی وغیرہ میں اسمٰعیل کی مزاحمت ہو جاتی کیونکہ مغلیہ سلطنت کے رہے سہے حکام و جاگیردار اور عام مسلمان اس تحریک کے آڑے آتے۔ اس خدشے کے پیش نظر ـــ "تحریک جہاد" ـــ کے مراکز انگریز نے اپنی قلمرو میں قائم کرائے تاکہ کام کی پوری پوری نگرانی بھی ہوتی رہے اور کسی قسم کے خطرے کا امکان بھی باقی نہ رہے۔ بقول سید عالم ندوی:۔

> "اس پوری مدت پٹنہ سازش کا مرکز تھا وہابی مبلغ ہندوستان اور قریب کے ملکوں میں اپنے مشن کی تبلیغ کر رہے تھے"

(ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک صفحہ ۳۰)

بہرحال اس طرح انگریزی پالیسی کامیابی سے ہمکنار ہوتی رہی!______
اور مسلمانوں کی طاقت وقوت اتحاد اور یک جہتی خلفشار کا شکار ہوتی رہی۔!!
انگریز نے اپنی پالیسی کے مطابق بڑی رازداری سے کام لیا کہ آخر تک اپنے
منصوبے کے راز کو فاش نہ ہونے دیا اس طرح مغلیہ سلطنت کا اختتام بڑی
خاموشی سے کرتا رہا۔ ؎

ثبوت برق کی غارت گری کا کس سے ملے
کہ آشیاں تھا جہاں اب وہاں دھواں بھی نہیں

لیکن حقائق تو از خود بولتے ہیں اور وہ بھی مخالف کے قلم سے۔ چنانچہ:۔

"مشہور ہے کہ آپ نے انگریزوں سے مخالفت کا
کوئی اعلان نہیں کیا بلکہ ____ کلکتہ ____ یا ____
پٹنہ ____ میں ان کے ساتھ تعاون کا اظہار کیا اور
یہ بھی مشہور ہے کہ انگریزوں نے بعض موقعوں پر
آپ کی امداد بھی کی" ____!

(مولینا منظور احمد نعمانی ____ الفرقان لکھنؤ ____ شہید نمبر ۵۵ ۱۳ھ)
بھلا! انگریز کیوں نہ امداد کرتے؟ ____ اسمٰعیلی جہاد ____ تھا
ہی انگریزی پالیسی کا تراشیدہ!۔ ____ اور اسمٰعیل و سید احمد تھے ہی
انگریزوں کے پروردہ!! ____ پھر بھلا وہ کیوں نہ انگریز سے تعاون
کا اظہار کرتے!! ____ اور انگریز کیوں نہ ان کی مدد کرتا ____!!
اس ____ تعاون و مدد ____ کا خاطر خواہ نتیجہ انگریز کی عین مرضی کے مطابق
نکلا چنانچہ:۔

"انہوں نے صرف وعظ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے

مریدوں کے ساتھ گھر بار چھوڑ کر ــــــ سرحد ــــــ
تشریف لے گئے ــــــ!"

(ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص۳۲)

ے غیرت اہل چمن کو کیا ہوا
چھوڑ آئے آشیاں جلتا ہوا

خلاصۂ کلام یہ کہ:۔

پہلے تو سید احمد و اسمٰعیل نے سکھوں کے ظلم و ستم کی دہائی دے کر مسلمانوں کو جہاد کے لئے اکسایا ــــــ!

اس کے بعد ہندوستان کے مسلمانوں کی ساری فوجی طاقت کو اپنے ساتھ لے کر سرحد کا رخ کیا ــــــ!

اس طرح انگریز کو اپنی من مانی کرنے کے لیے ہندوستان کا میدان خالی چھوڑ دیا! ــــــ بھلا یہ کہاں کی دانائی تھی یہ کہاں کی اسلام دوستی اور حب الوطنی تھی؟ ے

"اتنا خرام تیز نہ کر اے نسیم صبح
بجھنے کو ہوں چراغ سحر میں ذرا ٹھہر"

"شیخ نجدی" کا تازہ ایڈیشن "شیخ ہندی"

آیا مری زباں پہ یکایک جوان کا نام
کس کس کے ہاتھ مرے گریباں تک آ گئے

ابن عبد الوہاب نجدی کی ــــ "تحریک وہابیت" ــــ اور ان دونوں

ہندی مولویوں کی سیاسی اور مذہبی ـــــ "تحریک آزادی" ـــــ میں یکساں مناسبتیں نظر آتی ہیں۔

"شیخ نجدی" نے عرب میں ـــــ "امیر سعود" ـــــ سے ملکر مسلمانوں کا قتل عام کیا ـــــ ان کے مال و متاع کو مباح کہہ کر لوٹ لیا!!

ـــــ یہاں سید احمد بریلوی نے مولوی اسمٰعیل دہلوی (وہابی لشکر کے کمانڈر انچیف) سے ملکر ہندوستان میں وہی خونی ڈرامہ کھیلا جسے نجدیوں نے ڈائریکٹ کیا تھا۔

ہر عقلمند یہ ماننے پر مجبور ہو گا کہ یہ سازش انگریز اور صرف انگریز کی تیار کردہ تھی جس پر عمل کرانے کے لئے فرنگیوں کو دو کارندے "نجد" ـــــ میں بھی مل گئے تھے۔

ایک ـــــ "محمد بن عبدالوہاب نجدی" !

دوسرا ـــــ "امیر سعود" !!

گویا ـــــ ایک "امیر" ـــــ دوسرا "مشیر" ـــــ !!!

اسی طرح انگریزوں کو دو ایجنٹ ہند میں بھی میسر آ گئے۔

ایک ـــــ "سید احمد رائے بریلوی" ـــــ !

اور دوسرا ـــــ "مولوی اسمٰعیل دہلوی" ـــــ !!

ایک ـــــ "پیر" ـــــ دوسرا ـــــ "مرید" ـــــ !!!

یہاں بھی دو ـــــ وہاں بھی دو ـــــ !!!

یہ مماثلت بھی دیدنی ہے ـــــ !!!

"یہ سارے ہی حسین چہرے میری تسبیح کے دانے ہیں
نظر سے گرتے رہتے ہیں عبادت ہوتی رہتی ہے"

دو کا ٹولہ

عرب میں ــــــ "شیخ نجدی" ـــــ نے بے ادبی رسول کا جو ہنگامہ برپا کیا تھا ـــــ وہی کارنامہ ـــــ "شیخ ہندی" ـــــ نے یہاں انجام دیا ! ـــــ

شیخ نجدی نے ـــــ "کتاب التوحید" ـــــ لکھکر عظمتِ مصطفےٰ کے نورانی مینار گرائے ـــــ تو "شیخ ہندی" نے ـــــ "تقویت الایمان" ـــــ لکھکر توہینِ مصطفےٰ کے شیطانی ہتھیار سجائے !۔!۔!

وہاں عرب میں بھی ـــــ "نجدی شمشیر" ـــــ سے خون مسلم بے دریغ بہایا گیا ـــــ یہاں ہندوستان میں بھی مسلمانوں کی گردن پر ـــــ "اسمٰعیلی خنجر" ـــــ آزمایا گیا ـــــ !!

جس طرح ـــــ ابن عبدالوہاب نجدی ـــــ نے اقتدار و حکومت کے بل بوتے پر ـــــ "کتاب التوحید" ـــــ کا عملی نفاذ کیا۔ بالکل اسی طرح ـــــ مولوی اسمٰعیل ـــــ نے ـــــ "تقویت الایمان" ـــــ کے عملی اور حتمی نفاذ کے لئے اقتدار و حکومت کا سہارا لیا !

جس طرح ـــــ "ابن عبدالوہاب نجدی" ـــــ نے ان مسلمانوں کو قتل کیا جنہوں نے اس کی بدعقیدگی کو تسلیم نہیں کیا تھا ! ـــــ

بالکل اسی طرح مولوی اسمٰعیل نے بھی اپنے وہابیانہ عقائد کے نفاذ کے مخالف مسلمانوں کا بے دریغ قتل عام کیا۔

جس طرح عرب میں برطانیہ کی سازش سے "ترکی خلافت کا زوال ہوا اور ـــــ "وہابی سعودی سلطنت" ـــــ مستحکم ہوئی۔ ـــــ

بالکل اسی طرح ہندوستان میں برٹش پلان کے تحت "مغلیہ سلطنت" کا خاتمہ ہوا اور سرحد میں انگریز کے زیر سایہ ـــــ "وہابی سٹیٹ" ـــــ

قائم کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی۔

وہابی سٹیٹ کے قیام کی ضرورت

انگریزوں کو سرحد میں ـــــ "وہابی سٹیٹ" ـــــ قائم کرنا ضروری ہوگئی تھی کیونکہ ہندوستان میں مار دھاڑ کرنے والے مرہٹوں کو مارنے اور شیر میسور ٹیپو سلطان کی شوکت و قوت کو توڑنے کے بعد پنجاب کے ـــــ "جنگجو سکھوں" ـــــ کے علاوہ صوبہ سرحد کے ـــــ "غیور پٹھان" ـــــ ہی پورے ہندوستان پر انگریزوں کے مکمل قبضے کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے تھے ان کو زیر دام لانے کے لئے "دانائے فرنگ نے یہ "دانا" ڈالا یعنی سرحد میں "وہابی اسٹیٹ" قائم کرنے کا منصوبہ بنایا کیونکہ:۔

"انگریزی حکومت نے ہندوستان کے تمام صوبوں
پر مضبوطی سے قبضہ کر رکھا تھا صرف پنجاب کشمیر اور
صوبہ سرحد ان کے اقتدار سے خالی تھا"

(شاہ اسمٰعیل شہید ص۱۸۵)

چنانچہ تحریک مجاہدین کا میدان کارزار صوبہ سرحد کے علاقے بنے جو ہندوستان میں انگریزوں کے مکمل کنٹرول کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے تھے ـــــ مگر مشکل یہ تھی کہ سرحد میں ـــــ "سنی العقیدہ کٹر حنفی مسلمان" ـــــ رہتے تھے جو بڑے خود دار، حریت پسند اور سخت جان ہوتے ہیں۔

ے — " بری طرح کیا پھراؤ ہم پہ لوگوں نے
ہوا بھی کہتی ہے یہ لوگ مرنے والے نہیں

چنانچہ بقول سر سید احمد خاں سرحدی پٹھان وہابیانہ عقائد پر کسی طرح متفق نہ ہوئے۔

"ہندوستان کے گوشۂ شمال و مغرب کی سرحد پر جو پہاڑی قومیں رہتی ہیں وہ "سنی المذہب حنفی" ہیں چونکہ ان (سید احمد و اسمٰعیل) کے عقائد کی مخالف تھیں اس لئے وہ "وہابی" ان پہاڑیوں کو ہرگز اس بات پر راضی نہ کر سکے کہ وہ ان کے مسائل کو بھی اچھا سمجھتے ———"

(مقالات سر سید نہم ص :- ۱۴۰،۱۳۹)

سرحد میں رہنے والے ——— "سنی المذہب حنفی مسلمان" ——— بھلا ان وہابیوں کے مسائل کو کیونکر اچھا سمجھتے ——— بھلا کوئی ایسا ہے جو اپنے باپ کو گالی دے ——— ! ——— اپنے بزرگوں کے منہ پر تھوکے ——— علماء کرام کی پگڑی اچھالے ! ——— مشائخانِ عظام کا خرقہ پھاڑے ! ——— صحابہ کرام کے مزارات اکھاڑے ! ——— گنبد خضراء ڈھانے کے لئے نشانہ بنائے ! ——— خانہ کعبہ کو اجاڑے ! ——— غلاف کعبہ کو جلائے ! ——— مجاہدانِ حرم کو خون میں نہلائے ! ——— ایسے سفاک خونخوار نجدیوں کی خباثتوں پر عمل کرنے والے شریروں کو بھلا وہ پہاڑی کیسے اچھا سمجھتے ؟ ——— ان کے مسائل خبیثہ کو بھلا وہ "خوش عقیدہ سنی المذہب حنفی پٹھان" ——— کیسے قبول کرتے ؟؟؟

چنانچہ انگریز کے فرستادہ ان وہابی ایجنٹوں کے خلاف سرحد کے علماء اہلسنت صف بستہ ہو گئے۔ ؎

بکھروں گا ایک بار تو نہ آسکوں گا ہاتھ
اے دوست احتیاط سے ٹھوکر لگا مجھے

انگریزی گٹھ جوڑ سے انکار

ابھی مشکل سے سمجھے گا زمانہ
نیا نغمہ نئی آواز ہوں میں

مولینا مودودی تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"جس وقت یہ حضرات جہاد کے لئے اٹھے ہیں اس وقت کسی سے یہ بات چھپی ہوئی نہ تھی کہ ہندوستان میں اصل طاقت سکھوں کی نہیں انگریزوں کی ہے اور اسلامی انقلاب کی راہ میں سب سے بڑی مخالفت اگر ہو سکتی ہے تو انگریزوں کی ہو سکتی ہے پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح ان بزرگوں کی نگاہِ دوررس سے معاملہ کا یہ پہلو ہی اوجھل رہ گیا۔"

(تجدید احیائے دین ص۱۲۸)

مودودی صاحب کی سمجھ میں یہ معاملہ نہ آیا لیکن ان کے ـــــ "بزرگوں" ـــــ اور ـــ انگریزوں ـــ کے درمیان تو یہ معاملہ پہلے ہی طے ہو

چکا تھا چنانچہ ان کے بزرگوں کی انگریزی پالیسی کا جوہر تو اس وقت کھلتا ہے جب وہ بزرگ اپنے سب سے پہلے جہاد کا اعلان ”سرحدی مسلمانوں“ کے خلاف کرتے ہیں جی ہاں جہاد اور وہ بھی مسلمانوں کے ساتھ ! ہے

”رفوگری کا ہنر یوں تو عام ہے لیکن
یہ دیکھنا ہے کہ دامن ہوا رفو کس کا“

اب جو لوگ تاریخ کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ ــــ یہ جہاد انگریز کے خلاف تھا ــــ ان سے ہاتھ جوڑ کر اتنا سا سوال ہے کہ ــــ سچ کے بادشاہو، ذرا یہ تو بتاؤ کہ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ حکومتیں اپنی عملداری میں اپنے خلاف اپنے مخالفوں کو فوجیں بنانے دیں ؟ ــــ اور اپنے خلاف جہاد کے لئے اپنے علاقے میں چندے بٹورنے دیں ؟ ــــ ذرا سوچیے تو سہی انگریز تو انگریز کوئی حکومت کیسی ہی گئی گذری کیوں نہ ہو، یہ حماقت نہیں کر سکتی چہ جائیکہ انگریز جیسی زیرک قوم اپنی عملداری میں ــــ ان ”باغیوں“ کو ــــ چندہ اسلحہ، اور آدمیوں کی فراہمی کی اجازت دے ! ہے

”ایں خیال است و محال است و جنوں“

اور پھر جبکہ انگریز خود نووارد تھے اور سرزمین ہند میں آہستہ آہستہ اپنے پیر جما رہے تھے بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ پھونک پھونک کر قدم رکھ رہے تھے ــــ کیا گھاس کھا گئے تھے کہ اپنے علاقے میں اپنے مخالفین کی فوجیں کھلی آنکھوں جمع ہوتی دیکھتے رہے اور اف تک نہ کی ! ــــ یہ تک نہ پوچھا کہ بادشاہو۔ اتنا بڑا لشکر لے کر کہاں جا رہے ہو ؟ ــــ ؟ بلکہ طرفہ تماشہ یہ کہ ”انگریز پاگلوں“ نے انہیں سہولتیں

فراہم کیں! ــــــ "بے وقوف انگریز حکام" نے لشکریوں کی دعوتیں کیں ــــــ!! ــــــ اور جب یہ لشکری اپنی منزل پر پہنچ گئے تو ان کی جو ہنڈیاں انگریزی علاقوں میں رہ گئی تھیں ان کی رقوم وصول کر کے "فرمانبردار انگریز حکام" نے مجاہدین کے پاس بحفاظت صحیح سلامت سرحد بھجوا دیں! حیرت ہے کہ ــــــ انگریز اپنے دشمنوں کے ساتھ الیسا مربیانہ سلوک کرے!! ــــــ تاریخ تو ایسے کسی واقعہ سے یکسر خالی ہے ــــــ ــــــ البتہ آج کے خودرو قسم کے مؤرخین نے تاریخ کی یہ تشنگی دور کر دی ہے جن کے سربراہ غلام رسول مہر ہیں انہوں نے اپنے قلم کی خرمستیوں سے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ یہ سب کچھ انگریز اپنی مخالفت میں ہنسی خوشی برداشت کر رہا تھا ؏

"ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیئے"

اعترافِ حقیقت

حقیقت خود کو منوا لیتی ہے، مانی نہیں جاتی

"اس میں شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اس وقت سید صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی —— مگر سرکار انگریز اس وقت دل سے چاہتی تھی کہ سکھوں کا زور کم ہو"

(مولینا محمد جعفر تھانیسری، سوانح احمدی ص۱۳۹)

مولینا تھانیسری نے تو حقیقت خود ہی آشکارا کر دی کہ ——

انگریز اس وقت سکھوں کا زور کم کرنا چاہتے تھے اس لئے انگریز کے زیر سایہ سید صاحب سکھوں سے جہاد کے لئے رقم اسلحہ اور آدمی آزادانہ طور پر جمع کرتے رہے بلکہ:

"مشہور ہے کہ انگریزوں نے بعض موقعوں پر آپ کی امداد بھی کی" ——

(مولینا منظور احمد نعمانی۔ الفرقان لکھنؤ شہید نمبر ۱۳۵۵ ص۲۲)

یہ جادو وہ ہے جو وہابی مؤرخین کے سر پر چڑھ کر بول رہا ہے چنانچہ جب یہ مجاہدین سکھوں سے جہاد کے لئے سرحد گئے تو ان کی بیوی بچوں اور املاک کی انگریزوں نے پوری پوری حفاظت کی نیز ادھر سے مالی اور

افرادی امداد بھی ہوتی رہی چنانچہ شیخ الحدیث دیوبند مولینا حسین احمد مدنی اس کی تصدیق فرماتے ہیں۔

"جب سید احمد صاحب کا ارادہ سکھوں سے جنگ کرنے کا ہوا تو انگریزوں نے اطمینان کا سانس لیا اور جنگی ضرورتوں کو مہیا کرنے میں سید صاحب کی مدد کی ———"

(نقش حیات جلد دوم ص۱۲)

> "طواف گل کو بھلا کر چمن سے کی ہجرت
> یہ تتلیوں کی روایات سے بغاوت تھی"

انگریز اطمینان کا سانس بھلا کیوں نہ لیتا اور سید صاحب کو اس کار خیر میں امداد بہم کیوں نہ پہنچاتا کہ اس طرح سید صاحب ہندوستان بھر کے سارے جنگجو مسلمانوں کے ریوڑ کو ہنکا کر پہاڑوں میں ذبح کرنے لئے جا رہے تھے ان حضرات کی سنگ دلی دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔"

> "گرتا ہے اپنے آپ پہ دیوار کی طرح
> اندر سے جب چٹختا ہے پتھر کا آدمی"

جیسا کہ سب کو معلوم ہے اس وقت ہندوستان میں دو ہی بڑی طاقتیں تھیں جو انگریزوں کے لئے درد سر بنی ہوئی تھیں ——— ایک تو پنجاب کی (مارشل ریس) جنگجو سکھ قوم دوسرے سرحدی پٹھانوں کے آزاد قبائل! انگریزی سیاست نے بڑی عیاری سے ایک تیر میں دو شکار کیے چنانچہ سید صاحب کو آگے بڑھا کر دونوں مقامی طاقتوں کو آپس میں ٹکرا دیا ——— اس طرح اگر ایک طاقت ختم ہو جاتی تو انگریز یکسوئی سے دوسری قوت

کوزیر کر سکتا تھا ــــــــــــ اور اگر دونوں ہی کمزور ہوتیں تو بھی انگریز کی چاندی تھی!

کتنے برسوں کی مسافت کا یہ حاصل ٹھہرا
اپنے دامن میں بجز گردِ سفر کچھ بھی نہیں،،

ملت اسلامیہ سے غداری
انگریز کی خدمت گذاری

کہا تم نے کہ جائز ہے فرنگی کی وفاداری
بتایا تم نے ہر اک عہد میں مذہب کو سرکاری

وہابیہ نے ہر جگہ اور ہر دور میں انگریز کی اطاعت و فرمانبرداری کو اپنا فریضہ دینی جانا اس تلخ حقیقت کے ثبوت میں دلائل اس قدر قوی ہیں کہ کسی کو مجال انکار نہیں۔ چنانچہ وہابیہ کے معروف مؤرخین خود اعتراف کرتے ہوئے لکھتے چلے جاتے ہیں :۔

"دوران وعظ ایک شخص نے سوال کیا کہ ——
سرکار انگریزی کے خلاف جہاد کرنا درست ہے
یا نہیں ؟ اس کے جواب میں مولوی اسمٰعیل دہلوی
نے فرمایا :۔
ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح
بھی جہاد کرنا درست نہیں بلکہ اگر کوئی ان پر حملہ آور
ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور
"اپنی گورنمنٹ" برطانیہ پر آنچ نہ آنے دیں !"

(تواریخ عجیبہ صد ۷۳ ۔ مذاہب اسلام صد ۶۶ ۔ حیات طیبہ صد ۲۹۶)

جی ہاں ! —— "اپنی گورنمنٹ برطانیہ" —— پر آنچ نہ آنے دیں۔

چنانچہ :۔ "سید صاحب کی برابر یہ روش رہی کہ ایک طرف
لوگوں کو "سکھوں کے مقابل آمادۂ جہاد" کرتے
اور دوسری جانب حکومت "برطانیہ کی امن پسندی"
جتا کر لوگوں کو اس کے مقابلے سے روکتے تھے"

(الدر المنثور صد ۲۵۲ از مولوی عبدالرحیم صادق پوری اہلحدیث)

بھلا کیوں نہ روکتے ؟ —— اچھے لوگ جس کا کھاتے ہیں اسی کا گاتے ہیں —— آخر نمک حلالی بھی تو کوئی چیز ہے ——

سید صاحب سے بھلا کیسے ممکن تھا کہ انگریزی تھالی میں کھاتے اسی میں چھید فرماتے لہٰذا :۔

"سید صاحب کا سرکار انگریز سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا (بلکہ انگریز کی یاری پر ایسا ناز تھا کہ) وہ اس آزاد عملداری کو "اپنی ہی" عملداری سمجھتے تھے"

(تواریخ عجیبہ مصنفہ منشی محمد جعفر تھانیسری مطبوعہ فاروقی دہلی ص۱۸۲)

"اپنی سرکار" ــــــ اپنی عملداری ــــــ کتنے خوبصورت الفاظ ہیں انگریز سے کس قدر اظہار محبت ہو رہا ہے ــــــ انگریز کے قدموں پر والہانہ قربان ہوئے جا رہے ہیں حالانکہ ہندوستان بھر کے مسلمان اس وقت دل سے غاصب انگریز سے متنفر اور ان سے آمادۂ جہاد تھے لیکن سید صاحب بڑی خوبصورتی سے انگریزوں کی امن پسندی کا یقین دلا کر لوگوں کی نفرت کا دھارا سکھوں کی طرف موڑ رہے تھے ؎

دشمنوں سے تو بچ گئے لیکن
دوستوں کے کرم نے مار دیا

چنانچہ اسمٰعیلی جہاد سے انگریزوں کو فوری فائدہ تو یہ ہوا کہ مسلمانوں کی بھی اور سکھوں کی بھی توجہ غاصب انگریز سے ہٹ کر ایک دوسرے پر لگ گئی اس طرح انگریزوں کو سرزمین ہند پر پیر جمانے کا سنہرہ موقعہ ہاتھ آیا ــــــ اور یہ موقع انہی غداران ملک و ملت نے انگریزوں کو بہم پہنچایا ــــــ پھر بھی غلام رسول مہر کی طرح تاریخ پر ستم ڈھاتے ہوئے جو لوگ آج "اسمٰعیلی جہاد" کو انگریز کے خلاف ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں وہ در اصل حقیقت کا منہ چڑا رہے ہیں اور

تاریخ کے منہ پر کالک لگا رہے ہیں۔

تاریخ کا حلیہ بگاڑنے والوں سے ہاتھ جوڑ کر التماس ہے کہ اگر ان میں ذرا سی بھی شرم و حیا باقی ہے تو زیادہ نہیں صرف ایک آدھ ہی بیان سیّد احمد یا اسمٰعیل دہلوی کا اپنی تائید میں، انگریز کے خلاف دکھا دیں جبکہ ہم نے ان "غداروں" کی "انگریز دوستی" کے حوالوں کی بھرمار کر دی ہے اور وہ سارے حوالے انہی کے مداح مؤرخوں کی کتب سے نقل کئے گئے ہیں ——— لیکن ان تمام حقائق سے قطع نظر غلام رسول "بے مہر" کا اپنا "سینہ گزٹ" ——— وہابیوں کے لئے ہر تاریخی ماخذ کا باوا آدم بنا ہوا ہے، جس کا غیر شائع شدہ ——— دفینہ نمبر ——— اس کے اور اس کے ہم خیال افراد کے "سینہ پر کینہ" میں ممی کی طرح حنوط شدہ موجود ہے جس کی ایک خود ساختہ مختصر سی فہرست اپنی کتاب ——— "سید احمد شہید" ——— کے شروع میں بھی دے دی ہے اس طرح دن دھاڑے تاریخ کی آنکھوں میں دھول جھونکی ہے۔

لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین

" بھٹک گیا ہے کہاں قافلہ خدا جانے
کہ منزلوں پہ فقط گردِ کارواں پہنچی "

صلیب کی بھینٹ

مار کرتے تھے جو چھپ چھپ کے کمیں گاہوں سے
آئے نزدیک تو سب دوست ہمارے نکلے

حقیقت یہ ہے کہ اپنی خود کی حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کے لئے اہلسنت کی رہنمائی کے واسطے وہابی دانشوروں نے بڑی آسانیاں فراہم کردی ہیں ـــــ سوچ اور فکر کی صحیح راہ متعین کرنے کے لئے ان کے اقراری بیانات اعتراف جرم کی حیثیت رکھتے ہیں ـــــ چنانچہ مشہور متعصب وہابی مصنف مسعود عالم ندوی یہ کڑوا نوالہ نگل کر زہر کا گھونٹ پیتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"انگریز مؤرخ "ہنٹر" ایک جگہ لکھتا ہے کہ ـــــ
بعض کارخانوں کے مسلمان ملازم اپنے انگریز مالکوں
سے چھٹی لیکر جہاد کو جایا کرتے تھے"

(   )

جی ہاں ـــــ جہاد کو جایا کرتے تھے ـــــ مسلمانوں سے جہاد کرنے کے لئے ـــــ صلیب کی بھینٹ چڑھنے کے لئے ـــــ انگریزی پالیسی کے تراشیدہ جہاد نما فساد کی قربان گاہ کی زینت بننے کے لئے جبھی تو جہادیوں کی امدادی رقمیں غاصب ہندو مہاجنوں سے واگذار کرا کے ـــــ "کمشنر دہلی" ـــــ اور ـــــ "ہائی کورٹ الہ آباد" ـــــ کے فیصلوں کے عین مطابق "انگریز سرکار" ـــــ اپنے خاص ذرائع سے سرحد بھیجنے کا انتظام فرمایا کرتی تھی ۔

(مزید تفصیل کے لئے دیکھیے "ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک صـ ۱۳۵-۱۳۷)

بھلا انگریز سرکار ایسا کیوں نہ کرتی ؟ ـــــ قربان کرنے سے پہلے اپنے جانوروں کو سبھی دانہ پانی دکھایا کرتے ہیں ۔

چنانچہ برٹش گورنمنٹ کی انتظامیہ ـــــ سول سروس ـــــ

اور انگریز کارخانہ دار ــــــ تک، سب جانتے پہچانتے اور مانتے تھے کہ ــــــ مولوی اسمٰعیل غدار اور ان کا سید احمد شریر سردار بمعہ اپنے تمام مریدانِ نابکار کے ساتھ ــــــ "برٹش سرکار" کے ناہنجار مشن کی تکمیل میں لگے ہوئے تھے۔ لہٰذا انگریز سرکار اور اس کے تمام اہلکار ان فسادیوں کی مدد کرنا اپنا فرض عین سمجھتے تھے۔

مسلم کش "پادری" اور انگریز کی مہمان نوازی

انتہا یہ ہے کہ ــــــ انگریزی ــــــ حکام منزل بمنزل وہابی مجاہدین کی دعوت طعام کا اہتمام کرتے تھے ــــــ

جی ہاں! اس سلسلے میں خود سید صاحب کے سگے بھانجے پھوٹ پڑے۔

"جب عشاء کی نماز ہو چکی اس وقت دیدبانوں نے عرض کی کہ کچھ مشعلیں ہماری طرف آرہی ہیں اسی گفتگو کے دوران کیا دیکھتے ہیں کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار مختلف قسم کے کھانے لے کر کشتی کے قریب کھڑا ہے اور پوچھتا ہے کہ :۔ پادری صاحب کہاں ہے؟ سید صاحب نے کشتی سے جواب دیا :۔

"میں یہاں موجود ہوں" انگریز فوراً گھوڑے سے اترا اور (تعظیماً) اپنی ٹوپی سر سے اتار کر کشتی میں سید صاحب کے پاس حاضر ہوا۔ مزاج پرسی کے بعد عرض کیا کہ ــــــ میں نے اپنے نوکروں کو قافلے کی اطلاع کے لئے متعین کر رکھا تھا آج خبر ملی کہ آپ مع قافلے کے اس طرف آرہے ہیں

______ یہ خوش خبری سنکر میں نے ماحضر
تیار کیا اور خدمت میں حاضر ہو گیا۔

(سوانح احمدی از مولوی محمد جعفر تھانیسری ص۴۹)

سبحان اللہ! ____ مسلمان پادری اور انگریز کی "اسلام نوازی"
! کیا عجب تماشا تھا ____!

"کفر و اسلام" کا یہ کیسا خوبصورت سنگم تھا ____!

عیسائی سردار سر سے ٹوپی اتار کر مجاہدین کی تعظیم کے لئے جھکے ____ خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کرے ____ لذت کام و دہن کے لئے انہیں ماحضر پیش کرے ____ آج تک دشمنانِ اسلام کی طرف سے اس حسنِ اخلاق کی مثال پیش کرنے سے تاریخ عاجز ہے ____ مگر تاریخ کی یہ تشنگی مشہور وہابی مؤرخ سید ابوالحسن ندوی نے دور کر دی چنانچہ انگریز سرکار کی ایسی بہت سی لذیذ دعوتوں کی چٹ پٹی یادوں کو بڑے مزے لے لے کر بیان کیا ہے چنانچہ "مسلمان پادری" کے "انگریزی کھانوں" کا اگر آپ بھی چٹخارہ لینا چاہیں تو دیکھیں۔

(سیرت سید احمد شہید ص۱۸-۲۱۷)

لیکن یہ سوچ لیجئے کہ در اصل یہ سرحدی مسلمانوں کے خونِ ناحق کا معاوضہ تھا بالفاظ دیگر یہ دستر خوان، مسلمانوں کے خونِ جگر اور لختِ جگر سے سجایا گیا تھا ____! ____ کیا واقعی آپ اس قدر بھوکے ہیں کہ پیٹ کا جہنم بھرنے کے لئے یہ حنظل زہر مار کریں گے؟ ____ بہر حال آپ پسند کریں یا نہ کریں وہابی مجاہدین نے مزے لے لے کر یہ سب کچھ نوش جاں فرما لیا اور ڈکار تک نہ لی ____ کھانے سے پہلے یہ تک نہ پوچھا کہ آخر اس حرام

طعام کا اہتمام کس نے کرایا ہے اور کیوں کرایا ہے ؟ ——— اس انگریز حاکم کو مجاہدین کی آمد کی خوش خبری کس ایجنسی نے بہم پہنچائی ؟

——— اور پھر سید صاحب کے حضور حاضر ہوکر، ٹوپی اتار کر، سر جھکا کر، وہابی سردار کا شایانِ شان استقبال کرنے کی ترغیب کس نے دی ؟

وہابی مجاہدین کے قافلے کے پہنچنے سے پہلے پہلے ان کی ——— خاطر تواضع کی ہدایات کہاں سے موصول ہوئیں ؟

سید صاحب کے ——— " روحانی تصرفات " ——— سے یہ کسی ——— " اسلامی خبر رساں ایجنسی " ——— کی کارکردگی تو ہو نہیں سکتی کیونکہ ——— " سید اینڈ کمپنی " ——— تو سرے سے روحانیت ہی کی قائل نہ تھی ! اس لئے ماننا پڑے گا کہ یہ تو نری ——— " انگریزی جاسوسی مشین " ——— کی کرشمہ سازی تھی کہ ——— " وہابیہ کے غولِ بیابانی " ——— کی خوراک رسانی کا منزل بمنزل شیطانی انتظام کیا جا رہا تھا ——— " کالے پادری " ——— کی تن پروری کے لئے وہیں سے ——— " ابلیسی احکامات " ——— صادر ہو رہے تھے ——— یقیناً یہ انگریز کی دعوت تھی کوئی قدرتی " من وسلویٰ " تو نہ تھا کہ یونہی آسمان سے نازل ہو گیا ! ۔

ماننا پڑے گا کہ در پردہ ایک ——— " مسلم کش پادری " ——— کے لئے ——— " اسلام دشمن انگریز " ——— کا یہ چڑھاوا تھا ! ——— نصاریٰ کے ٹکڑوں سے پلنے والے ——— " مسلم کش پادری کیا ——— اسلام کی نشاۃ ثانیہ " ——— کرنے جا رہے تھے ؟ ——— بھلا یہ کیسی ——— " خلافتِ اسلامیہ " ——— تھی جسکی بنیاد ——— اسلام دشمن انگریزوں ——— کی مدد سے رکھی جا رہی

تھی؟ ــــــ در اصل یہ تو نزی ــــــــــــ "خلافت شیطانی" ــــــ ہی تھی جو ــــــ "انگریز دشمن مسلمانوں" ــــــــــ سے جنگ کرنا سکھاتی ہے! ــــ جو مسلمانوں کو ٹکڑے کرکے مختلف فرقوں میں بانٹتی ہے! ــــ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و الفت کو دلوں سے مٹاتی ہے۔ اور آدمی کو اپنے بزرگوں کے حق میں دلیر و گستاخ بناتی ہے! ــــ لیکن انگریز سرکار کا فرمانبردار و جان نثار ہونے پر فخر کرنا سکھاتی ہے ــــــــــــ

"برٹش پالیٹکس کی فعال مشنری" ــ

ہندو راجہ کی مجاہد نوازی

ــــ کا یہ کارنامہ تھا کہ "دشمنان اسلام کی جانب سے ـــــ "وہابی درندوں" ـــــ کو راتب برابر ملتا رہا۔ چنانچہ:۔

"گوالیار میں مہاراجہ کی طرف سے مہمانداری کا پورا انتظام تھا ـــــ کئی مرتبہ ہندو راؤ نے دعوتیں کیں۔

ایک دعوت کی تفصیل راویوں نے یوں بیان کی ہے کہ ـــــ مرہٹی کھانا بھی پکوایا ـــــــ شیرمال ـــــ پراٹھے ـــــ پلاؤ ـــــ متنجن ـــــ تلیہ ـــ فیرینی ـــــ یاقوتی ـــــ کباب ـــــ پسندے ـــــ مرغ بریاں وغیرہ بھی تیار کرائے بعض بلند پایہ ساتھیوں کے ہاتھ ہندو راؤ نے خود دھلوائے۔

کھانے کے بعد جو پان پیش کیے وہ سب ورق طلاء میں ملفوف تھے ـــــ بہت سے تحائف خوانوں میں

لگا کر نذر کے لئے لائے گئے ان میں موتیوں کا

ایک بیش بہا ہار اور دو چغے بھی تھے جن پر زری کا

نہایت عمدہ کام تھا"

دیکھا آپ نے؟ ——— "ہندو راؤ" نے بعض بلند پایہ مجاہدوں کے ہاتھ خود دھلوائے! ——— جی ہاں! ——— مجاہد تو خود اپنی زندگی سے ہاتھ دھوئے بیٹھے تھے، بھلا ان کے ہاتھ مہاراجہ کیوں نہ دھلواتا! ——— وہ ہندو راؤ تھا کھلی آنکھوں دیکھ رہا تھا کہ ——— "وہابی بکرے" ——— "صلیب کی بھینٹ" ——— چڑھنے جا رہے ہیں! ——— جس قدر ہو سکے انہیں چراؤ چگاؤ اس طرح انگریز کی خوشنودی حاصل کرے ——— "ہندو چرا گاہوں" ——— کو ——— "انگریز کے ٹڈی دل" ——— سے بچاؤ ——— اسی لئے ہندو راؤ نے ——— ان ——— "چغندوں" ——— کو چغے پہنائے ——— "وہابی گلہ بانوں" ——— کے گلے میں موتیوں کے ہار ڈالے ——— کیونکہ وہابی اپنے گلے میں انگریز کی غلامی کا لعنتی طوق ڈالے ہوئے تھے ہندو راؤ نے دیکھ لیا تھا! ——— اور خوب سمجھ لیا تھا! ——— ! ——— ! لیکن سیدھے سچے مسلمانوں کی سمجھ میں آج تک یہ بات نہ آسکی! ———

البتہ ہندو تو کھاگ ہوتا ہے اس نے جہاد سے پہلے ہی کرائے کے ٹٹوؤں کو بھانپ لیا تھا ——— اگر یہ محض الزام ہے تو پھر بتائیے کہ ان ٹکڑ گدھوں کو چرانے سے ہندوؤں کا اپنا بھی تو کوئی مقصد ہوگا ورنہ ہندو جیسی چالاک اور سود خور قوم اتنا کچھ خرچ کرے اور وہ بھی زوال پذیر مسلمانوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ناممکن قطعی ناممکن!

بہر حال اگر غلام رسول مہرؔ زندہ ہوتے تو ان سے یہ سوال کیا جا سکتا تھا کہ آخر ہندو راجا نے کس ــــــ "اسلام دوستی" ــــــ اور کون سی ــــــ "اسلامی جہاد" ــــــ کی خوشی میں اس خوانِ یغما کا آپ کے بزرگوں کے لئے انتظام کیا تھا؟ "ہندوؔ" کو "جہادؔ" سے بھلا کیا نسبت؟ تاریخ کو مسخ کرنے والے بھلا اس کا کیا جواب دیں گے بہر حال

عیاں را چہ بیاں!

۵

بدھو کی عقلمندی

اسمٰعیلی لشکر کی راہ میں انگریزی سیاست کا یہ حسنِ انتظام دیکھ کر ہی ــــــ بدھ رام ــــــ جیسے "بدھو" کو بھی عقل آگئی ــــــ اور یہ روایت عقل کے مارے غلام رسول مہرؔ نے بیان کی۔ چنانچہ لکھتا ہے:۔

"پشاور میں بدھ رام نام کا ایک مشہور سیٹھ تھا وہ سید صاحب کی خدمت میں آیا تو نقد روپے کے علاوہ انگور۔ انار۔ پستہ۔ بادام۔ ناشپاتی اور بہی کی "ٹوکریاں اور تھیلے لایا"

جہاد تھا

(سید احمد شہید ص۲۵۶ از غلام رسول مہر)

ــــــ تاکہ اسمٰعیل کے لشکری پستے بادام کھائیں اور اپنی جان بنائیں! ــــــ آخر سرحدی پٹھانوں سے انہیں جہاد کرنا تھا اور پھر ان کی لڑکیوں سے زبردستی نکاح ثانی کا فریضہ بھی تو ادا کرنا تھا ــــــ اسی لئے یہ سب ضیافتیں اور انگریزی پالیسی کی سوغاتیں تھیں! ـ! ـ!

آپ کا غلام ہری رام

"ہری رام کشمیری وہاں اغازی آباد میں تحصیل دار تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ نیازمندانہ حاضر ہوا ــــــــ
اور شیرینی کے علاوہ کچھ روپیہ بھی بطور نذر پیش کیا"۔
(سید احمد شہید ص۱۲۶)

کیوں نہ پیش کرتا! ــــــ آخر وہ انگریز سرکار کا ایک ذمہ دار تحصیلدار تھا ــــــ اپنی ذمہ داری کا اسے پورا پورا احساس تھا اور انگریز سرکار کی خوشنودی کا بھی پاس تھا! ــــــ!! اسی لئے "نیازمندانہ" سید صاحب کے حضور حاضر ہوا۔

اس طرح جب ہندو اہلکار انگریز سرکار کی خوشنودی حاصل کرنے میں لگے ہوئے تھے تو پھر انگریزی چھاؤنی میں گوشت سپلائی کرنے والا مسلمان ٹھیکیدار بھلا کیوں پیچھے رہتا ــــــ چنانچہ:۔

"محمد تقی قصاب نے جو انگریزی فوجوں میں گوشت
کا بڑا ٹھیکیدار تھا ــــــ شیرینی پارچہ جات اور
نقد کے کئی کئی خوان نذر پیش کیے"۔

(سید احمد شہید ص۱۹۲)

انگریزی فوجوں میں گوشت کا ٹھیکیدار یہ گرانقدر نذر سید صاحب کو بھلا کیوں نہ پیش کرتا آخر ٹھیکیدار ٹھیکیدار کو پہچان گیا وہ جان گیا کہ انگریزوں سے سید صاحب نے خونِ مسلم بہانے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے!

چنانچہ یہ سب کچھ خونِ مسلم ہی کا معاوضہ تھا جو ادا کیا جا رہا تھا!۔

پیری مُریدی کا ڈھونگ

٭

سرحد میں ہڑبونگ

زباں پہ حرفِ خلوص اور دل میں زہرِ نفاق
یہ دوستی ہے تو پھر اور دشمنی کیا ہے

مشہور بات ہے کہ سرحد میں خوش عقیدہ سُنی مسلمان رہتے ہیں جو
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے ہیں ——
اس نسبت سے سادات کرام اور پیرانِ عظام کی بڑی قدر و منزلت
کرتے ہیں۔

اسی امید میں ہر موجِ ہوا کو چوما!
چھو کے شاید میرے پیاروں کی قبا آئی ہے

پٹھانوں کی شاید اسی خوش عقیدگی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے
انگریزی گماشتوں نے بڑی عیاری سے کام لیا —— اور پیری مریدی
کا جال پھیلایا —— چنانچہ سید احمد نے بڑی مکاری سے خود تو
"پیر و مرشد" کا روپ دھارا —— مولوی اسمٰعیل
اور دیگر حواریوں کو —— اپنا —— "مرید" —— کہلانے کا سوانگ
رچایا —— اس طرح انگریزی پالیسی کے تحت —— "وہابی
گروگھنٹال" —— پیری مریدی کا چکر چلاتے ہوئے سرحد میں داخل ہو
گئے —— !
حالانکہ وہابی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تک کو اپنا پیر و مرشد
نہیں مانتے —— بلکہ محض اپنا جیسا —— "بشر" —— جانتے
ہیں —— بہت سے بہت اپنا "بڑا بھائی" —— گردانتے ہیں ——
اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ —— حضور مٹی میں مل کر مٹی
ہو گئے (اگر یقین نہ آئے تو دیکھئے خود اسمٰعیل دہلوی کی کتاب تقویت الایمان
صـ ۲۳)

ان کے بڑوں کا عقیدہ تھا کہ :-

"ہمارے ہاتھ کا عصا ــــــــ محمد ــــــــ سے بہتر ہے کہ اس سے کتے بلّے کو تو مار سکتے ہیں ـــ لیکن حضور تو مر گئے اب ان سے کوئی فیض نہیں ــــــ!"

(تفصیلی حوالہ کے لئے دیکھئے الدرر سنیہ + شہاب ثاقب)

وہابیوں میں بدعقیدگی کا جہاں یہ عالم ہو وہاں پیر و مرشد کی روحانی عظمت اور فیض رسانی کا بھلا کون قائل ہو گا ــــــــ یہ تو سب انگریزی پالیسی کا چکر تھا جس نے سب کو چکر میں ڈال دیا تھا۔

بہر حال یہ جادو خوب چلا۔

چنانچہ اس سلسلے میں تاریخ ہزارہ بتاتی ہے کہ :۔

"۱۲۴۲ھ میں قندھار اور پشاور کی طرف سے علاقہ یوسف زئی میں آئے اور تور ڈھیر میں ڈیرہ ہوا ...... اس وقت اس ملک میں ان کی شہرت یہ ہوئی کہ خلیفہ سید احمد ایک شخص عرب سے آیا ہے اور خرق عادت عجائب اس سے ظاہر ہوتے ہیں اور ...... اکثر لوگ اسی روز اور کچھ لوگ دوسرے تیسرے روز آکر اس سے مرید ہوئے اور کسی نے کوئی عجائب جز خرق عادت کی ان سے نہ چاہی۔ گویا اس کی شکل ہی کو خرق عادت تصور کر لیا ــــــــ اور ایک ہفتہ کے اندر ہی تمام لوگ جاہل، عالم، غنی، فقیر سب مرید ہو گئے۔ اس وقت اخوند صاحب

سوات والا اور ملاں کوٹھ والے بھی مرید
ہوئے (تواریخ ہزارہ تالیف محمد اعظم
بیگ مطبوعہ لاہور ۱۸۷۴ء جلد دوم ص ۲۲۔۲۳)

بہار آتے ہی خوش ہو چلے تھے دیوانے
یہ نامراد ہواؤں کا رخ نہ پہچانے

سیّد صاحب کی امارت کا قیام

"تم سادہ مزاجی سے مُنہ پھیرتے ہو جس پر
وہ شخص تو دنیا میں کسی کا بھی نہیں ہے"

منافقت کا یہ رنگ بھی چشم فلک نے دیکھا کہ تقیہ باز سید احمد اینڈ کمپنی نے پٹھانوں کی سادگی اور خوش عقیدگی سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوتے یہاں بھی بڑے زور و شور سے سکھوں کے خلاف جہاد کا پروپیگنڈہ شروع کر دیا ــــ پٹھان تو تھے ہی سکھوں کے کٹر دشمن ــــ نعرۂ جہاد سُن کر آمنا صدقنا کہتے ہوئے سید صاحب کی طرف لپکے اور سکھوں سے جہاد کے نام پر ان کی بیعت کرنے لگے۔ اس طرح سیدِ صاحب از خود ــــ "امیر المؤمنین" ــــ بن گئے ــــ!

ان سیدھے سادے مسلمانوں کو بھلا کیا معلوم تھا کہ ــــ یہ سنہرے دعوے اور خوش نما نعرے لگانے والے اندر سے دراصل ــــ "کٹر وہابی" ــــ ہیں۔ اور انگریزوں کی مدد سے اس علاقے

ہیں ـــــــ "ریاست وہابیہ" ـــــــ قائم کرنے آئے ہیں ـــــ

ہ "اتنا تو دل فریب نہ تھا دامِ زندگی
لے آئے اعتبار کے سانچے میں ڈھال کر"

سرحدی مسلمانوں نے ان نوواردوں کو پکّا سچّا مسلمان جاکر ان پر کامل اعتماد کرلیا۔ چنانچہ اس طرح جذبۂ جہاد سے سرشار ہوکر انہوں نے متفقہ طور پر سید صاحب کو اپنا ـــــــ "امیر مطلق" ـــــــ بنالیا ـــــــ!

(مزید تفصیلات کے لئے دیکھئے "شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک" از مولوی عبید اللہ سندھی)

ہ "اک والہانہ شوق سے بڑھتے چلے گئے
ہم امتیاز ساحل و طوفاں نہ کرسکے"

اس بڑھی چڑھی ہوئی کامیابی نے "امیر مطلق" کو "مطلق العنان" بنادیا چنانچہ آپے سے باہر ہوکر ـــــــ اس نے درویشی و مسکینی کا مصنوعی لبادہ اتار پھینکا اور رنگے وہابی کی صورت میں پبلک کے سامنے آگئے اور کھل کر وہابی عقائد کی کیچڑ اچھالنے لگے۔ آخران کا یہ "سٹری پن" اس قدر تجاوز کر گیا کہ ہر جگہ سرحد میں وہابیت کی نجاست بکھرنے لگی ـــــــ کھلے عام بزرگان دین کی توہین و تضحیک کرنے لگے !! اولیائے کرام کو ملحد و مشرک ٹھہرانے لگے !! اکابر اہل سنّت کے نورانی مینار گرانے لگے !!!

ہ "کس کو معلوم تھا کہ عہد وفا
اس قدر جلد ٹوٹ جائے گا"

چنانچہ:- جب اختلاف مذاہبی میں بحث شروع کی تو حضرت

امام اعظم ابو حنیفہ سے لے کر جس قدر امام اور اولیاء
اللہ خانہ۔ ان قادریہ چشتیہ نقشبندیہ اور سہروردیہ
وغیرہ میں گذرے ہیں ان کو ملحد اور مشرک اور بدعتی
"آمین بالجہر" کی طرح پکار کر کہنا شروع کر دیا۔"
(فریاد مسلمین ص۱۱۳ از منشی محمد حسین محمود مطبع ریاض ہند امرتسر)

پرانی شاخوں کے سائے بھی بوجھ کہلائے
شجر گرے نہیں تو کاٹ کر گرائے گئے"

انتہا یہ کہ بے لگام ہو کر اپنی خود سر فرعونیت کا ثبوت دیتے ہوئے عشر کی آمدنی کو شرعی طریقے پر خرچ کرنے کے بجائے اپنی دہابیانہ صف بندی پر بے دریغ خرچ کرنے لگے

کسے خبر تھی ہمیں راہبر ہی لوٹیں گے
بڑے خلوص سے ہم کارواں کیساتھ رہے

اور ساتھ ہی ساتھ مجبور کرنے لگے کہ :۔

"سب لوگ حقیقی معنی میں مسلمان بن جائیں ــــــ
اسی صورت میں اطاعت امام کی حقیقت سے آگاہ
ہو سکتے ہیں ــــــ اسی صورت میں بدعات و منکرات
اور معصیت سے پاک ہو کر خدا و رسول اور اولی الامر
کی فرمانبرداری کا حق ادا کر سکتے ہیں۔"
(حقائق بالاکوٹ از شاہ حسین گردیزی)

لو بھئی! سکھوں سے جہاد کرنا تو بھول گئے ــــ یہاں ــــ سرحدی مسلمانوں کو ــــ حقیقی معنی میں مسلمان ــــ بنانے کا فریضہ بزور

شمشیر ادا فرمانے لگے ـــــ اس طرح وہابیت کا خوں آشام دور شروع ہوا ۔ ؎

وہ لوگ جن کی رفاقت پہ ناز تھا ہم کو
وہ لوگ ایک قدم بھی تو ساتھ دے نہ سکے

آخر کار عوام میں وہابی مجاہدین کے خلاف نفرت و حقارت اور طرح طرح کی بد گمانیاں پھیلنا لازمی تھیں چنانچہ لوگ سوچنے لگے :۔

" شاید یہ انگریزوں کے مشورے سے واسطے
فتح اس ملک کے آیا ہے ـــــ جہاد کا نام
فرضی مقرر کیا ہے "

(تفصیلات کے لئے دیکھئے ، تواریخ ہزارہ صفحہ ۲۳ تا ۲۵)

سیّد صاحب کی خلافت و امامت کا اعلان

سیّد صاحب نے لوگوں کو جب برگشتہ ہوتے دیکھا تو اپنے ہمزادوں سے صلاح مشورہ کیا جو کچھ طے پایا اس کے مطابق آخری پانسہ پھینکا ! چنانچہ خود کو ـــــ " امام برحق ـــــ مامور من اللہ " ـــــ اور " مہدی زماں " ہونے کا دعویٰ ٹھونک دیا ! ؎

شوق بزم احمدؐ ذوق شہادت ہے مجھے
جلد " مومن " لے پہنچ اس مہد دوراں تلک

اس نعرہ کو انہوں نے اپنے آخری حربہ کے طور پر استعمال کیا اس

لئے اسے تسلیم کرنا اور نہ کرنا ——— اسلام اور کفر قرار دے دیا یعنی سید صاحب کو جو نہ مانے وہ کھلا کافر اور قابل قتل۔ ؎

"اپنے تیور تو سنبھالو کہ کوئی یہ نہ کہے
دل بدلتے ہیں تو چہرے بھی بدل جاتے ہیں"

واقعی اس طرح دل کی سیاہی مکروہ چہرے پر ابھر آئی ———!

چنانچہ نادر شاہی اعلان ہوا کہ:۔

"میرے ساتھی جنہوں نے اس منصب کا اقرار کیا ہے عزت اور وجاہت کے منصب پائیں گے اور مخالفین جنہوں نے میرے اس منصب کا انکار کیا ہے ہلاکت اور ذلت میں ڈالے جائیں گے۔ میرے مخالف کا ساتھی بلاشبہ کفار و منافقین اور یزید شقی کے ٹولے سے ہے۔" (مکاتیب سید احمد شہید مرتبہ مولانا غلام حسین ساہو دالہ ضلع سیالکوٹ لاہور ۱۹۰۵ء ورق ۴، ۵، ۷، ۱۰۸)

؎ جن پتھروں کو ہم نے عطا کی تھیں دھڑکنیں
ان کو زباں ملی تو ہمیں پر برس پڑے

بہرحال سید احمد بریلوی نے جو یہ مصرعہ طرح دیا تو ان کے وہابی لشکر کے کمانڈر انچیف اسمٰعیل دہلوی نے گرہ لگائی :۔

"جو شخص آں جناب کی امامت ابتداء ہی سے قبول نہ کرے ——— یا قبول کرنے کے بعد اس سے انکار کرے وہ ایسا باغی ہے کہ ——— اس کا خون بہانا حلال ہے ——— اس کا قتل کرنا کافروں کے قتل

کی طرح عین جہاد ہے ـــــــ کیوں کہ احادیث
متواترہ کے حکم سے ـــــــ ایسے لوگ کتے کی چال
چلنے والے ملعونین اشرار ہیں ـــــــ اعتراضات
کرنے والے کے اعتراضات کا جواب تلوار کی مار ہے"
(مکتوبات سید احمد شہید ص ۱۶۹ مکتوبات ۳۱)

۵ رعنائیاں چمن کی تو پہلے بھی کم نہ تھیں
اب کے مگر سجائی گئی شاخِ دار بھی

الامان والحفیظ! ـــــــ اس ایک بیان سے خونخوار وہابی کی خوفناک تصویر ابھر کر سامنے آتی ہے۔

ذرا ان لفظوں کی سختی، درشتی اور کرختگی تو ملاحظہ فرمایئے ـــــــ جو حضرت کی امامت کے منکرین کے لئے وہابی لشکر کے کمانڈر انچیف کی جانب سے استعمال کئے گئے تھے کہ ـــــــ ایسے لوگ کتّے کی چال چلنے والے ملعونین اشرار ہیں" ـــــــ "ان کا قتل کرنا کافروں کے قتل کی طرح عین جہاد ہے" ـــــــ معلوم نہیں کہ ظالم نے کن ـــ احادیث متواترہ سے یہ سب کچھ جائز قرار دے دیا۔ ـــــــ حوالہ تو ایک حدیث کا بھی نہ دیا ـــــــ بس معترض کا علاج تلوار کی مار تجویز کیا۔ یہ سب کچھ بالکل اسی طرح سے ہوا جس طرح اس سے پہلے ان کے پیش رو ابن عبدالوہاب نجدی نے سرزمین عرب میں اپنی تلوار لہرا کر اعلان کیا تھا کہ:۔

"انی ادعوکم الی الدین وجمیع ماھو تحت السبع الطباق مشرک علی الاطلاق ومن قتل مشرکا فلہ الجنۃ"

ترجمہ:۔ میں تمہیں دین کی دعوت دیتا ہوں اور جو مخلوق ہفت آسمان

کے نیچے ہے وہ سب کی سب مشرک ہے اور جس نے مشرک کو قتل کیا اس کے لئے جنت ہے)

بس پھر کیا تھا!

"اس عقیدہ کی وجہ سے وہابیوں نے ــــــ اہلسنت ــــــ اور ان کے علماء کا قتل مباح کیا ہے"

(فقہ حنفیہ کی بنیادی کتاب ــــــ "ردالمحتار" ــــــ کے حاشیہ درمختار ــــــ میں عالم اسلام کے متبحر عالم علامہ شامی کا بیان)

بالکل اسی طرح اسمٰعیل دہلوی نے ــــــ سید احمد ــــــ کو ــــــ امام برحق "مامور من اللہ" ــــــ ٹھہرا کر ان کی امامت کے منکر کو "واجب القتل" قرار دے دیا ــــــ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس طرح انہوں نے ــــــ "رافضیوں" ــــــ کے مسلک کو لیا یا "خارجیوں" کا طریقۂ کار اپنایا ــــــ کیوں کہ ــــــ امامت ــــــ کا مسئلہ تو ــــــ "رافضیوں" ــــــ کا ہے ــــــ اور ــــــ گناہ کبیرہ ــــــ کے مرتکب کا خون بہانا "خارجیوں" کا مسلک ہے۔ اہلسنت ان دونوں فتنوں سے بری الذمہ ہیں۔ چنانچہ اہل سنت وجماعت نے نہ کبھی "امامت" کا مسئلہ کھڑا کیا اور نہ گناہ کبیرہ کے مرتکب کو واجب القتل قرار دیا۔ بلکہ اہل سنت کا ایمان ہے کہ ــــــ اسلام میں کسی قسم کے دعویٰ کو چاہے وہ ولی، مجدد، مجتہد یا مہدی ہونے کا ہو اگر اس شرط کے ساتھ مشروط کر دیا جائے کہ اس دعویٰ کو تسلیم کرنے والا ــــــ "مسلمان" ــــــ اور تسلیم نہ کرنے والا ــــــ "کافر ہوگا" ــــــ تو ایسا کرنے والا اسلام کے نزدیک خود کافر ہو جاتا ہے۔ مگر

مقاماتِ فکر و نظر کون سمجھے
یہاں لوگ نقشِ قدم دیکھتے ہیں

غرضکہ مولوی اسمٰعیل دہلوی

وہابی درندے اور سرحدی بھیڑیں

نے پہلے تو سید احمد کو پٹھانوں میں بکمال عیاری پیر و مرشد کی حیثیت سے متعارف کرایا ——— پھر "امیر المومنین" ——— قرار دے کر جہاد کے نام پر پٹھانوں سے ان کی بیعت لی ——— اس طریقہ سے بھی ہوسِ اقتدار نہ بجھی تو پھر سید صاحب کو ——— "مامور من اللہ" ——— قرار دے کر تمام مسلمانوں کا ——— "امام برحق" بنا ڈالا۔ اور غضب یہ کیا کہ ان خرافات پر ایمان نہ لانے والوں کے حق میں فتوٰۂ قتل جڑ دیا۔

وہابی لشکر جرار کے کمانڈر انچیف مولوی اسمٰعیل کا یہ نادر شاہی اعلان عام ہونا تھا کہ ——— مسلم آبادیوں پر خونخوار وہابی درندے ٹوٹ پڑے ——— ہر طرف سنیوں کا قتل عام شروع ہو گیا۔ ——— ہائے افسوس! ؎

تم نے تو یہ کہا تھا اجالا کرینگے ہم
تم نے تو سب چراغ گھروں کے بجھا دیئے

سکھوں سے جہاد کا چکر ——— سرحد کے سُنّی مسلمانوں سے ٹکر

؎ یہ کس کافر نے لی انگڑائیاں صحن گلستاں میں
قیامت جھیلتی پھرتی ہے گلوں کے چاک داماں میں

مختصر یہ کہ ۱۷ جنوری ۱۸۲۶ء کو مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنے پیر و مرشد سید احمد رائے بریلی اور مجاہدین کے لشکر جرار کے ساتھ ـــــ گوالیار، اجمیر، سندھ، بلوچستان، قندھار، غزنی، کابل، چار باغ، جلال آباد، اور پشاور ہوتے ہوئے علاقہ "ہشت نگر" پہنچے تھے، جہاں سید صاحب کے "مامور من اللہ" ـــــ "امام برحق" ـــــ ہونے کا دعویٰ کیا گیا۔ بس یہیں سے مسلمانوں کے خلاف جہاد کا آغاز ہوا۔ کیا تماشہ ہے کہ ـــــ سکھوں کے سارے مرکزی مقامات ـــــ امرت سر اور لاہور وغیرہ کو چھوڑ کر، بلکہ پورے پنجاب کو نظر انداز کر کے ـــــ ـــــ صوبہ سرحد ـــــ جا کر جہاد کا فریضہ ادا کیا جو ـــــ "صحیح العقیدہ سُنی حنفی" مسلمانوں کا گڑھ ہے ـــــ جہاں کے پٹھان کٹر مسلمان ہوتے ہیں۔ اور فرنگیوں کے ازلی دشمن ہیں ـــــ کیا غضب ہے کہ یہ وہابی جیالے انہیں سادہ لوح مسلمانوں سے جا ٹکرائے ـــــ راستے بھر نہ انہیں کوئی ہندو ملا، نہ انگریز نظر آئے اور نہ ہی ہیں وہ سکھ ملک کے متعلق آئے!!!

؎

تم آسمان کی بیٹی ہو اے سمن پیکر
مری زمین پہ کس مصلحت سے آئی ہو؟

اگر وہ سچے مجاہد تھے تو ـــــ سکھوں کا قریبی مرکز "امرت سر" تو سامنے ہی تھا ـــــ یہیں جہاد کا فریضہ ادا فرما لیا ہوتا ـــــ مگر لطف کی بات یہ ہے کہ مجاہدین کے لشکر کی راہ میں تو اتنا بڑا صوبہ پنجاب بھی حائل نہ ہوا جہاں سکھوں کی باقاعدہ حکومت قائم تھی مگر وہابیوں کی عیاری کہ بکمال ہوشیاری سکھوں کے معروف مرکزی مقامات کا باہر ہی باہر

چکر لگایا طواف فرمایا آخر کار سرحد میں آکر "صحیح العقیدہ سُنّی مسلمانوں پر اپنی تیغوں کو آزمایا۔ ——— ! واقعی اس طرح فریضۂ جہاد ادا کرنے کے لئے انہوں نے "صحیح مقام" اور "صحیح لوگوں" کا انتخاب فرمایا۔ بھلا ایسا کیوں نہ کرتے کہ اس طرح وہابیوں کو انگریزوں کی وفاداری اور ہندوؤں کی خدمت گذاری کا بھی تو کچھ حق ادا کرنا تھا ——— !

ے
"نظر کے سامنے ہیں گلشنِ عالم کی تاریخیں
وہیں بجلی گری ہے جس گلستاں پر بہار آئی"

وہابی مجاہدوں سے سرحدی سُنّیوں

کی

اعتقادی جنگ

تجھ سے میں کس طرح اظہارِ عقیدت کرتا
لفظ سُوجھے تو معانی نے بغاوت کردی

سرسید احمد خاں نے " وہابیوں کے مسائل کو اچھا نہ سمجھنے " ــــ کے جواز میں، ــــ سُنی المذہب ــــ حنفی پٹھانوں کے عقیدے کی پختگی " کا جو اعلان کیا تھا آپ کی نظر سے پہلے ہی گذر چکا ہے۔ اب اعتقادی اختلاف میں علمائے اہلسنت کو حق بجانب قرار دیتے ہوئے شیخ محمد اکرم اعتراف کرتے ہیں :-

" بعض " مخلص " قدیم الخیال ہستیوں کو بھی سید صاحب کے بعض ساتھیوں کے طور طریق بلکہ " عقائد " بھی کھٹکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سرداران پشاور اور " علما " کا مجاہدین کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم ہوگیا ــــ مجاہدین کے خارج از اسلام اور واجب القتل ہونے کے فتوے دئیے گئے "۔

ایسا نہ ہو کہ درد بنے درد لادوا
ایسا نہ ہو کہ تم بھی مداوا نہ کرسکو

(موج کوثر صـ ۳۲)

مؤرخ دیوبند کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مجاہدین کے واجب القتل ہونے کے فتوے ــــ اعتقادی اختلاف ــــ کی بناپر دئیے گئے تھے ــــ آخر " مخلص اور قدیم الخیال ہستیوں " ــــ کو نام نہاد مجاہدوں کے عقائد کیوں کھٹکے ؟ ضرور کچھ گڑبڑ گھٹالا اور دال میں کالا تھا ــــ یہ تو کچھ زیادہ ہی سنگین نوعیت کا معاملہ تھا ــــ ! ورنہ " واجب القتل " ہونے کا فتویٰ بڑی اہمیت رکھتا ہے ــــ اور اسے

آخری حربہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے

سرحدی علمائے کرام میں مجاہدین کی مخالفت کا مرکزی کردار حضرت شیخ عبدالغفور اخوند سواتی نے ادا کیا:۔

"اخوند صاحب سوات کے بہت بڑے پیر اور ملا تھے۔ حضرت سید احمد بریلوی کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے تھے لیکن جب ان کے خلاف وہابیت کا الزام لگایا گیا تو یہ نہ صرف ان سے علیحدہ ہو گئے بلکہ عام روایت کے مطابق ان کی مخالفت میں سکھوں اور پٹھانوں سے مل گئے۔" (مولوی محمد علی قصوری ——— مشاہدات کابل و یاغستان ص۷۶)

یعنی اخوند صاحب نے وہابیت کی مخالفت میں سکھوں اور پٹھانوں سے اتحاد کر لیا تھا حالانکہ وہ ابتداء میں سید صاحب سے وابستہ تھے لیکن جب یہ سربستہ راز کھلا اور قصہ وہابیت کا چھڑا تو اخوند صاحب نہ صرف الگ ہوئے بلکہ برزور مخالفت کی غرضکہ آپ کی مخالفت کی وجہ سے مریدین، علماً خوانین اور عوام بھی کھل کر وہابیت کے مقابل آ گئے

بے ثمر پیڑوں کو چومیں گے صبا کے سبز لب
دیکھ لینا یہ خزاں بے دست و پا رہ جائیگی

چنانچہ ایک پکے مسلمان خادی خان سے سید صاحب نے جو "جہاد" کیا تھا اس کی کڑی بھی "اخوند صاحب" سے ملتی ہے:۔

"خادی خان شہید حضرت مولانا اخوند عبدالغفور قدس سرہ کے مخلص مرید تھے"۔

(تذکرہ اکابر اہلسنت از عبدالحکیم شرف قادری ص۲۴۵)

خود مورخ دیوبند بھی اعتراف کرتا ہے :

"زہد و ریاضت کی وجہ سے خادی خان کو بھی اخوند عبدالغفور کے ساتھ عقیدت تھی :"

(سید احمد شہید — از غلام رسول مہر — ص۴۸۶)

چنانچہ خادی خان نے وہابی مجاھدین سے جنگ کی اور اس معرکہ میں اپنی جان مسلک اہل سنت کی بقا کے لئے قربان کر دی۔

قفس ہے دام ہے بھڑکی ہوئی ہے آتش گل بھی
اسی ماحول میں اندازہ پرواز ہوتا ہے

اسی طرح پٹھانوں کے دوسرے مشہور و معروف سردار سلطان محمد خان کی جب وہابی مجاھدین سے جنگ ہوئی تو اس نے بھی اس وہابیانہ اعتقادی اختلاف کو دو ٹوک لفظوں میں یوں بیان کیا :-

"جہاد کی باتیں ابلہ فریبی کا کرشمہ ہیں۔ تم لوگوں کا — عقیدہ برا — اور — نیت فاسدہ — ہے۔ بظاہر فقیر بنے بیٹھے ہو — دل میں امارت کی ہوس ہے :"

(سید احمد شہید۔ از غلام رسول مہر ص۶۱۴)

پس ثابت ہوا کہ سرحدی مسلمان وہابی مجاہدین کی مخالفت ان کی اعتقادی جلادت اور مسلمانوں کو کافر و مشرک کہنے کی جرأت کی وجہ سے کرتے تھے۔ اسمٰعیل دہلوی کی سرحدی مسلمانوں سے اعتقادی جنگ تھی — سرحد کے علماء اور عوام اسمٰعیلی جہاد اور مجاھدین کی وہابیانہ سرگرمیوں سے شدید

متنفر تھے۔ بالفرض محال اگر سید احمد اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کے عقائد و نظریات کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس طرح ہندوستان و پاکستان ہی نہیں بلکہ سارے عالم اسلام کے مسلمانوں کی اکثریت کو کافر و مشرک قرار دے کر واجب القتل ٹھہرانا پڑے گا لیکن ـــــــ آج کی دنیا میں کوئی ہوشمند تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتا ـــــــ اور نہ ہی کوئی "قدیم الخیال" مسلمان ایسی جسارت کر سکتا ہے جس کے سامنے پہلے ہی سے یہ قانون شریعت موجود ہے کہ:۔

"چاروں برحق اماموں کا زمانہ قرونِ ثلاثہ رہا ہے جس کی خیریت اور نولی کی خبر سردار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے ـــــــ ان حضرات کو اللہ تعالیٰ نے مقبولیت عطا کی ـــــــ بارہ سو سال سے تمام دنیا کے مسلمان ان کی پیروی کر رہے ہیں۔ ـــــــ اس عرصہ میں ہزارہا علماء اسلام اُن حضرات کے بیان کردہ ہر ہر مسئلے کو بار بار پرکھ چکے ہیں۔ اور اس پر مہر تصدیق لگا چکے ہیں۔ ـــــــ ان حضرات کو چھوڑنا اور آٹھویں یا بارھویں صدی کے کسی فرد کو اپنا معتمد اپنانا ـــــــ کہاں کی دانشمندی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے۔ کہ "سوادِ اعظم" کا ساتھ دو ـــــــ بلکہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے :۔

ـــــــ میری امت گمراہی پر اتفاق نہیں کرے گی"

(از ید ابوالحسن فاروقی، مولانا اسمٰعیل دہلوی اور تقویت الایمان، مطبوعہ دہلی ۱۹۸۴ء صـ۶) لیکن وہابیہ کے نزدیک :۔ ؎

" ان انگلیوں کو چومنا بھی بدعت میں شمار ہو
وہ جن سے خاک پہ نمو کی آیتیں لکھی گئیں"

مُسلم کش جہاد میں ہندؤوں کی مُعاونت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خارجیوں کے بارے میں فرمایا تھا:

"یقتلون اھل الاسلام ویدعون اھل الاوثان"

وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور مشرکوں کو چھوڑیں گے

(صحیح بخاری بروایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ)

چشم فلک نے یہ منظر بھی دیکھا کہ عرب میں خارجیوں نے نجدیوں اور دہابیوں نے "بت پرستوں" کو نظر انداز کر کے ــــــ "اہل اسلام" ــــــ کو قتل کیا ــــــ مگر "ہندی دہابیوں" نے اس سے بھی پانچ جوتے آگے بڑھکر قدم رکھا ــــــ یعنی خون مسلم بہانے کے لئے ــــــ کافروں، مشرکوں اور بت پرستوں سے مدد لی۔

جی ہاں یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ:

"مولوی اسمٰعیل دہلوی کا پرسنل سیکرٹری منشی "ہیرا لعل" تھا۔ اور ایک ہندو سپاہی ــــــ "راجہ رام" ان کا معتمد خاص تھا ــــــ جو توپ خانہ کا انچارج ہوا ــــــ اس نے اس پھرتی سے گولہ اندازی کی کہ (مسلمان پٹھان) دُرّانیوں کے پاؤں اُکھڑ گئے۔"

(تفصیلی حوالہ کے لئے دیکھئے ــــــ حیات طیبہ صـ ۲۷-۴۳)

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ــــــ "ہیرا لعل" ــــــ اور "راجہ رام" ــــــ جیسے کافر و مشرک، دشمنانِ اسلام ہندو جس کے سیکرٹری

اور معتمد خاص تھے وہ کافر نواز مجاہد، بھلا کس کے خلاف جہاد کرنے چلا تھا ——؟

توپ خانہ کے انچارج —— راجہ رام —— نے بھلا اس پھرتی سے کس کے خلاف گولہ اندازی کی ——؟؟

شاید اسمٰعیل دہلوی صاحب در انہوں ہی کو سکھ سمجھ بیٹھے تھے —— نیز "ہیرا لعل" اور راجہ رام" کو سید صاحب پکا سچا مومن مسلمان تصور کرتے تھے! ——

اے آسمان ٹوٹ پڑ —— اے زمین پھٹ جا ——! کہ اسلامی جہاد کے نام پر مسلمانوں کا ایسا قتلِ عام تو کبھی نہ ہوا تھا —— تاریخ آج تک ایسی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے!! ——

اس خباثت کا کوئی جواب نہیں —— دوسری بات یہ ہے کہ —— اگر سکھوں سے جہاد کرنا مقصود تھا تو پنجاب کا رخ کیا ہوتا —— بھلا سرحد میں یہ درندے کیوں در آئے؟

صرف اور صرف غیور مسلم پٹھانوں کے خون ناحق سے اپنی تلواروں کی پیاس بجھانے کے لئے —— اور وہ بھی ہندو سپاہیوں اور مہاجنوں کی پشت پناہی کے ساتھ ——!!! جی ہاں! —— اس انتظام اور تیاری کے ساتھ کہ ان مسلم کش سورما مجاہدین تک —— "ترسیل زر" —— کا سارا نظام ہی ہندو بنیا گیری کے بل بوتے پر چل رہا تھا ——!

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سے مبارک محاسن تھے جنہیں ظاہر کر کے ہندو مہاجنوں کی ہمدردیاں حاصل کی گئی تھیں جبکہ

ہندوؤں کو ___ "سکھا شاہی" ___ سے تو کچھ پرخاش بھی نہ تھی ۔!!؟؟

پھر بھلا کافر مہاجنوں نے اس ___ "جہاد اسلام" ___ میں

سید صاحب کی معیشت بحال رکھنے کا بیڑا کیوں اٹھایا ___؟؟؟

جسے آخر آخر وقت تک بڑی خوش اسلوبی سے بنھایا ___!!!

تاریخ کے مسخ کرنے والوں سے یہ تاریخ ہی کے محیر العقول سوالات

ہیں جو آج تک تشنۂ جواب ہیں۔ حاشیہ ۱

لیجئے خود وہابی محقق و مؤرخ سے اس کی تفصیل سنئے :۔

"یہ دونوں کام" ترسیل زر" کی زنجیر کی مضبوط کڑیاں

تھے اور یہ امر قابل توجہ ہے ___ "ہندو مہاجنوں"

___ کے ذریعہ یہ انتظامات ہوئے تھے۔

پٹنہ کے رام کشن، فتح چند، اور منوہر داس ___

دہلی کے جگن ناتھ اور مکوند لال ___ بنارس

حاشیہ نمبر ۱:۔ مولینا غلام رسول مہر وہابیہ کے مایہ ناز مؤرخ سمجھے جاتے ہیں انہوں نے بڑی عیاری سے تاریخ کو غلط رنگ دیتے ہوئے ہزاروں صفحے رنگ ڈالے مگر ان سوالات کا جواب مہیا نہ کرسکے اس ___ مولینا ___ کی تاریخ بددیانتی کا یہ گھناؤنا پہلو بھی سامنے آیا کہ اس زمانے کی سب سے زیادہ مستند ___ تاریخ تناولیاں ___ سے مجرمانہ اغماض برتا ___ باوجود یاددہانی کے اسے نظر انداز کیا۔ اور عذر یہ پیش کیا کہ عنقا ہے حالانکہ مرنے کے بعد مولینا بے مہر کے کتب خانے سے یہ تاریخ برآمد ہوئی اور آج بھی ہر جگہ دستیاب ہے ___

(مقدمہ تاریخ تناولیاں)

کے لال چند کرم سنگھ، سامنت رائے اور شیو بخش
اور منورا ــــ سرحد کے سنتو اور موتی کے
نام موجود ہیں ــــ پٹنہ سے ایک لاکھ کی رقم صرف
ایک مہاجن منوہر رام کی معرفت بھیجی گئی تھی "
("ہندوستان میں وہابی تحریک" - از ڈاکٹر قیام الدین احمد ص۱۹۱)

سوچنے کی بات یہ ہے کہ ــــ اگر یہ جہاد اسلامی تھا تو اس مہم جوئی میں ہندوؤں سے کیوں مدد مانگی گئی؟ ــــ اور بت پرستوں کو اسلامی لشکر کے بڑے بڑے عہدوں پر کیوں فائز کیا گیا ــــ؟؛ مولوی حسین احمد مدنی اس کا جواب دیتے ہیں :-

"سید صاحب کا ہندو ریاستوں کی مدد اور شرکت
جنگ کی دعوت دینا ــــ اور اپنے توپ
خانے کا افسر اعلیٰ راجہ رام راجپوت کو مقرر کرنا خود
اس کی دلیل ہے کہ ــــ آپ ہندوؤں کو اپنا
محکوم نہیں بلکہ شریک حکومت بنانا چاہتے تھے۔
(حسین احمد مدنی نقش حیات ج:۲ مطبوعہ کراچی ص۴۲۲)

دیکھا آپ نے؟ ہے

"خود آج اپنے دام میں صیاد آگیا"

ــــ سید صاحب کے شریک حکومت ہندو ــــ اور اس کے لئے جہاد کیا گیا مسلمانوں سے؛ مسلمانوں! ــــ للہ ذرا سوچو تو سہی کہ یہ کس قسم کا جہاد تھا ــــ یہ تو سراسر فساد تھا۔ ــــ حسین احمد مدنی کا بیان آپ کے سامنے ہے تو پھر اگر یہ جہاد ہندوؤں

اور وہابیوں کی مشترکہ حکومت قائم کرنے ہی کے لئے تھا ــــــ تو بھلا پھر "اسلام" بیچارے کو بیچ میں کیوں رگید اگیا ــــــ؟ ــــــ

ذرا سوچو تو سہی کہ اس کے بعد سید صاحب کے ــــــ "اسلامی حکومت" ــــــ قائم کرنے کے دعوے کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟

اور اس کے حصول کے لئے اپنی ــــــ "امامت وخلافت" ــــــ کا جو چکر چلایا ــــــ اسے سوائے "فراڈ" کے اور کیا کہا جائے گا ــــــ؟

غرض کہ اس نام نہاد جہاد کے سلسلے میں ایسی متضاد باتیں سامنے آتی ہیں جنہیں پڑھ کر اچھے خاصے مسلمان کو وحشت ہونے لگتی ہے کہ بھلا یہ کیسا جہاد تھا جو انگریزوں کی پشت پناہی سے اور ہندوؤں کی امداد کے سہارے چل رہا تھا لیکن آج کے دور کا المیہ یہ ہے کہ یہ جھوٹ ہی فروغ پار ہا ہے اسی فریب کے تحت آج کے اسکولوں کالجوں اور کلیات وجامعات کے نصاب اسی "فراڈ" کے مطابق مدون ہوئے ہیں جو نئی نسل کو گمراہ کر رہے ہیں ــــــ اس تلخ حقیقت کو سب سے پہلے مشہور مؤرخ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے محسوس کیا اور ایک اجلاس میں برملا اعتراف کیا:۔

> "اب تک جو تاریخ لکھی گئی ہے وہ سب یکطرفہ ہے"
> ان کی مراد پاک وہند کی اس تاریخ سے تھی جو سید احمد بریلوی اور اسمٰعیل دہلوی اور بعض دیگر علماء کے حوالے سے لکھی گئی۔

میں تو چپ تھا مگر اب موج صبا کے ہاتھوں
پھیلی جاتی ہے ترے حسن کی خوشبو ہر سو

شیعوں سے پیار

ہندوؤں سے تو ان وہابی مجاہدین کی ملی بھگت کا احوال تو پڑھ لیا اب ذرا آپ ان کی ــــــ شیعوں ــــــ کے ساتھ عقیدت مندی کی داستان بھی سن لیجئے :۔

"شیعوں سے کچھ پرخاش تو تھی ہی نہیں کہ خواہ مخواہ
انہیں ستاتے اور ان پر حملے کرتے ــــــ
پیارے شہید تو اکثر اپنے وعظ میں شیعوں اور شیعی
مذہب کا ادب سے ذکر کرتے تھے"

بس دشمنی تھی تو حنفی المذہب اہلسنت سے تھی ورنہ ــــــ "پیارے شہید" ــــــ کو "شیعوں" کا ادب ملحوظ خاطر تھا اور "ہندوؤں" سے تو ربط خاص تھا ــــــ اور "انگریز" تو تھے ہی ان کے مربی و مہربان آقا۔!

" ساری دنیا کے ہیں وہ میرے سوا
میں نے دنیا چھوڑ دی جن کے لئے "

چنانچہ سید اینڈ کمپنی کی انگریزوں سے، ہندوؤں سے اور شیعوں سے غرض کہ سب سے الفت و محبت اور دوستی کے رشتے ناطے تھے بس تھی تو صرف اور صرف سنی مسلمانوں سے پرخاش تھی۔

چنانچہ ہماری حیرت کی انتہا نہیں رہتی جب وہ سرحد پہنچ کر ابھی خون آشام تلوار نیام سے باہر نکال کر لہراتے ہیں اور ـــــ سنی مسلمانوں کے خلاف اپنے پہلے جہاد کا اعلان فرماتے ہیں۔

مسلمانوں کے خلاف وہابی جہاد

پھول بننے کی خوشی میں مسکراتی تھی کلی
کیا خبر تھی یہ تغیر موت کا پیغام ہے

فقیہہ اعظم دیوبند ارشاد فرماتے ہیں :۔

"سید صاحب نے پہلا جہاد ـــــ مسمی یار محمد خاں ـــــ حاکم یاغستان سے کیا تھا۔"

(تذکرۃ الرشید ج : ۲ ص : ۲۷۰)

اور یہ تو سرسید احمد خاں کے بیان سے پہلے ہی ثابت ہو چکا ہے کہ ـــــ "حاکم یاغستان ـــــ سنی المذہب حنفی مسلمانوں کا نمائندہ تھا"، پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ـــــ "فقیہہ اعظم دیوبند" ـــــ نے اس پر ـــــ "جہاد" ـــــ کا اطلاق کیسے کر دیا؟ ـــــ "جہاد" تو غیر مسلموں سے ہوتا ہے بہر حال ؎

"جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے"

مسلمانوں کے خلاف لفظ "جہاد" کا استعمال اگر ـــــ "فقیہہ اعظم دیوبند" ـــــ کے قلم سے نہ ہوگا تو پھر کسی ـــــ ہندو یا انگریز ـــــ

"مسلم کش ________ اور جہاد بھی کیسا؟ ________ کے قلم سے ہوگا کامیاب جہاد" ________ !!! جس کی مبارک تفصیلات بیان کرتے کرتے کبھی نہیں تھکتے ________ کچھ آپ بھی سنئے :۔

"مولانا شہید نے فوراً وہ دونوں توپیں درانیوں کی طرف پھیر کر فیر کرنے شروع کئے ________
________ ایک وفادار ہندو جو مولانا شہید پر فریفتہ تھا گولہ اندازی پر مقرر ہوا اس نے اس پھرتی سے گولہ اندازی کی کہ درانیوں کے پاؤں اکھڑ گئے ________
________ ادھر مولانا شہید ان پر ٹوٹ پڑے جتنے درانی (مسلمان) مارے گئے ان کی تعداد ٹھیک معلوم نہیں ________ ہاں جن مردوں کو وہ میدان میں چھوڑ گئے تھے وہ چار سو سے زیادہ تعداد میں تھے۔"

(حیات طیبہ صہ ۳۲۱-۳۲۲)

مخبر یزید کا جوش جہاد ملاحظہ فرمایا کہ ہندوؤں سے مسلمانوں کو قتل کرایا ________ اس طرح نہ اسلام گیا، نہ ایمان پر حرف آیا ________ بھلا کوئی بتائے کہ ان چار سو سے زیادہ مسلمانوں کا خون ناحق کس کی گردن پر آیا ________ ؟؟؟

بہر حال اگر کسی کے دل میں ذرا سی بھی غیرتِ ایمانی موجود ہے تو وہ مسلمانوں کے خلاف سید صاحب کا جذبہ جہاد ملاحظہ کرے :۔

"خود توپ کھنچوا کر ایک اونچی جگہ پر لائے ________
خود نشست باندھی ________ پہلے ہی گولہ میں دو سو اڑ گئے۔"

(سید احمد شہید از غلام رسول مہر صہ ۲۵۲)

ایک ایک وار میں دو دو سو مسلمانوں کو اڑانے والا ـــــــ قاتل اسلامیان ـــــــ بھلا کس طرح ـــــــ خادم اسلام ـــــــ ہو سکتا ہے؟ جس نے مسلمانوں پر ایک دو بار نہیں بلکہ نوؔ بار اس قسم کی چڑھائی کی۔

اس طرح سید صاحب اسلام کی ـــــــ "نشاۃ ثانیہ" ـــــــ فرماتے رہے ـــــــ اور اس کے صلہ میں مسلمانوں کے مال و اموال لوٹتے رہے۔

بہاریں بھی نہیں کوئی شاخِ گل محفوظ
چمن کا حسن ہے مفلس کی آبرو کی طرح

جی ہاں! سنیئے:۔

مسلمانوں کا مال سید صاحب کے لئے "مال غنیمت" تھا

"مولانا نے ـــــــ "مال غنیمت" ـــــــ جمع کرایا" مال غنیمت" میں یار محمد خاں کے کچھ کاغذات بھی ملے"

(سید احمد شہید ص ۵۴۷-۴۹-۵۰)

اسلام نے تو مسلمان کا مال مسلمان پر حرام کر دیا ہے ـــــــ مگر یہ کیسا مجاہد ہے جو مسلمانوں کے مال و اموال کو اپنے لئے ـــــــ مال غنیمت ـــــــ سمجھتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۰

سردار سلطان محمد خاں سے جہاد

ہم کبھی نہ چھوڑیں گے بات برملا کہنا
ہاں نہیں شعار اپنا درد کو دوا کہنا

۱۸ ربیع الاوّل ۱۸۲۹ء کو حاکم پشاور سلطان محمد خان کے نام ایک اطلاع نامہ بھیجا اس کے جواب میں سردار موصوف نے دو ٹوک جواب دیا۔

"تم لوگوں کا ——— عقیدہ برا ——— اور ——— نیت فاسدہ ——— ہے۔ بظاہر فقیر بنے بیٹھے ہو دل میں امارت کی ہوس ہے"۔

("سید احمد شہید" از غلام رسول مہر ص ۲۱۴)

سلطان محمد خاں کے اندیشے صحیح ثابت ہوئے چنانچہ ۱۸۳۰ء میں سید احمد نے سلطان محمد خاں کی عملداری ——— پشاور اور کوہاٹ پر چڑھائی کر دی ——— اس مہم میں دو ہزار مسلمانوں کو وہابیوں نے شہید کیا اور ایک ہزار مسلمان مجروح ہوئے آخر کار سلطان محمد خاں کو شکست فاش ہوئی!

(تفصیلی حوالہ کے لئے دیکھئے: تواریخ عجیبہ ص ۱۴۹، جعفر تھانیسری)

انگریزوں اور سکھوں کے مشترکہ دشمن

سردار پائندہ خاں کے ساتھ جہاد

انگریزوں کی پشت پناہی اور ہندوؤں کی سرپرستی سے "جب مسلم کش جہاد" کامیابی سے ہمکنار ہوا تو "خونخوار وہابیوں" کے حوصلے اس قدر بلند ہو گئے کہ وہ یکے بعد دیگرے مسلم آبادیوں کو تہس نہس کرنے لگے۔

حاکم یاغستان کے بعد مجاہدوں کا دوسرا شکار ——— سردار پائندہ خان ——— تھا" تاریخ تناولیاں "میں ہے۔

"لشکر سکھاں نام پائندہ خاں سے مانند بید تھرتھراتے تھے۔" (صفحہ ۹۶)

کیا ستم ہے کہ سردار پائندہ خاں جیسے سکھوں کے جانی دشمن کو محض اس لئے کافر قرار دے کر قابل گردن زدنی ٹھہرایا گیا کہ اس نے وہابیت کے نام پر بیعت نہ کی تھی ——— جی ہاں! سید صاحب کی بیعت نہ کرنے کی یہ سزا کہ پورے قبیلے کو تہ تیغ کردو اور پھر لطف یہ کہ مسلمانوں کے اس قتل عام کو جہاد کا زریں نام دے دو۔

یہ عجیب ماجرا ہے کہ بروز عید قربان
وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا

اسلام کے نام پر اس سے بڑھ کر عیاری مکاری اور فریب کاری بھلا اور کیا ہوگی کہ صرف بیعت نہ کرنے کے قصور میں دشمن کفار، مسلم سردار پائندہ خاں سے جنگ کی ——— اس کے علاقہ کو تاراج کیا ——— اس پر غاصبانہ قبضہ جمایا ——— اور اس تمام کاروائی کو عین اسلام قرار دیا جی ہاں! اگر یقین نہ آئے تو اس زمانہ کی سب سے زیادہ مستند "تاریخ تناولیاں" پڑھیئے اور سر دھنیئے۔ چنانچہ تاریخ کے اپنے الفاظ ہیں:

"بنظر مصلحت خلیفہ موصوف بمعہ اسمٰعیل بمقام موضع عشرہ، پائندہ خاں سے ملاقی ہوا اور وقت ملاقات خلیفہ نے کمال چرب زبانی وشیریں بیانی سے تمہید بیعت کا چھیڑا مگر سردار موصوف نے سوائے لعن طعن

جواب صاف نہ دیا .... القصہ پھر تو
خلیفہ نے نسبت پائندہ خاں تنولی کفر کا دیکر مع
مولوی محمد اسمٰعیل لشکر نمازیاں بہ ہمراہی سربلند خاں
و مددو خاں بعزم جنگ" پائندہ خاں،، پر مستعد ہوا۔

(تاریخ تناولیاں صفحہ ۹۰)

اس طرح سکھوں سے جہاد کرنے کے بجائے وہابی مجاہدین سنی مسلمانوں کے خلاف مشق جہاد فرمانے لگے ____ اگر اس جوشِ جہاد یعنی شوقِ فساد کے خلاف کوئی سر اٹھاتا تو اس کا سر کچل دیا جاتا۔ چنانچہ اگر کسی پٹھان سردار نے سنی پٹھانوں پر اس ظلم و تشدد کے خلاف ذرا سا احتجاج کیا تو خونخوار وہابی مجاہد اس پر ٹوٹ پڑے اور اس پٹھان سردار کے پورے قبیلے کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔

یہی نیرنگ عالم ہے تو پھر اک دن اندھیرا ہے
زمیں میں کیسے کیسے چاند پنہاں ہوتے جاتے ہیں

چنانچہ بڑی ارزانی سے پانی کی طرح خون مسلم بہایا گیا! ____ مسلمانوں کی املاک کو لوٹا گیا! ____ مسلم خواتین کی عزت و ناموس کو سر عام نیلام کیا اور ستم یہ کہ یہ سب کچھ نفاذ اسلام کے نام پر ہوا ____!!

سید صاحب جو بزعم خود وہابیوں کے ____" امیر المومنین،، بنے بیٹھے تھے ____ مسلمانوں سے جنگ کو ____ "جہاد فی سبیل اللہ ____ قرار دیتے تھے۔ اور اس میں حاصل شدہ مال کو ____ "مال غنیمت،، گردانتے تھے کیونکہ وہ سرحدی مسلمانوں کو حقیقی کافر و مشرک جانتے تھے ورنہ ____ "مال غنیمت،، ... کی اصطلاح استعمال نہ کرتے

کیونکہ اسلام نے تو مسلمانوں پر مسلمانوں کی عزت و آبرو مال و دولت اور خون کو حرام کر دیا ہے مگر سید صاحب کو سرحدی مسلمانوں کا خون بہا کر الٹی خوشی ہوتی تھی۔ انتہا یہ ہے کہ سید صاحب سکھوں کی شکست سے اسقدر خوش نہیں ہوتے تھے جس قدر مسلمانوں کی تباہی سے مسرور ہوئے تھے ــــــ مسرت کی انتہاد یکھئے کہ مسلمانوں کی تباہی پر دوگانہ شکر ادا کیا ــــــ جی ہاں! ـ ـ ـ ـ جب سکھوں کو جنگ اکھوڑہ میں شکست ہوئی تو سید صاحب نے نماز شکرانہ ادا نہ کی مگر اس کے برعکس ــــــ ”جنگ زیدہ“ ــــــ میں سرحدی مسلمانوں کو شکست ہوئی تو :-

”پنجتار پہنچے ہی سید صاحب نے سب سے پہلے
مسجد میں جا کر دوگانۂ شکر ادا کیا“

(سید احمد شہید ص۴۵۳)

یہ وہی سید صاحب ہیں نا ــــــ جنہیں سکھوں سے جہاد کرنے کا خدا کی طرف سے ”الہام“ ہوا تھا ــــــ لیکن اب حالت یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے کامیاب قتلِ عام پر نماز شکرانہ ادا فرما رہے ہیں ــــــ! معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب کو ”امیر المؤمنین“ کہنے والوں کی مت ماری گئی ہے کہ وہ سید صاحب کی ہر حرکت کو ادائے دلبری قرار دے رہے ہیں ــــــ خباثت کو بھی کرامت کہہ رہے ہیں اور اب تک یہ عالم ہے کہ

تا رتبہ نقاب زندگی سے ہو گئی رخصت
ابھی تک لوگ زیر سایۂ دلوار بیٹھے ہیں

سکھوں سے زیادہ خطرناک سُنی حنفی مسلمان

منجدھار تک پہنچنا تو ہمت کی بات تھی
ساحل کے آس پاس ہی طوفان بن گئے

اس سلسلے میں یہ عجب فلسفہ پیش کیا کہ پہلے مسلمانوں کو تہ تیغ کیا جائے پھر سکھوں سے نمٹا جائے گویا کہ سکھوں سے زیادہ خطرناک دشمن ـــــ سنی حنفی مسلمان ـــــ ٹھہرے ـــــ پہلے انہیں ٹھکانے لگایا جائے ـــــ بھلا برادر کشی کی اس سے بدتر اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔

؎ " وہیں پر برق گرتی ہے جہاں اپنا نشیمن ہو
کہاں تک اب بھلا ہم روز شاخِ آشیاں بدلیں

انوکھا سیّد بھلا یہ کیسا سید تھا جو سید السادات صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عمل کرتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کبھی کسی کافر و مشرک پر بڑھکر حملہ نہ کیا مگر یہ جب بھی کرتا تھا سچے پکے مسلمانوں پر چڑھائی کرتا تھا ـــــ مسلم آبادیوں پر سوتے میں شب خون مارنا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا ـــــ کر حنفی مسلمانوں کا خون بہا کر بڑا خوش ہوتا تھا ـــــ سنی مسلمانوں کی شکست پر سجدۂ شکر ادا کیا کرتا تھا ـــــ ان کی املاک کو مالِ غنیمت قرار دے کر لوٹتا تھا ـــــ ان کی مجبور مسلم خواتین پر قبضہ جما کر ان پر تصرف بے جا کرتا تھا

" دلیوا نے اس بہار کو کیا نام دیں کہ جب
صحرا تمام خون کا دریا دکھائی دے"۔

اسمٰعیل کی دہشت گردی

مسلمانوں کی پر امن بستیوں میں اس خونخوار درندے نے جو تباہی مچا رکھی تھی اس کی وجہ سے :۔

" اس کا ایسا خوف چھایا ہوا تھا کہ درانیوں کی عورتیں اپنے بچوں کو اسمٰعیل کے نام سے ڈراتی تھیں "

(تاریخ تناولیاں)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تو شفقت و محبت کا یہ عالم کہ وہ کافروں اور مشرکوں کے بچوں کو گود میں لے کر چومیں، پیار کریں اور اپنے سینے سے لگائیں ـــــ اس کے برعکس اس ظالم خونی بلا کے نام سے مسلم خواتین اپنے معصوم بچوں کو ڈرائیں اس سے زیادہ حیرت ناک بات یہ ہے کہ۔ ـــــ اکابرین دیوبند پھر بھی اس خونخوار عفریت کے خونی کارناموں کو سراہیں! ـــــ مسلمانوں کے قاتل کو "موحد اعظم" کا سنہرہ تاج پہنائیں اس کے اعزاز میں جلسے کرائیں ـــــ اسے خراج تحسین پیش کرنے کے لئے سیمینار سجائیں ـــــ اور خدا اور رسول سے ذرا نہ شرمائیں)

بہر حال حکومت کے زور پر سنی پٹھانوں کو وہابیت قبول کرنے پر مجبور کیا جا رہا تھا مگر سنی پٹھان کسی طرح عقائد اہلسنت سے انحراف پر آمادہ نظر نہ آتے تھے

ٹوک دیتے ہیں مجھے ہر کرم بے جا پر
تیری محفل میں گنہگار تک آپہنچے ہیں

یہ دیکھ کر کہ پٹھان ان کے آگے سر نہیں جھکاتے، وہابی عاملوں نے ان پر ظلم و تشدد کے پہاڑ توڑنا شروع کر دیئے اس سلسلے میں مورخ وہابیہ

شیخ محمد اکرم کی تصدیق ملاحظہ فرمایئے :۔

○ ایک موقع پر مذکورہ جماعت کے ایک قاضی سید محمد جہاں کے اس ارشاد پر کہ ـــــــ جو اہل رسوم، خدا اور رسول کے خلاف، باپ دادا کی ریت پر چلتے ہیں وہ عملاً ـــــــ کافر ہیں ـــــــ (اس ارشاد پر) کسی نے کہہ دیا کہ ـــــــ "منیۃ المصلی" میں اہل رسوم کو کافر نہیں کہا گیا تو اس کا جواب گھونسوں سے دیا گیا اور قاضی موصوف نے اس وقت تک معترض کو نہ چھوڑا جب تک اس نے دوبارہ کلمہ نہ پڑھ لیا ـــــــ بالفاظ دیگر اسے مسلمان نہ بنا لیا گیا"۔

(موج کوثر ص۲۱)

○ اور دنیا سے بھلائی کا صلہ کیا ملتا آئینہ میں نے دکھایا تھا کہ پتھر برسے"۔

زبردستی نکاحِ بیوگاں

اس طرح دیتے ہیں دادِ حُسنِ گل
توڑ کر رکھتے ہیں گُلدانوں میں لوگ

نوساختہ "اسلام" کی "خود ساختہ شریعت" ــــــ کو نافذ کرنے والے وہابیوں نے جس طرح راسخ العقیدہ سُنّی حنفی مسلمانوں کے ــــــ "قتل عام" کو "جہاد فی سبیل اللہ" قرار دیا تھا بالکل اسی طرح پٹھانوں کی نوجوان لڑکیوں کو گھروں سے راستوں سے اٹھا کر لے گئے اور ایک طرفہ طور پر ان سے "نکاح کر کے وصل کا شوق پورا" فرمالیا ــــــ اور اس جرم قبیح کو احیائے سنّت کا مقدس نام عطا فرما دیا ــــــ اور لطف یہ کہ بڑے خشوع و خضوع سے علمائے دیوبند نے اس شیطانی فعل پر اپنی زرین مہر تصدیق بھی ثبت فرما دی۔ ــــــ بھلا اس ڈھٹائی کا کیا کہنا! لاحول ولا قوۃ الا باللہ

حالانکہ شریعت کی رو سے ــــــ انعقاد نکاح کے لئے ــــــ "طرفین کی رضا مندی" ــــــ اور ــــــ "گواہوں کے روبرو" ــــــ "بلا جبر و اکراہ" ــــــ "ایجاب و قبول" ــــــ شرط ہے!!!

لیکن وہابی مجاہدین نے تو کھلم کھلا اس اصول شرع کے خلاف بغاوت کر دی۔ اپنی شریعت خبیثہ کا بالجبر اعلان کرتے ہوئے وہابی شہدے مسلمان دوشیزاؤں کی عفت و عصمت کا سر عام پردہ چاک کر رہے تھے اور خدا اور رسول سے ذرا نہیں ڈر رہے تھے ــــــ جی ہاں!

"دیکھا گیا کہ عام طور پر دو تین دوشیزہ لڑکیاں جا رہی ہیں۔ مجاہدین میں سے کسی شخص نے انہیں پکڑا اور مسجد میں لے جا کر نکاح پڑھا لیا۔"

(حیات طیبہ صـ ۲۸۲ ـ مرزا حیرت دھلوی)

مفتیانِ دیوبند بتائیں کہ ــــــ اگر یہ نکاح ہے تو پھر ــــــ

"زنا بالجبر" کسے کہتے ؟

شہوت و بربریت سے بلے قابو مجاہدین معصوم دوشیزاؤں پر اپنی جبر و تشدد کا خوفناک مظاہرہ کر رہے تھے ۔ اسی سلسلے میں مجبور والدین کو ڈراتے دھمکاتے اور اپنے نفس کی آگ بجھانے کے لئے بزور شمشیر بیچاری لڑکی کو کھینچ کھانچ کر مسجد میں لے جاتے اور وہاں جاکر خود ہی یکطرفہ طور پر اعلان فرمادیتے کہ ــــــ مابدولت نے اس مسکین دوشیزہ کو اپنی زوجیت میں قبول فرمالیا ہے بالفاظ دیگر اپنی ہوس کاری کا نشانہ بنا کر زنا بالجبر کا شوق پورا کر لیا ہے ــــــ اس فعل بد کی بیہودہ تفصیلات بتاتے ہوئے ان کے اپنے مداح مورخ مرزا حیرت بغیر کسی حیرت کے لکھتے چلے جاتے ہیں :-

"ایک نوجوان خاتون نہیں چاہتی کہ میرا نکاح ثانی ہو
ــــــ مگر مجاہد صاحب زور دے رہے ہیں کہ
نہیں ــــــ ہونا چاہیئے ــــــ آخر
ماں باپ اپنی نوجوان لڑکی کو حوالہ مجاہد کرتے تھے
اس کے سوا ان کو چارہ نہ تھا ــــــ !"

(حیات طیبہ صفحہ ۳۵۵)

وہابی مورخ کی اس مختصر سی عبارت میں مجبور لڑکیوں کی کس قدر "دردناک داستانیں" ــــــ اور وہابی مجاہدین کی کتنی "شرمناک روددادیں" ــــــ پوشیدہ ہیں ــــــ ! ــــــ !! ــــــ !!!

"ٹوٹتی کلیوں کے ماتم میں ہوا روتی رہی
پھول کے چہرے پہ لکھی ہے کہانی رات کی

شریعت کی پردہ دری اور مسلم مستورات کی اس بے عزتی پر مولینا عبید اللہ سندھی چپ نہ رہ سکے اور یہ لکھنے پر مجبور ہوئے کہ :۔

"خرابی یہ ہوئی کہ امیر شہید کے دعوئے خلافت کی اشاعت کرنے والے ہندوستانی اپنی حاکمانہ قوت دکھا کر بہ جبر، افغان لڑکیوں سے نکاح کرنے لگے۔"

(شاہ ولی اللہ اور انکی سیاسی تحریک ص۱۰۱)

غرضکہ بد دین وہابیوں کی ہوس کاری کے کس قدر تاریخی حوالے دیئے جائیں پھر بھی ایمان و آگہی سے محروم وہابی نواز مؤرخین نہ اس حقیقت کو مانے ہیں نہ مانیں گے بہرحال مجاہدین کی اس بہادری کی داد دیجئے کہ یہ مجاہدین اسلام۔ ظالم سکھوں سے زور آزمائی کرنے گئے تھے لیکن غریب مسلمانوں کی کمزور لڑکیوں پر زور آزمائی فرمانے لگے واہ ری مجاہدانہ مسلمانی

غرضکہ زبردستی شادیاں رچانے کے جہاد میں جو مصروف ہوئے تو مجاہدین کو نہ تقویت الایمان کی تبلیغ یاد رہی اور نہ سکھوں کے خلاف جہاد کا "الہام" یاد رہا۔ بقول شاہ نصیر :۔

کلام اللہ کی صورت ہوا دل ان کا سیپارہ
نہ یاد آئی حدیث ان کو نہ کوئی نص قرآنی

اپنی عورتوں کے سلسلے میں سیّد صاحبؒ کی مصلحت کوشی

سید صاحب یوں تو نکاح بیوگان کا بڑے زور و شور سے پرچار کیا کرتے تھے اور اس کے نفاذ کے لئے جہاد کرنے سے بھی نہ چوکتے تھے مگر اپنی عورتوں کے بارے میں بڑے مصلحت کوش واقع ہوئے تھے۔

جی ہاں ــــــ ذرا دیکھئے تو سہی "پنجتار" پہنچ کر مایوسی کے عالم میں اپنی خود کی بیویوں کو کیا وصیت فرما رہے ہیں کہ:۔

"اگر اس جہاد میں میرا جامِ حیات لبریز ہو جائے تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ حرمین شریفین چلی جاؤ اور کسی دوسری جگہ سکونت اختیار نہ کرو"۔

("سید احمد شہید" صفحہ ۵۶۰ از غلام رسول مہر)

دیکھا آپ نے؟ ــــــ آخر وقت سید صاحب نے کیسا ظلم ڈھایا شریعت وہابیہ پر یہ وصیت تک نہ فرمائی کہ تم میں سے بعض نوخیز نوجوان ہو ــــــ میرے بعد "نکاح ثانی" ــــــ کا فریضۂ اول ادا کرنا اور جہاں تمہارے نئے شوہر تمہیں رکھیں وہاں خوش خوش رہنا۔ ــــــ ساری زندگی مجھ ضعیف کی موت کا غم لئے نہ بیٹھی رہنا کہ یہ انتہائی شرک و بدعت ہے ــــــ لیکن کیا غضب ہے کہ یہ شرک و بدعت تو صرف سرحدی دوشیزاؤں پر لاگو ہوتی تھی ــــــ لیکن اب معاملہ

دوسرا اتھا ــــــــ دوسروں کی رانڈ بیواؤں سے زبردستی نکاح ثانی کرکے احیا سنت کرنے والے مصلح ملت اب اپنی خود کی جوان بیواؤں کو حرمین شریفین میں بقیہ عمر اللہ اللہ کرتے گذار دینے کی تلقین فرمار ہے تھے اور خود اپنی خانہ ساز شریعت سے بھی نہیں شرمار ہے تھے چنانچہ اس دار فانی سے کوچ کر جانے کے بعد وہابی پیر کی بیویاں ــــــ سیدہ ولیہ ۱۶ سال ــــــــ سیدہ زہرہ ۲۲ سال ــــــ اور سیدہ فاطمہ ۹ سال کے طویل عرصہ تک بیوہ رہنے کے گناہ میں مبتلا رہیں اور سید صاحب کے عذاب قبر میں مستقل اضافہ کا باعث بنی رہیں! ــــــ!! ــــــ!!!
آخر شریعت وہابیہ نے اس طرح خود اپنے گھر ہی میں دم توڑ دیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مسلمانوں سے آخری جہاد

کیسے کر سکتی ہے اس ظلم کو تاریخ معاف!
میرا گھر لوٹنے والے مرے ہمسائے تھے!

مسلک وہابیہ کی رو سے دنیا کے تمام "سنی مسلمان" ——— بدعتی، مشرک، کافر اور لائق گردن زدنی ہیں۔ ان کے مسلک میں جو شخص ان کی تاویلات فاسدہ کو تسلیم نہ کرے وہابیہ کے نزدیک اس کا قتل واجب اور کارِ ثواب ہے۔

چنانچہ سب سے آخر میں سید صاحب نے علاقہ ——— "پنجتار" کے رئیس فتح خان صاحب پر "جہاد" ٹھونسا جس میں بڑی بہادری سے وہابی مجاہدین نے سنی مسلمانوں کا قتل عام کیا لیکن افسوس انہوں نے یہ نہ سوچا کہ

جو جلاتا ہے کسی کو خود بھی جل جاتا ہے ضرور

شمع بھی جل جاتی ہے پروانہ جل جانے کے بعد

لہٰذا جب پٹھانوں پر وہابی مجاہدین کے مظالم کی انتہا ہو گئی اور انہیں یقین ہو گیا کہ جن کو ہم نے ——— "مجاہدین اسلام" ——— سمجھ کر ہر ممکن مدد دی، وہی ہماری جان و مال اور عزت و آبرو کے لاگو ہو گئے انتہا یہ کہ ہمارے دین و ایمان تک کو غارت کر دینے پر تلے ہوئے ہیں تو سارے پٹھانوں نے ملکر خونخوار وہابیوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے بھرپور اجتماعی کوشش کی آگے کی داستان مولینا عبید اللہ سندھی کی زبانی سے سنئے۔

"چنانچہ ایک معین رات میں امیر شہید کے تمام مقرر کردہ اہل مناصب قتل کر دیئے گئے اور حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

امیر شہید اس واقعہ سے کہ قاضی، مفتی، حاکم سپاہی غرض کہ ساری جماعت قتل کر دی گئی تھی بہت متاثر ہوئے۔"

(شاہ ولی اللہ اور انکی سیاسی تحریک ص ۱۱۵-۱۱۰)

بہر حال اب کیا ہو سکتا تھا ہر فریب کاری اور دغا بازی کا آخر کار یہی انجام ہوتا ہے۔ اصول فطرت اٹل عادلانہ اور سب کے لئے یکساں ہیں. بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ انسان دوسروں کے لئے ببول بوئے اور خود گندم کاٹے

گندم از گندم بروید جو زجو
از مکافات عمل غافل مشو

اس صورت حال نے سید احمد کو سخت مایوس کیا مایوسی کی حالت میں انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا:۔

"میں اب اس سرزمین کو چھوڑنا چاہتا ہوں ــــــ یہ نہیں بتا سکتا کہ کہاں جاؤں گا ــــــ میں آپ کو رخصت دیتا ہوں آپ مجھے رخصت دیں ــــــ مگر چند رفیق جو باقی رہ گئے تھے وہ آپ کے ساتھ رہے مایوس ہو کر آپ چل پڑے .... آگے بڑھ کر بالاکوٹ پر قبضہ کیا۔ پھر مظفر آباد فتح کیا ــــــ سکھ سید احمد کے خلاف چونکہ مسلمانوں کی مدد کر چکے تھے اس لئے سکھوں کے خلاف اس مہم میں مقامی مسلمانوں نے بھی مدد کی۔ اس لئے فیصلہ کن جنگ ہوئی اور بالاکوٹ کے ایک حصہ میں محصور مولوی اسمٰعیل دہلوی اور ان کے سارے رفقاء مارے گئے

(حزب ولی اللہ کی تاریخ کا مقدمہ از مولانا عبید اللہ سندھی صـ۱۱۳ـ۱۱۴ ملخصاً)

سر سید احمد خاں بھی اعتراف کرتے ہیں:۔

"ہندوستان کے گوشہ شمال مغرب کی سرحد پر

جو قومیں رہتی ہیں وہ ——— "سنی المذہب حنفی"

——— ہیں ...... لیکن چونکہ یہ قوم

——— "مذہبی مخالفت" ——— میں

——— "نہایت سخت" ——— ہے

اس سبب سے اس قوم نے اخیر میں

———

"وہابیوں" ——— سے ——— "دغا"

——— کر کے سکھوں سے اتفاق کرلیا اور

مولوی اسمٰعیل صاحب سید احمد صاحب کو شہید

کر دیا" ———

سرسید نے صحیح لکھا ——— "سرحدی مسلمان" واقعی کٹر ——— "سنی المذہب حنفی" ہیں اور اپنے عقائد میں انتہائی درجہ پختہ ہوتے ہیں۔ بیشک انہوں نے سکھوں سے اتفاق کرلیا تھا اور وہابیوں سے دغا کی لیکن ——— "حنفیت وسنیت" ——— سے وفا کی ——— اپنے ——— "دین وایمان" ——— کو بچانے کے لئے سرحدی مسلمان یہ قدم اٹھانے پر مجبور ہوئے۔ بلکہ وہابیہ نے انہیں ایسا کرنے پر خود ہی مجبور کر دیا۔ اس وقت مسلمانوں کے سامنے دو طاقتیں تھیں:۔

ایک تو ——— "مارجاں" ——— تھی!

اور دوسری ——— "مارایماں" ——— تھی!

سرحد کے ——— "سنی المذہب حنفی مسلمانوں"

نے ——— "مارجاں سکھوں" ——— سے ——— "مارایماں

وہابیوں" ——— کو ختم کرنے کے لئے اتحاد کرلیا تھا!۔

سرحد کے سنی مسلمانوں نے اگر ایسا کیا تو کیا برا کیا؟ ـــــــ اس سے پہلے وہابی مجاہدین نے بھی تو یہی کچھ کیا تھا! بلکہ اس سے بڑھکر کیا تھا۔ انہوں نے اپنی متشدد وہابیت کو سنی مسلمانوں پر نافذ کرنے کیلئے انگریزوں سے اتحاد کیا تھا ـــــــ وہ ـــــــ "انگریز" ـــــــ جو مسلمانوں کے لئے ـــــــ "مار جاں" ـــــــ بھی تھا اور ـــــــ "مار ایماں" بھی تھا! ـــــــ

اس طرح انگریز کی کامل حمایت اور ہندوؤں کی مکمل مدد سے مجاہدوں نے وہابی عقائد قبول نہ کرنے کے جرم میں سرحدی مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا پھر بھلا مرتا کیا نہ کرتا؟ ـــــــ سرحدی مسلمانوں کو اپنا "ایمان" بچانے کے لئے اپنے "دشمن جاں" ـــــــ سکھوں سے امداد لینا پڑی ـــــــ

نتیجہ یہ کہ ۶ مئی جولائی ۱۸۳۱ء کو بالاکوٹ میں جمعہ کے دن زبردست جنگ ہوئی جس میں سید احمد اور مولوی اسمٰعیل اپنے رفقاء سمیت ہمیشہ کے لئے سو گئے ـــــــ لیکن اپنے مکروفریب سے وہابیت کا وہ فتنہ جگا گئے کہ جس کے سبب اسلامی اتحاد پارہ پارہ ہوا اور مسلمانوں کی یکجہتی ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی نتیجہ یہ کہ آج تک مسلمان آپس میں اپنے دینی بھائیوں سے دست بگریباں ہیں ـــــــ ان تاریخی حقائق کے نام نہاد مؤرخ غلام رسول مہر کے کذب وافترا سے متاثر ہو کر نادان لوگ اس ـــــــ "مسلم کش فساد" ـــــــ کو "جہاد" کے نام سے یاد کرتے ہیں اور اسے ہندوستان میں "احیاء دین" کی عظیم تحریک قرار دیتے ہیں۔

اسمٰعیلی جہاد کا

خلاصۂ کمال و زوال

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
ہم نے تو دل جلا کے سرِ عام رکھ دیا

اب تک جو کچھ بیان کیا گیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ :۔

——— "اسمٰعیلی لشکر" نے سب سے پہلے جہاد میں "زیدہ" کے مقام پر "سردار یار محمد خاں" پر فتح پائی۔

——— ۱۸۳۰ء کو سردار سلطان محمد خاں پر جہاد تھوپا ——— اور پشاور، اور کوہاٹ پر قبضہ جمایا ——— اس مہم میں دو ہزار مسلمان شہید ہوئے اور ایک ہزار مجروح!

(تواریخ عجیبہ ص ۱۴۹)

——— سکھوں کے سب سے بڑے دشمن سردار پائندہ خاں تناولی کو شکست دے کر مسلمانوں کی عملداری "امب" اور "عشرہ" پر قبضہ کر لیا ——— !

——— "مایار" کے مقام پر آٹھ ہزار درانی مسلمانوں کو خاک و خون میں نہلا کر انہیں شکست فاش سے ہمکنار کیا۔

(غلام رسول مہر۔ دائرۂ معارف اسلامیہ۔ مطبوعہ لاہور)

——— سب سے آخر میں رئیس فتح علی خانصاحب سے جہاد کرنے کی سعادت حاصل کی۔

اس کے علاوہ وہابی مجاہدوں نے مسلم آبادیوں پر کئی شاندار شب خون مارے اور سوئے ہوئے مسلمانوں کو اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قتل کر کے ان کا سارا مال و متاع لوٹ لیا یہ تھا اسمٰعیلی جہاد کا شاندار کارنامہ!

غرضکہ اسمٰعیلی لشکر نے پہلا شب خون ——— اکوڑہ ——— میں ۲۰ر دسمبر ۱۸۲۶ء کو مارا تھا اور آخری معرکہ ——— بالاکوٹ ——— میں ۶ر مئی ۱۸۳۱ء کو ہوا ——— جس میں بہت سے ——— ننگِ دین و ننگِ وطن ——— وہابیہ کے ساتھ سرغنہ غدارانِ ملک و ملت سید احمد بریلوی اور اسمٰعیل دہلوی کا بھی کام تمام ہوگیا۔

اس ساڑھے چار سالہ درمیانی عرصہ میں پندرہ جنگیں لڑی گئیں مگر آپ کو یہ سنکر تعجب ہوگا کہ ان میں سے سکھوں کے خلاف تو باقاعدہ صرف ایک ہی لڑائی ہوئی ——— باقی چار شبخون مارے گئے ———

لیکن اس کے علاوہ ساری کی ساری جنگیں مسلمانوں اور صرف مسلمانوں کے خلاف لڑی گئیں ——— جس میں بڑی فراخ دلی سے خون مسلم بہایا گیا اور کسی مسلمان پر ذرا رحم نہ کھایا گیا ان کی املاک کو لوٹا گیا ——— ان کے معصوم بچوں کو غلام بنالیا گیا اور ان کی عورتوں کو تصرف میں لایا گیا ——— یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔

"چلو آؤ تم کو دکھائیں ہم جو بچا ہے مقتلِ شہر میں
یہ مزار اہلِ صفا کے ہیں، یہ ہیں اہلِ صدق کی تربتیں"

پس ثابت ہوا کہ اسمٰعیلی جہاد حقیقتاً سکھوں کے خلاف نہ تھا بلکہ انگریز کی شہ پر، اس جہاد کی آڑ میں جنگجو پٹھانوں کا زور توڑنا مقصود تھا اس طرح

وہاں ـــــــ "وہابی سٹیٹ" ـــــــ قائم کر کے پٹھانوں اور سکھوں کے دلوں میں مستقل طور پر انگریز بہادر کی ہیبت طاری کرنا تھی ـــــــ! اسی لئے ان غدارانِ ملک وملت نے اپنی خاص ٹریننگ کے عین مطابق ابن عبدالوہاب نجدی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے سرحدی مسلمانوں کا وسیع پیمانے پر قتلِ عام کیا تاکہ برٹش پلان پوری طور پر کامیابی سے ہمکنار ہو سکے لیکن ایسا نہ ہو سکا.

رہبروں کے بھیس بدلے راہزن تھے تاک میں
کارواں لٹنے سے پہلے راز افشاں ہو گیا

وہابیوں کی بدقسمتی سے اس مسلم کش فساد کے برٹش منصوبے کی زنجیر کی آخری کڑی اس لئے ٹوٹ گئی کہ ـــــــ سارے غیرتمند پٹھانوں نے ایک ساتھ ملکر "اسمٰعیلی جہاد" کا شیطانی پردہ چاک کر دیا ـــــــ اس طرح انگریزوں کا بنایا ہوا ـــــــ "وہابی سٹیٹ ـــــــ" کا منصوبہ خاک میں مل گیا.

ـــــــ اے بسا آرزو کہ خاک شدی ـــــــ
صبح کو دیکھ لے اس شمع کا انجام کوئی
جس نے پھونکا شب امید میں پروانوں کو

قدرت کی سید صاحب سے وعدہ

خلافی؟

پھول بننے کی خوشی میں مسکرائی تھی کلی
یہ نہ سمجھا تھا تبسم موت کا پیغام ہے

سید صاحب نے سکھوں کے خلاف جہاد میں اپنی مکمل کامیابی کی پیش گوئی فرمائی تھی۔ آپ بھی سنئے :۔

"میں قوم سکھ جیسے دشمنوں کے ساتھ جہاد کیلئے مامور ہوں اور فتح و نصرت کا مجھ سے ـــــ وعدہ ـــــ کیا گیا ہے"

(مکتوب ۲۵ بنام فیض اللہ خان ہمند مشیر دوسروائی پشاور مکتوب سید احمد شہید ص ۲۷)

بھلا یہ وعدہ کس نے کیا تھا؟ ـــــ اور کیسا وعدہ کیا تھا ـــــ؟ جو پورا نہ ہوا ـــــ ظاہر ہے کہ یہ خدائی وعدہ تو ہو نہیں سکتا کیونکہ خدائی وعدہ جھوٹا نہیں ہوتا مگر افسوس یہاں ـــــ فتح و نصرت ـــــ تو دور کی بات ہے سید صاحب کو خود اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونے پڑے! لیکن جیتے جی یہی بکتے رہے کہ :۔

"یاد رکھنا کہ جب تک ہند کا شرک اور سایر آن کا رفض اور چین کا کفر اور افغانستان کا نفاق میرے ہاتھ سے محو ہو کر مردہ سنت زندہ نہ ہوئے گی ـــــ اللہ رب العزت مجھ کو نہیں اٹھائے گا"

(تاریخ عجیبیہ ص ۹۲)

لیکن اللہ رب العزت نے اس سے پہلے ہی اس بے عزت کو اٹھا لیا ـــــ! یہاں جس خوش آیند مرحلوں کا سید صاحب ذکر فرما رہے ہیں ان میں سے تو کوئی مرحلہ سر نہ ہوا ـــــ اور سید صاحب بے نیل و مرام آنجہانی ہو گئے ـــــ حالانکہ :۔

"وعدہ فتح پنجاب کا آپ کو ایسا وثوق تھا کہ آپ اس
کو سراسر صادق اور ہونہار سمجھ کر بار ہا فرماتے کہ اس
"الہام" ——— میں ——— "وسوسۂ
شیطانی" ——— اور شائبہ نفسانی ——— کو
ذرا بھی دخل نہیں۔ ملک پنجاب ضرور میرے ہاتھ پر
فتح ہوگا اس سے پہلے مجھ کو موت نہ ہوگی"!

(تواریخ عجیبہ)

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

دیکھا آپ نے! ——— پنجاب فتح بھی نہیں ہوا ———
اور اس شکست خوردہ کو موت بھی آگئی۔

اب اگر سید صاحب کے قول کے مطابق ان کے خدائی الہام کو سچا مان لیا جائے تو کسی کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہو سکتا ہے کہ ——— معاذاللہ! حق تعالیٰ نے سچا وعدہ نہ فرمایا تھا چنانچہ یہ خیال تو الحاد تک لے جا سکتا ہے ——— لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ سید صاحب کا الہام "وسوسۂ شیطانی" ہی تھا! ——— اور یہ سراسر "خطرۂ نفسانی" تھا۔ ——— ! اگر اب بھی کوئی سرپھرا وہابی مؤرخ اصرار کرے کہ یہ من جانب شیطان نہ تھا ——— تو پھر کہیں یہ وعدہ ان کی "مہربان انگریزی سرکار" نے تو نہیں کیا تھا جو پورا نہ ہوا ——— بہر حال جو ہوا سو ہوا ——— لندن مشن تو پورا ہو گیا ——— چلئے قصہ تمام ہوا ——— !!!

خس کم جہاں پاک

اس طرح انگریزی پالیسی کی بھینٹ چڑھ کر اقتدار کے ——— "بھوتوں" نے ——— "شہید" ——— کا لقب تو پا ہی لیا ؎

وہ وہابیہ نے جسے دیا ہے لقب شہید ذبیح کا

وہ "شہید لیلیٰ نجد تھا" وہ ذبیح تیغ خیار ہے

بہر حال یہ تھا سو تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ صلیب کی بھینٹ چڑھکر وہ

نہ غازی رہا نہ شہید ــــــ وہ تو کھلا قاتل ہوا اور قتیل ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

انگریزی جہاد کے
خاطر خواہ نتائج

غارتگر چمن سے عقیدت تھی کس قدر
شاخوں نے خود اتار دیئے اپنے پیرہن

بہر حال اس کے بعد ہندوستان میں اب انگریز کا کوئی مد مقابل نہ رہا تھا جو مغلیہ سلطنت کو بچانیکے لئے غاصب انگریز کی عیارانہ سیاست کے خلاف نظری، فکری اور عسکری مورچہ لگاتا اس طرح انگریز کے تراشیدہ "اسمٰعیلی جہاد" کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے ——— !

——— چنانچہ اس طرح ہندوستان کے شمال مغرب میں حریت پسند اور "جنگجو سرحدی پٹھانوں" کا زور ٹوٹا۔

——— اسی کے ساتھ پنجاب کی ابھرتی ہوئی "سکھ طاقت" کمزور ہو کر انگریز کے زیر دام آگئی۔

——— مزید یہ کہ ہندوستان کے دوسرے علاقے لڑاکو مسلمانوں سے خالی ہوتے چلے گئے۔ اور انگریز چاہتا بھی یہی تھا ! اس طرح سارے ہندوستان پر مکمل قبضہ کرنا انگریز کے لئے آسان اور بہت آسان ہو گیا چنانچہ جب ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی چھڑی تو انگریز بہادر کے لئے میدان صاف تھا ——— بقول ڈاکٹر عاشق حسین :-

"جنوب میں مرہٹوں اور ٹیپو سلطان کی طاقت فنا ہو چکی تھی ادھر شمال میں سکھوں کا زور توڑا جا چکا تھا۔ لے دے کے یہ مغل شاہنشاہیت کا ٹمٹاتا ہوا چراغ باقی تھا جس کی موجودگی برطانوی اقتدار کی آنکھ میں کانٹا بن کر کھٹک رہی تھی۔"

(کتاب ۱۸۵۷ء کوائف و صحائف صہ ۵۵)

عذارانِ ملک و ملت کے طفیل وہ کانٹا بھی نکل گیا چنانچہ ہندوستان میں جب جنگ آزادی چھڑی تو بھی وہابی مجاہدین جو سرحد میں مسلمانوں کو

بھیڑیوں کی طرح چیرتے پھاڑتے پھرتے تھے اب گیدڑ کی طرح دبک کر کونے میں بیٹھ رہے! ـــــ جی ہاں! دینی حمیت اور ملی غیرت جب رخصت ہو جاتی ہے تو ایسا ہی ہوتا ہے چنانچہ وہابی مجاہدین کی غداری کی یہ داستانِ بے حیائی ان کے اپنے مؤرخ کے نوک قلم سے پھوٹ پڑی اور تاریخ آزادی کی پیشانی کا بدنما داغ بنکر ابھری چنانچہ ـــــ مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں :ـ

"اسی دوران ۱۸۵۷ء کا پر آشوب حادثہ پیش آیا اور مجاہدین معاونین ایک ـــــ "دینی (وہابی) نظام" ـــــ سے وابستہ ہونے کی وجہ سے اس ـــــ "قومی لڑائی" ـــــ میں ـــــ "غیر جانبدار" ـــــ رہے ـــــ"!

(ہندوستان میں پہلی اسلامی تحریک ص۴۹)

سورج کا رخ بدلتے ہی خود بھی بدل گیا
کیسا فریب سایۂ دیوار دے گیا

سن لیا آپ نے؟ ـــــ وہابی مجاہدین اس ـــــ "قومی لڑائی" ـــــ میں "غیر جانبدار رہے ـــــ بھلا کیوں غیر جانبدار نہ رہتے ـــــ آخر وفاداری بھی تو کوئی چیز ہے خواہ وہ انگریزوں ہی سے سہی ـــــ غنڈہ گردی کے بھی تو کچھ اصول ہوتے ہیں ـــــ

چنانچہ وہابی مجاہدین ان اصولوں کے پابند رہے ـــــ اور قانون غداری پر سختی سے کاربند رہے ـــــ اور پھر یہ تو وہابی مذہب کا فریضہ اور وہابیوں کے ـــــ "دینی نظام" ـــــ کا تقاضہ بھی تھا جس کی طرف وہابی مؤرخ نے ارشاد کیا ہے چنانچہ اس "دینی نظام"

کے قربان جائیے جو ـــــ بد دینوں ـــــ کے ساتھ ملکر اپنے ۔ دینی بھائیوں ـــــ کا قتلِ عام کرائے ـــــ اور مسلمانوں کے اس قتلِ عام کا اعتراف کرتے ہوئے ذرا نہ شرمائے بلکہ اپنے کرتوتوں پر اترائے ـــــ اور اس ـــــ کردار کو اپنی کتابوں میں فخریہ بیان کرتا چلا جائے اور ذرا نہ ہچکچائے ـــــ!

ـــــ مگر انگریز دوستی کے بہر حال گن گائے ـــــ اور ـــــ "قومی لڑائی" ـــــ میں اپنے اسی انگریز نواز ـــــ "دینی نظام" ـــــ کے سبب ـــــ "غیر جانبدار" ـــــ ہو کر ایک طرف بیٹھ جائے۔

پتی پتی ڈالی ڈالی کوس رہی ہے موسم کو
لیکن اپنے باغ کا مالی ان باتوں کا عادی ہے

وہابیت کی سدابہار

خباثت

مقامات فکر و نظر کون سمجھے
یہاں لوگ نقش قدم دیکھتے ہیں

تاریخ گواہ ہے کہ اسمٰعیلی جہاد کی ناکامی کے تقریباً پندرہ سال بعد جب ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی چھڑی تو ہندوستان بھر میں حریت پسندوں نے حالانکہ انگریزی اقتدار کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی انتہائی جد وجہد کی حتیٰ کہ جان نثارانِ ملک وملت نے اپنی جان ومال سب داؤ پر لگادیا آزادی کے پروانوں نے شمع آزادی پر قربان ہو جانے ہی کو معراج حیات جانا ——— اب کامیابی بالکل قریب نظر آرہی تھی لیکن وہابیوں کی ملک وملت سے غداری انگریز کے کام آئی چنانچہ خود وہابی مؤرخ اعتراف کرتے ہیں کہ:۔

اگر سید احمد شہید کی جماعت انگریز دشمن ہوتی تو یہ موقع اس جماعت کے لئے انگریزوں کے خلاف کھڑے ہونے کا بہترین تھا۔

(مقالات سرسید حصہ شانز دہم بر حاشیہ)

ملک وملت کی حمایت میں، انگریزوں کے خلاف کھڑے ہونے کا یہ ——— "بہترین موقع" ——— تو ——— "بہترین لوگوں" ——— کے لئے تھا ——— "بدترین لوگوں" ——— کے لئے تو ——— وہابیت کے اس ——— "خاص نظام" ——— کی ابلیسی ہدایات پر عمل کرنا ضروری تھا چنانچہ اس خاص ——— "دینی نظام" ——— کا یہ وصف بھی ان کے اپنے مداحین کی زبانی سنئے چنانچہ وہ سب بیک جنبش قلم لکھتے چلے جاتے ہیں:۔

"آپ (سید احمد) کی سوانح عمری اور مکاتیب میں بیس سے زیادہ مقامات ایسے پائے گئے ہیں جہاں

کھلے اور اعلانیہ طور پر سید احمد صاحب نے
بدلائل شرعی ـــــ اپنے پیرو لوگوں کو سرکار انگریزی
کی مخالفت سے منع کیا ہے"۔
(سوانح احمدی مؤلفہ مولوی محمد جعفر تھانیسری۔ حیات طیبہ ص۱۵۹
ترجمان وہابیہ مطبوعہ امرتسر ص۲۱ از نواب صدیق حسن خاں)

نیز اس سے پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ وہابی اپنے ایک خاص ـــــ "دینی نظام" ـــــ کے تحت "قومی لڑائی" میں ـــــ "غیر جانبدار" ـــــ رہے اور اب یہاں لکھتے ہیں کہ ـــــ "بدلائل شرعی" ـــــ انگریزوں کی مخالفت سے باز رہے! ـــــ وہابیوں کی "غیر جانبداری" ـــــ اور ـــــ "دلائل شرعی" ـــــ نے قومی لڑائی میں شریک نہیں ہونے دیا اور انگریزوں کی مخالفت سے باز رکھا واہ ری غیر جانبداری اور دلائل شرعی بہر حال وہابی مؤرخین کے ذہن کی سنڈاس سے نکلی ہوئی یہ متعفن تحریریں تاریخ کے اوراق پر غلاظت کی طرح بکھری پڑی ہیں۔

اس سلسلے میں ہم کیا کہہ سکتے ہیں سوائے اس کے کہ ـــــ یہ غلاظت مرغوب ہی تھی تو وہابی مؤرخین شوق سے تناول فرماتے ـــــ مگر خواہ مخواہ بیچاری ـــــ "شریعت" ـــــ کو تو اس میں نہ سانتے! ان بزرگ گدھوں کو کون سمجھاتا کہ ـــــ انگریز آقا کی غلامی کرنا ہی تھی تو ضرور کرتے لیکن ـــــ "بدلائل شرعی" ـــــ اس "نمک خواری" کو جائز تو قرار نہ دیتے! ـــــ مگر کیا کیا جائے کہ دین کے نام پر دنیا کمانیوالوں کا یہی طریقہ کار رہا ہے۔

ـــــ چنانچہ وہابیہ نے انگریز کا ساتھ دیا تو

______ بدلائل شرعی ...... دیا!

______ سنی مسلمانوں کا قتل عام کیا تو ______

بدلائل شرعی ______ کیا!

______ مقتول مسلمانوں کا مال واسباب لوٹا تو ______

بدلائل شرعی ______ لوٹا!

______ مجبور مسلمانوں کی بیٹیوں لڑکیوں سے نکاح

کے نام پر ______ "زنا بالجبر" ______ کا جرم کیا تو بھی ______

بدلائل شرعی ______ کیا!

اور اب ہندوستانی مسلمانوں کی "قومی لڑائی" میں شرکت سے اجتناب فرمایا تو بھی شرعی دلائل کے پردے میں اس جرم کو چھپایا گویا وہابیہ اپنی خود ساختہ شریعت کے قومی دلائل کے بغیر تو کوئی "گندا" کام کرتے ہی نہیں پھر بھلا "قومی لڑائی" جیسی "پاکیزہ تحریک" میں وہابی شریعت کی اجازت کے بغیر کیسے شریک ہو جاتے؟ ظاہر ہے کہ وہابی شریعت میں ہر پاکیزہ چیز حرام ہے ______

اور پھر انگریز سے وفاداری کا بھی لحاظ اور پاس تھا ______ آخر شریعت میں نمک حلالی بھی تو کوئی چیز ہے اس طرح انگریز آقا ناراض نہ ہو جاتے ______

اگر اس قومی لڑائی میں شرکت کا ارتکاب کرتے تو وہابیہ کی ______

"پشتینی کاسہ لیسی" ______ اور ______ "آبائی غلامی" ______ پر حرف نہ آجاتا ______ آخر وضعداری بھی تو کوئی چیز ہے ______

اپنی اسی وضعداری اور نمک حلالی کا لحاظ کرتے ہوئے پورے ہندوستان پر انگریزوں کو مکمل قبضہ جمانے کا سنہرہ موقع جماعت مجاہدین نے خود ہی بہم پہنچایا ______

چنانچہ اپنی ان مساعئ خبیثہ کے عوض انگریز سرکار سے انہیں" وظیفہ غداری،، بھی ملا کرتا تھا ——— جی ہاں! ——— بلکہ ہندوستان پر انگریزوں کا قبضہ مکمل ہو جانے کے بعد بھی جماعت مجاہدین کے سرگرم کارکنوں کا یہ" وظیفہ خونخواری،، جاری رہا ——— !

جی ہاں! ——— وہابیہ کی انگریزی وظیفہ خوری کے سلسلہ میں مولوی اشرف علی تھانوی سے بڑھکر بھلا اور کس کی شہادت معتبر ہو سکتی ہے کہ وہ گھر کے آدمی ہیں۔

اب مرے رازِ محبت کا خدا حافظ ہے
تبصرے اس نگۂ ناز تک آپہنچے ہیں

گھر کی گواہی

چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی بھانڈا پھوڑتے ہیں:-

"مولانا شاہ اسحٰق صاحب کا واقعہ ہے کہ جب گورنمنٹ انگریز کا تسلط ہوا تھا شاہ صاحب کا جو وظیفہ (انگریز سرکار کی طرف سے) مقرر تھا وہ جاری رکھا گیا"

(افاضات الیومیہ صد ۹۶ مطبوعہ تھانہ بھون)

اس طرح وہابی دیوبندی سرداران جماعتِ مجاہدین کا وظیفہ غداری بھلا کیوں نہ جاری رہتا آخر انگریز سرکار کو ہندوستان کی زرخیز سرزمین پر اپنا غاصبانہ قبضہ قائم رکھنا تھا جس کے لئے انہیں وہابی غداروں کی حمایت درکار تھی

بس ثابت ہوا کہ یہ غداران ملک وملت ہندوستان پر انگریزی تسلط سے پہلے بھی . بطور رشوت ——— وظیفہ غداری ——— پاتے تھے ———
اس طرح انگریزی قبضہ مکمل ہو جانے کے بعد بھی ——— انعام واکرام

ــــــــ کے طور پر ــــــــ "وظیفۂ فرمانبرداری" ــــــــ سے نوازے جاتے تھے ــــــــ اور لطف یہ کہ اپنی اس غداری پر ذرا انہیں شرماتے تھے!
ــــــــ بلکہ آج بھی فخریہ طور پر اعتراف کرتے چلے جاتے ہیں ــــــــ آپ جانتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے ــــــــ؟ وہابی مبلغین و مجاہدین ــــــــ "وہابیت" ــــــــ کی ترویج و ترقی کے لئے انگریزی حمایت کو ازبس ضروری جانتے تھے ــــــــ چنانچہ سر سید احمد خاں بھی اعتراف کرتے تھے:۔

"انگلش گورنمنٹ خود اس فرقے کے لئے جو
"وہابی" ــــــــ کہلاتا ہے ــــــــ ایک ــــــــ رحمت
ــــــــ ہے!"

(مقالات سر سید ص ۱۸۹-۲۱۲)

"انگلش گورنمنٹ" ــــــــ "وہابی فرقے" ــــــــ کے فروغ کے لئے جب "رحمت" بھی رحمت ثابت ہو تو پھر بھلا ــــــــ "قومی لڑائی" میں شرکت کی "زحمت" گوارہ کون کرے! ــــــــ

دوسری طرف وہابیت کے فروغ سے خود انگلش گورنمنٹ کو بھی بڑی تقویت پہنچ رہی تھی ــــــــ جی ہاں! ــــــــ اس طرح انگریز سرکار کے "وفاداروں" اور "جاں نثاروں" کا ایسا مضبوط گروہ تیار ہو رہا تھا جس میں اس گروہ کے ــــــــ "امام ربانی" ــــــــ "طبیب روحانی" ــــــــ "دلبر جانی" ــــــــ "پیرو مرشد" ــــــــ "عالم و فاضل" ــــــــ اور ــــــــ "حافظ و حاجی" ــــــــ اور ان کے ماننے والے سارے ــــــــ "پاجی" ــــــــ شامل ہو گئے! ــــــــ جی ہاں! ــــــــ اگر یقین نہ آئے تو انگریز پر جاں نثاری و فداکاری کی یہ داستان بے ایمانی آپ

خود انہی کی زبانی سن لیجیے چنانچہ :-

"ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی (یعنی رشید احمد گنگوہی) اپنے رفیق جانی مولینا قاسم العلوم (یعنی مولوی قاسم نانوتوی) اور طبیب روحانی اعلیٰ حضرت حاجی صاحب ونیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے کہ بندوقچیوں (یعنی جنگ آزادی کے مجاہدین) سے مقابلہ ہوگیا ____ یہ نبرد آزما جتھا اپنی (انگریز) سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پرا جما کر ڈٹ گیا اور سرکار پر جاں نثاری کے لئے تیار ہوگیا ____ اللہ رے شجاعت و جوانمردی کہ جس ہولناک منظر سے شیر کا پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہو جائے وہاں چند فقیر ہاتھوں میں تلواریں لئے جم غفیر بندوقچیوں کے سامنے ایسے جمے رہے گویا زمین نے پاؤں پکڑ لئے ہیں چنانچہ آپ پر فیر ہوئیں اور حضرت ضامن زیر ناف گولی کھا کر ____ "شہید" ____ بھی ہوئے۔"

(تذکرۃ الرشید ص۷۵ ج ۱)

یہاں انگریز کی حمایت میں ____ "شہید" ____ ہوئے اور وہاں سرحد میں بھی انگریز کا جہاد میں ____ "شہید" ____ ہوئے

تلاش ہے کئی چہروں کی کارواں میں مجھے
اس انتظار میں ہوں کم ذرا غبار تو ہو

اس طرح کا ۔ وانِ دیوبند اپنے سارے عملے سمیت انگریز کی خیر خواہی میں لگا ہوا تھا ! جی ہاں ! :۔

" جیسا کہ آپ حضرات اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تا زیست خیر خواہ ہی ثابت رہے "

(تذکرۃ الرشید ص۷۹)

چنانچہ اب یہ تاریخی حقیقت کھل کر سامنے آچکی ہے کہ ———— " وہابی لوگ " ———— اپنی انگریز سرکار " ———— کے شروع سے آخر تک خیر خواہ رہے ہیں ———— اسی لئے برٹش راج کے زیر سایہ پھلتے پھولتے اور ترقی کرتے رہے ہیں۔

حاشیہ ۱:۔ انگریزی راج میں ترقی کرتے کرتے وہابی ہر انگریزی دفتر اور سرکاری محکمے

بقیہ حاشیہ ۱:۔ پر چھا گئے ———— کالجوں یونیورسٹیوں لائبریریوں جاسوسی محکموں ———— کچہریوں ———— عدالتوں ———— کمشنریوں غرضیکہ ہر جگہ بڑی بڑی آسامیوں پر وہابی براجمان ہو گئے اس کے دور رس ثمرات وہابی آج بھی بٹور رہے ہیں چنانچہ آج بھی ہر بڑی سے بڑی اور اونچی سے اونچی پوسٹ پر وہابی ہی وہابی بیٹھے نظر آتے ہیں ان کو حکومت کی طرف سے ہر قسم کی مراعات پہلے بھی حاصل رہی ہیں اور اب بھی حاصل ہیں۔ ان کی جڑیں بہت گہری اور ان کی تنظیمیں بڑی فعال ہیں ! ان کے مقابلے میں عوام اہلسنت ہر جگہ اکثریت میں ہوتے ہوئے در بدر سرکاری محکموں میں ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں ان کی کوئی ہمہ گیر فعال تنظیم نہیں ! انہیں اتحاد و یکجہتی کا فقدان ہے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے

مگر یہ حقیقت !

اس کی وجہ یہ ہے کہ اہلسنت شروع سے ملک و ملت کے وفادار اور انگریزوں سے برسرِ پیکار رہے ——— چنانچہ حکومت ان کے خلاف اور حاکم وقت انکا دشمن رہا ——— نیز اہلسنت آزاد و خود دار ہونے کے سبب منافقت و خوشامد سے خاص انہیں کبھی رام نہ کر سکے اور اپنی دینی حمیت کے سبب نہ کبھی ہندوؤں کو رام رام اور پرنام کرنے پر آمادہ ہوئے بلکہ ان ہر دو نجس قوموں سے ہمیشہ دور دور رہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے دنیاوی کاموں میں ہمیشہ پریشان و مجبور رہے۔

چونکہ اہلسنت ہر جگہ بھاری اکثریت میں ہیں اس لئے انہیں اتحاد کا فقدان ہے یہی وجہ ہے کہ آج تک ان میں "اجتماعی تنظیم" کی کوئی صورت پیدا نہ ہو سکی ——— پھر اکثریتی جماعتوں کے ساتھ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے ——— چنانچہ اہلسنت ہمیشہ انتشار و خلفشار کا شکار رہے ہیں ——— جبکہ ان کی مخالفت میں وہابی فرقہ ذلیل اقلیت میں ہونے کے باوجود اندرونی طور پر نہایت منظم و مستحکم ہے اور بیرونی طور پر یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس سے کسی کو مجالِ انکار نہیں ! ـ چنانچہ :-

"انگلش گورنمنٹ خود اس فرقے کے لئے جو "وہابی" کہلاتا ہے ایک رحمت ہے جس آزادیٔ مذہب سے انگلش گورنمنٹ کے سایۂ عاطفت میں رہتے ہیں دوسری جگہ میسر نہیں ہندوستان ان کے لئے دارالامن ہے"

(مقالات سرسید ص ۱۸۹-۲۱۲ ج : ۹)

چونکہ ہندوستان ——— وہابی فرقے ——— کے لئے ——— "دارالامن" ——— تھا اسی لئے یہاں ——— "انگلش گورنمنٹ کے سایۂ عاطفت میں" ——— رہتے ہوئے "وہابیت" نے خوب ترقی کی

——— وہابیت کے فروغ کے لئے وہابی تنظیمیں اندرونی وبیرونی طور پر بڑی فعال تھیں ——— اور پھر انگریزی حکومت وقت بھی وہابیوں کے کاموں میں معاون ومددگار تھی اس لئے وہابیت کا زہر ملت اسلامیہ کے رگ وریشے میں بڑی سرعت سے سرائیت کئے چلا جارہا تھا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں علماء اہلسنّت کا کردار

ایسے نازک موقع پر علماء اہلسنت سر سے کفن باندھ کر وہابیوں اور انگریزوں دونوں کے مدمقابل آئے چنانچہ وہابیہ کے مقابلہ میں آنے والے علمائے اہلسنت اور مجاہدین آزادی حکومت وقت کے مغضوبین ومخالفین میسر تھے ——— جی ہاں یہ تاریخی حقیقت بھی وہابی

بقیہ حاشیہ ۱: ـ اسے دنیا کی وہابی سلطنتوں کی مالی امداد اور نظریاتی آشیرباد بھی حاصل ہے۔ (مؤلف)

مؤرخین ہی سے سنئے :۔

"۱۸۵۷ء میں پورے جوش کے ساتھ انگریزوں کے خلاف جنگ میں حصہ لینے والے وہ سب کے سب علمائے کرام شامل تھے جو عقیدۃً حضرت سید احمد اور حضرت شاہ اسمٰعیل کے شدید ترین دشمن تھے (یعنی علمائے اہلسنت وجماعت) اور جنہوں نے شاہ اسمٰعیل کے رد میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور اپنے شاگردوں کو لکھنے کی وصیت کی ہے ———"

(مقالات سرسید حصہ شانزدہم بر حاشیہ)

ان آنکھوں سے کیوں صبح کا سورج ہے گریزاں
جن آنکھوں نے راتوں میں ستاروں کو چنا ہے

سنا آپ نے؟ —— انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی میں حصہ لینے والے سب کے سب علمائے کرام عقیدۃً سُنّی المذہب تھے۔ اور مسلکِ شاہ اسمٰعیل کے شدید ترین دشمن تھے ——— سنئے وہ علماء اہلسنت اور مجاہدین آزادی ہیں :۔

شیر اسلام مجاہد کبیر حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی، امام الہند مولینا شاہ رضا علی خان صاحب بریلوی رئیس المجاہدین سید احمد اللہ شاہ مدراسی۔ امیر المجاہدین مولوی سرفراز علی شاہجہانپوری، شہید آزادی امام بخش صہبائی۔ مفتی سید کفایت علی کافی مرادآبادی، مفتی عنایت احمد کاکوروی۔ عاشق رسول مولوی عنایت علی بریلوی۔ حکیم سعید اللہ قادری۔ مولینا رحمت اللہ کیرانوی۔ مولینا سید عبدالجلیل علیگڑھی۔ مولینا فیض احمد بدایونی وغیرہ ——— جن کے ملکی ملی، دینی، علمی اور عملی کارنامے تاریخ کا روشن باب ہیں۔

(تفصیلات کے لئے دیکھئے: ماہنامہ ترجمان اہلسنت، جنگ آزادی نمبر جولائی ۱۹۷۵ء، ۲۷ محمدی مینشن ماسٹن روڈ کراچی)

صورتِ شمع تیری بزم میں جلتے ہیں مگر
پھر بھی ہم رونق محفل نہیں ہونے پائے

یہ حضرات حریت کے وہ بطل جلیل ہیں جن کی مقدس قربانیوں کے بعد ہی صبح آزادی کا رخ روشن نظر آیا ہے لیکن تاریخ کی ستم ظریفی دیکھئے کہ آج کے عام پڑھے لکھے نوجوان کو یہ بات معلوم ہی نہیں کہ ؎

بہتے ہیں کتنے ستاروں کے اشک آخر شب
سحر کا ہنستا ہوا آفتاب کیا جانے

بے مہر صاحب کی تاریخی

نعیانے

بے آب آئینوں کو اِک آب بخشدی
ہم بے ہُنر تھے ہم نے یہ کارِ ہُنر کیا

حریت و آزادی کے روشن آفتاب پر گرد و غبار اڑانے والے نام نہاد مؤرخین وہابیہ کے سر خیل ــــــ غلام رسول مہر ہیں جنہوں نے ملک و ملت کے جیالوں اور حریت و آزادی کے متوالوں کی کردار کشی کی ہے۔ اس میں مقابلے میں اپنے دجل و فریب کو کام میں لاتے ہوئے اپنی مہربان انگریزی سرکار سے وہابیہ کے کمانڈر انچیف اسمٰعیل دہلوی کو برسرِ پیکار ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ ــــــ نیز اسی کے ساتھ ساتھ سرحدی پٹھانوں کے خلاف اپنے انگریزی جہاد کو ــــــ جہاد فی سبیل اللہ ــــــ قرار دیا اور اس کا خوب پروپیگنڈا کیا۔ حالانکہ اسمٰعیلی لشکر کے جملہ شریکِ سفر، ہمعصر اور ہم فکر تذکرہ نگار مثلاً ــــــ مولوی محمد جعفر تھانیسری، اور مرزا حیرت دہلوی وغیرہ سب بیک زبان اعلان عام کر رہے ہیں کہ ــــــ "اسمٰعیل اینڈ کمپنی" ــــــ کا اپنی سرکار انگریزی کی عملداری میں "فتنہ و فساد" برپا کرنے کا قطعاً کوئی ارادہ نہ تھا وہ (انگریز کی) اس آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے جس میں وہ بلا روک ٹوک ہر جگہ دندناتے پھرتے تھے اور ــــــ "اپنی مہربان و رحمدل انگریز سرکار کے خلاف اٹھنے والی ہر شورش سے مقابلہ کرتے کا حوصلہ رکھتے تھے۔ ان تمام حالات کے پیش نظر بھلا

" تجھ سے میں کس طرح اظہارِ عقیدت کرتا
لفظ سوچے تو معانی نے بغاوت کر دی"

اور تو اور خود "ترجمان وہابیہ" بھی اپنی مخالفت میں گواہی دینے پر مجبور ہوا چنانچہ اس نے لکھا:۔

"تقویت الایمان مؤلفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی ہے اس میں ذکر ردِ شرک و بدعت کا ہے ــــــ کہیں وہابیوں کا اور ــــــ "مسئلہ جہاد" ــــــ کا پتہ بھی نہیں۔

"نہ انہوں نے سرکار انگریزی سے کبھی جہاد کیا اور نہ
ہندوستان میں فتوئے جہاد کا دیا ———— "
("ترجمان وہابیہ" از نواب صدیق حسن خاں بھوپالی ص ۲۵)

لیکن بے مہر وہابی مؤرخ پھر بھی تاریخ کے منہ پر تھوکے جارہا ہے ——
اپنے ممدوح کی سیاہ کاریوں کو چھپانے کے لئے تاریخ کے چہرے پر کالک لگا رہا ہے۔
تاریخ ملک وملت میں اس سے بڑا فراڈ شاید کبھی نہ کھیلا گیا ہو گا جو مکروہ ڈرامہ
"بے مہر" مؤرخ وہابیہ نے تاریخ ہند میں کھیلا ہے! حالانکہ اس سے پہلے ان کے
اپنے سارے ہی مستند مصنف، محقق اور مؤرخ کھل کر اعتراف کر چکے ہیں کہ:۔

"ان کے معصروں کے بیانات کی موجودگی میں اب گیارہ برس
کے بعد یہ کہنا کہ ———— "نہیں! حضرت شہید انگریزوں
کے خلاف جہاد کا عزم بالجزم رکھتے تھے" ————
ایک ایسا ہی دعویٰ ہے جو اپنے ساتھ کوئی عقلی یا نقلی
دلیل نہیں رکھتا ———— "!

(حاشیہ مقالات سر سید شائع دہم ص ۲۴۹ مزید تفصیلات کے لئے دیکھئے
حیات طیبہ ص ۲۴۴)

تاریخ کے ان انمٹ نقوش کی موجودگی میں ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ:۔

"راہ ہو ٹھیک نہیں ہوتی ہے اندھی تقلید
سوئے رہبر بھی سوئے راہگذر بھی دیکھو"

بہرحال سچی بات کبھی نہ کبھی منہ پر آ ہی جاتی ہے چنانچہ غلام رسول مہر کو آخر
یہ بے مہر خیانتوں کا اعتراف کرنا ہی پڑا:۔

"میں مجاہدین کی شان و آبرو کو بہرحال قائم رکھنے کا مدعی

ہوں اگرچہ وہ سابقہ بیانات کے عین مطابق نہ ہو"

(افادات مہر۔ مرتبہ ڈاکٹر شیر بہادر خان صـــ ۲۳۱)

کچھ سمجھے آپ؟ ــــــ یہ مہر صاحب کہنا یہ چاہتے ہیں کہ

میں "بے آبرو مجاہدین" کی ــــــ آبرو ــــــ ہر حال میں قائم رکھنے کا "مدعی" ہوں خواہ مخواہ یہ جھوٹی شان اور غلط آن سابقہ تاریخی بیان کے خلاف ہی کیوں نہ ہو ــــــ چنانچہ ظالم نے اپنا کہا سچ کر دکھایا ــــــ مسلمہ تاریخی حقائق کو توڑ مروڑ کر اپنے ذاتی نظریے کے مفاد کی بھینٹ چڑھا دیا ــــــ

یوں داستان بالاکوٹ لکھ کر تاریخ کو مسخ کر ڈالا۔

لعنت اللہ علی الکاذبین ۰

ایک مغالطہ کا ازالہ

_____ سید احمد بریلوی کے قریب ترین معاصر اور تحریک مجاہدین کے ایک سرگرم کارکن جعفر تھانیسری تھے وہ ایسے بے لچک شخص تھے کہ ان کی صاف گوئی پر سارے ہی وہابی مؤرخ متفق ہیں وہ اعتراف کرتے ہیں کہ:۔

"سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کا ہرگز ارادہ نہ تھا"

لیکن سید صاحب کے انجہانی ہوجانے کے سو ڈیڑھ سو سال بعد اب یہ بات بتائی جارہی ہے کہ _____ سکھوں سے نبٹ لینے کے بعد سید احمد کا۔ انگریزوں سے جہاد کا ارادہ تھا _____ !

قارئین اب اس کا خود ہی فیصلہ کرلیں کہ ان دونوں میں سے کون سی بات سچی ہے _____ ایک شخص سید احمد کا قریب ترین معاصر مؤرخ تھا۔ _____ اور دوسرے ڈیڑھ سو سال بعد کے آج کے چھٹ بھئے مؤرخ _____ ابوالحسن علی ندوی، پروفیسر ایوب قادری اور غلام رسول مہر ہیں _____ اب کس کی بات مانی جائے؟ _____ کس کی شہادت معتبر ہے؟

اب سب کو چھوڑیئے _____ چلئے خود سید احمد بریلوی ہی سے پوچھ لیتے ہیں کہ جناب آپ انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے کا اپنے دل میں ارادہ رکھتے تھے یا نہیں؟ _____ ؟ _____ ؟

لیجئے وہ خود جواب دے رہے ہیں:۔

"ہم صرف لمبے بالوں والے سکھوں سے مقابلہ کا ارادہ رکھتے ہیں نہ کہ کلمہ گویان اسلام اور سرکار انگریزی سے

جس نے اپنی مسلمان رعایا کو ان کے مذہبی معاملات
میں آزادی دی ہوئی ہے۔

(سوانح احمدی، مطبوعہ انبالہ ص۱۱۵)

سن لیا آپ نے سید احمد انگریزوں سے ـــــ مقابلہ کا ارادہ ـــــ
رکھتے تھے ـــــ یہ کوئی ڈھکا چھپا نہیں بلکہ ان کا مشہور و معروف بیان ہے
جس کی نقلیں باقاعدہ خط کی صورت میں سید احمد بریلوی نے ۱۸۲۳ء میں آس پاس کے
علاقوں میں روانہ کر دی تھیں جو ریکارڈ پر موجود ہیں (اس کے بعد کوئی نیا بیان کوئی نیا
ارادہ ان کا سامنے نہیں آتا کیونکہ اس بیان کے چند ماہ بعد ہی ۱۸۳۱ء میں سید احمد بریلوی
مقتول ہو گئے اور نہ اس سے پہلے حج پر روانگی سے قبل ہی سید احمد کا انگریزوں کے
خلاف جہاد کرنے کا کوئی ارادہ تھا۔

(بقول سید احمد کے بھانجے مولوی سید محمد علی ـــــ دیکھیے ان کی
خود کی تصنیف ـــــ "مخزن احمدی")

اب ڈھیٹ لوگوں کے سامنے کہاں تک حقائق پیش کیے جائیں بہر حال ـــــ
ـــــ ان دلائل و براہین کے علاوہ جعفر علی کی تالیف ـــــ منظورۃ السعداء
بھی شاہد ہے کہ مقتول ہونے سے چند ماہ پہلے جو مکتوب سید احمد بریلوی نے
لکھوایا تھا اس میں بھی یہی لکھا تھا کہ ـــــ سرکار انگریزی سے ان کا جہاد
کرنے کا کوئی ارادہ نہ تھا ـــــ!

گویا اپنی تحریک کے آغاز سے اختتام تک کسی موقع پر بھی تو سید احمد کے
دل میں یہ خیال نہ آیا کہ انگریز سرکار سے جہاد کیا جائے جس پر ان کی خود کی تحریریں
خطوط اور اقوال گواہ ہیں۔ لیکن غلام رسول جیسے بے مہر مؤرخین کی فنکاری دیکھیے کہ
اتنے عرصۂ دراز کے بعد آج ڈیڑھ سو سال مردے کے سڑے دماغ میں یہ خیال

ٹھونس رہے ہیں کہ سکھوں سے نبٹنے کے بعد ان کا ارادہ انگریزوں سے جہاد کرنیکا تھا اور ضرور تھا اس پر سوائے اس کے اور ہم کیا کہہ سکتے ہیں کہ غنڈہ گردی کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں لہٰذا قلم کے ڈاکو اگر کسی بے ضمیر غدر اعظم سے اپنی اندھی عقیدت رکھتے ہیں تو ضرور رکھیں مگر تاریخ کو تو نہ بدلیں ــــــــ حقائق کو تو مسخ نہ کریں۔ سچائی کے منہ پر تو نہ تھوکیں!

تاریخ کا المیہ

انہیں کے نام سے منسوب ہے بہارِ چمن
جو لوگ واقفِ آدابِ رنگ و بو بھی نہیں

واضح دلائل سے ثابت ہو چکا ہے کہ "ننگ دین اسمٰعیل دہلوی"۔ ——— اور ——— "ننگ وطن سید احمد بریلوی"۔ شروع سے آخر تک انگریز کے وفادار نمک خوار اور کفش بردار رہے ہیں ہندوستان میں انگریزی اقتدار کو مضبوط و مستحکم کرنے میں ان غداروں نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ——— سکھوں کے خلاف ان کا ——— "نعرۂ جہاد" ——— بھی انگریزی سیاست کا کرشمہ اور محض ایک نمائشی ڈرامہ تھا جو انگریزوں ہی کے ڈائریکشن میں ہندوستان کے اسٹیج پر کھیلا گیا۔

تاریخ کا المیہ یہ ہے کہ زود فراموش قوم کے سامنے ملک و ملت کے انہی غداروں کو آج ——— "مجاہدین فی سبیل اللہ" ——— اور ——— "جلیل القدر ولی اللہ" ——— کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے ——— !

انہی دین فروشوں کے سر پر ——— "اسلامی نشأۃ ثانیہ" کا زریں تاج سجایا جا رہا ہے! اس طرح انگریز کے پٹھوؤں ہی کو اب ——— "تحریک آزادی کا ہیرو" ——— قرار دیا جا رہا ہے ——— !

مسلمانوں کے سفاک قاتلوں ہی کو آج "مجاہد اسلام کے خطاب سے نوازا جا رہا ہے۔ اسلام دشمن، غداران وطن ہی کو اب اسلامی حکومت کا محرک ٹھہرایا جا رہا ہے ——— !!

پہنچے وہ لوگ مرتبہ کو کہ مجھے
شکوۂ بخت نارسا نہ رہا۔

تاریخ کی بدنصیبی دیکھئے کہ انہیں غداران ملک و ملت کو "احیاء اسلام کا علمبردار قرار دیا جا رہا ہے جن کے کرتوتوں سے اسلامی وقار خاک میں ملا مسلمانوں کی آبرو پامال ہوئی اس سے بڑھ کر ستم اور کیا ہوگا کہ ——— تمام اسلامی تحریکوں کی ڈور خونخوار اسمٰعیل دہلوی کی "شمشیر مسلم کش کے خون آشام دستے سے

باندھی جارہی ہے اور یہاں تک لکھا جارہا ہے کہ اس بیداری ہی کی وجہ سے پاکستان بنا ــــ!

اور ہو یہ رہا ہے کہ پرائمری اسکول کی نصابی کتب سے لیکر کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھائی جانے والی درسی کتابوں تک میں قلم کی یہی خرمستیاں کام کررہی ہیں۔

؎ صد حیف جن کے دم سے پریشاں ہے آدمی
سب کی نگاہ میں ہیں وہی محترم یہاں

صورت حال اب یہ ہے کہ ان "خونخواروں" کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے وہابی دانشوروں کے اجلاس اور کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں جس میں ان ــــ "غداروں کی انگریز دشمنی" ــــ کے جھوٹے قصیدے پڑھے جاتے ہیں ــــ ان کی ــــ "مسلم کش تحریک" ــــ کو ــــ "احیاء دین وملت" ــــ کی تحریک ثابت کرنے کے لئے جلسے اور سیمینار سجائے جاتے ہیں ــــ اس طرح وہابیہ کے منعقد کردہ جلسوں میں ــــ "غداران ملک وملت" ــــ کی ــــ "وطن دوستی" ــــ کے پرفریب ترانے گائے جاتے ہیں جن کو سنکر بیوقوف لوگ جھوم جھوم جاتے ہیں ــــ ــــ معلوم نہیں ؎

"یہ کس خوشی میں مناتے ہیں جشن اہل چمن
کلی کا خون ہوا ہے کلی ہنسی تو نہیں"

دن دھاڑے یہ اندھیر دیکھ کر تاریخ دوراں حیران ہے اور مؤرخ وقت پریشان! وہابیہ نے جس دلیری سے حقائق کو پامال کیا ہے اور واقعات کو دھندلا دیا ہے اسے دیکھ کر ؎

ناطقہ سربگریباں ہے اسے کیا کہیے

بہر حال اس کتاب میں جو حقائق و شواہد پیش کیے گئے ان کی روشنی میں آنے والے وقت کے کسی جرأت مند مؤرخ سے التجا ہے۔ ؎

تمام لفظ بھی اپنا حساب مانگتے ہیں
مٹا کے حرفِ غلط شہر کی دعا لیجئے

جنگِ آزادی کے روحِ رواں

مولانا فضل حق خیرآبادی

سراپا فضل —— سراپا حق —— سراپا خیر

آپ کی ولادت ۱۷۹۷ء میں خیرآباد میں ہوئی. والد بزرگوار حضرت مولانا فضل امام رحمۃ اللہ علیہ تھے اپنے زمانے کے نابغۂ روزگار اور دہلی کے صدر الصدور رہے آپ نے بڑے ناز و نعم میں پرورش پائی. حافظہ غضب کا پایا تھا چنانچہ چار ماہ کی قلیل مدت میں سارا کلام پاک حفظ کر لیا. ابھی عمر صرف تیرہ سال کی ہوئی تھی کہ تمام مروجہ علوم میں کمال حاصل کر کے مسند درس و تدریس پر بھی فائز ہو گئے اس چھوٹی سی عمر میں سارے برصغیر بلکہ ایران وغیرہ آس پاس کے ممالک میں بھی ان کی ذہانت و فطانت کا کوئی مد مقابل نہ تھا. سر سید احمد خاں لکھتے ہیں :۔

” بارہا دیکھا گیا کہ جو لوگ اپنے آپ کو یگانۂ فن سمجھتے تھے
جب ان کی زبان سے ایک حرف سنا، دعوائے کمال
کو فراموش کر کے نسبت شاگردی کو اپنا فخر سمجھتے “

(از مقالات سر سید حصہ شانزدہم ص۱۴۰)

علوم کی اس چکا چوند کے باوجود علامہ کے تقوے کا یہ عالم تھا کہ مولانا عبد اللہ بلگرامی لکھتے ہیں :۔

” اللہ کے دیئے ہوئے ہاتھی اونٹ، عمدہ قسم کے گھوڑے

امرونواہی میں اطاعت خداوندی سے نہ روکتے تھے ____
آپ ان میں سے تھے کہ تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے
ذکر میں حارج نہ ہوسکتی تھی ____ ہر ہفتہ آپ قرآن
پاک ختم فرماتے۔ تہجد کی نماز کی پابندی کرتے ____
جو نوافل پر اس درجہ مستعد ہو اس کے فرائض کا حال خود سمجھ
میں آتا ہے "

(امیر الروایات)

اسی دور میں جبکہ آپ علم و فضل اور زہد و تقوی کی بلندیوں پر فائز تھے انگریزوں کی سازش سے مسلمانوں کا انحطاط شروع ہوچکا تھا شاتم رسول مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی بدنام زمانہ کتاب ____ تقویت الایمان ص۳۵ ____ میں بے ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہاں تک لکھ مارا :-

"اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم
____ "کن" ____ سے چاہے تو کروڑوں نبی، ولی،
جن، فرشتہ، جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا
کر ڈالے "

یہ گستاخانہ کلام پڑھ کر علامہ تڑپ اٹھے ____ اس بے ادبی پر محروم ازلی اسمٰعیل دہلوی کی سخت گرفت کی اور فرمایا :-

"ایں کلام ناتمام، کاذب و دروغ و گزاف بے فروغ است"

(تحقیق الفتویٰ ص:۵۹)

نیز مولوی اسمٰعیل کی خرافات کے جواب میں ایک مدلل کتاب۔ "امتناع النظیر" لکھی جس میں آپ نے ثابت کیا کہ ____ "اوصاف کاملہ میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم

کی نظیر بالذات ناممکن ہے"۔ یہ محققانہ کتاب اپنی نظیر آپ ہے اور آجتک لاجواب ہے۔

تقویت الایمان میں جہاں ـــــ مسئلہ شفاعت ـــــ کے متعلق بیہودہ گوئی کی گئی ہے علامہ موصوف نے اس کے خلاف بھی باقاعدہ ایک کتاب ـــــ تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی ـــــ لکھی جس میں گستاخ رسول اسمٰعیل دہلوی کے متعلق فتوی دیا:۔

"اس بے فائدہ کلام کا قائل ازروئے شریعت" کافر" و
"بے دین" ہے، ہرگز مومن و مسلمان نہیں ہے۔ اسکا
شرعی حکم ـــــ "قتل" ـــــ اور ـــــ "تکفیر" ـــــ ہے"

گویا گستاخ رسول سے کسی قسم کی رعایت برتنا علامہ موصوف جانتے ہی نہ تھے پھر بھلا وہابیہ ان پر کیچڑ کیوں نہ اچھالیں علامہ کی حق شناسی اور حقیقت پسندی کا تو یہ ادنیٰ سا کرشمہ تھا کہ اردو کے عظیم شاعر حکیم مومن خاں مومن دہلوی جو بے ادبی و گستاخی کی اس طغیانی میں مولوی اسمٰعیل کی ہمنوائی کرتے ہوئے بہت دور نکل گئے تھے اور اپنے شفیق و دست علامہ فضل حق خیرآبادی کی دلآزاری کا باعث بنے تھے۔ آخر اپنے فعل پر نادم ہو کر علامہ کی حقانیت کے قائل ہو گئے۔ یار کو منانے کے لئے اپنے اندرونی جذبات کی عکاسی کرتے ہوئے یہ دلدوز غزل لکھکر علامہ کے دربار عالیوقار میں پیش کی۔ غزل کیا ہے شاعر نازک خیال نے اپنا کلیجہ کاغذ پر نکال کر علامہ کے سامنے رکھ دیا ہے ؎

ٹھانی تھی دل میں اب نہ ملیں گے کسی سے ہم
پر کیا کریں کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم
منہ سے نہ بولو تم اسے کیا کہتے ہیں بھلا
انصاف کیجئے پوچھتے ہیں آپ ہی سے ہم

بیزار جان سے جو نہ ہوتے تو مانگتے
شاہد شہادتوں پہ ترے مدعی سے ہم
لے نام آرزو کا تو دل کو نکال دیں
مومن نہ ہوں جو ربط رکھیں بدعتی سے ہم

ایک مومن ہی کے دل پر علامہ کی محبت کا اتنا گہرا اثر نہ تھا بلکہ سارا شہر دہلی ہی مولانا کی محبت میں سرشار تھا۔ بہادر شاہ ظفر، علامہ موصوف کے مشوروں سے رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ جنگ آزادی کے سپہ سالار جنرل بخت خاں، جنگی مہمات کے سلسلے میں مشورے کے لئے علامہ کے پاس حاضر ہوا کرتے تھے۔ انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے کا سب سے پہلا فتویٰ علامہ ہی نے تو اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور پھر خود ہی جامع مسجد دہلی میں ہزارہا لوگوں کے سامنے خود پڑھ کر سنایا تھا اور اسی کے ساتھ اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس وقت انگریزوں کے خلاف علامہ نے ایسی جوشیلی تقریر کی تھی کہ انگریزوں کے خلاف بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی ——— ہزاروں کی تعداد میں لوگ لشکر مجاہدین میں بھرتی ہونے لگے مزید یہ کہ علامہ نے انگریز کے خلاف اس فتویٰ کو علماء کے دستخطوں سے مزین فرما کر شائع کرایا پورے ملک میں تقسیم کرا کے تحریک انقلاب کو آگے بڑھایا چنانچہ اس فتوے کی اشاعت کا اثر پورے ہندوستان پر پڑا سارے ملک میں انگریزوں کے خلاف ہنگامہ برپا ہو گیا تاریخ کے ریکارڈ پر یہ سب حقائق موجود ہیں مگر آج کے نام نہاد وہابی چاند پر خاک ڈالتے رہتے ہیں۔

بہر حال وہابیوں اور ان کے ہمدردین کی غداری سے آخر کار جب جنگ آزادی ناکام ہونے لگی اور سقوط دہلی کا سانحہ پیش آیا تو علامہ چھپنے، دبکنے، فرار ہونے یا معافی مانگ کر گلو خلاصی حاصل کرنے بجائے ——— ان مایوس کن

حالات میں بھی مجاہدین کی ہمت بڑھاتے رہے ——— جی ہاں :۔

"میں (تھک کر) بیٹھ جانے والوں کو مسلسل ہمت دلاتا رہا"

(قصیدۂ ہمزیہ۔ انڈیمان)

جب اس سے کام نہ چلا تو علامہ بجلی کی طرح کوندتے ہوئے اودھ جا پہنچے اور وہاں مجاہدین کو لیکر جگہ جگہ انگریزوں پر دھاوے بولنے لگے ان کی انقلابی کارروائیوں کے سلسلے میں اودھ کے چیف کمشنر کے سیکریٹری نے ہمیرپور کے کلکٹر کے نام ۸ دسمبر ۱۸۵۸ء کو اپنے سرکاری مراسلہ میں رپورٹ دی :۔

"باغی، لیسوا میں جو لکھنؤ سے شمال مغرب میں ہے شکست کھا کر فرار ہو گئے۔ ان کی تعداد نو سو سوار جس میں چار سو پوری طرح مسلح ہیں۔ اس جماعت کے لیڈر فیروز شاہ شہزادہ دہلی اور مولوی فضل حق سابق سرشتہ دار کمشنر دہلی جس کے بہت سے اعزہ اعلیٰ مناصب حکومت پر ہیں"

(فریڈم اسٹرگل ان اترا پردیش حصہ دوم صد ۳۳ حصہ پنجم صد ۱۸۱ لکھنؤ انگریزی)

غرضکہ علامہ کی انقلابی فطرت نے انہیں ذرا چین سے نہ بیٹھنے دیا جگہ جگہ باغیوں کی رہنمائی کرتے ہوئے انگریزوں کو ناک چنے چبواتے رہے مگر وہابی یہی کہتے رہے ہیں کہ انہوں نے جنگ آزادی میں حصہ نہ لیا حالانکہ غصہ سے بے قابو ہو کر اودھ کے جوڈیشنل کمشنر جارج کیمبل اور میجر بارد قائم مقام کمشنر خیر آباد نے ۴ مارچ ۱۸۵۹ء کو جنگ آزادی کی روح رواں کے خلاف ایک حکم صادر کیا جو علامہ کے حق میں ایک دستاویزی ثبوت ہے تو سنئے :۔

"بغاوت شروع ہونے کے وقت وہ "الور" میں ملازم تھا۔ یہاں سے دیدہ دانستہ دہلی آیا اور اس کے بعد وہ

باغی اور بغاوت کے قدم بقدم چلتا رہا ایسے شخص کو سخت

ترین سزا ملنی چاہیئے اور اسے خاص طور پر ہندوستان

سے خارج کر دینا چاہیئے "

(ماہنامہ تحریک دہلی)

چنانچہ انگریزوں نے اپنے "دشمن جاں" کو کالے پانی بھیج کر چین کا سانس لیا اس کا اعتراف کرتے ہوئے ہی سیکریٹری ۱۱ دسمبر ۱۸۵۹ء کو گورنمنٹ آف انڈیا کے سیکریٹری کے نام اپنے ایک سرکاری مراسلہ میں لکھتا ہے۔

"مندرجہ ذیل لوگوں کے چلے جانے کے بعد حکومت کو

قیام امن میں کافی سہولت ہو رہی ہے ______

نیر وشاہ۔ لکڑشاہ اور مولوی فضل حق جو ہماری حکومت

کا دشمن جان ہے "

(فریڈم اسٹرگل ص۵۰۵)

چنانچہ انگریزوں کے یہ "دشمن جان" ______ علامہ فضل حق خیر آبادی جب جزیرہ انڈیمان پہنچے تو انتقاماً ان پر مصائب کے پہاڑ توڑے گئے ______ ٹوکرا دے کر صفائی کے کام پر لگا دیا جبہ و دستار کا کیا ذکر کپڑے تک اتار لئے۔ ایک تہمد اور کملی دے دی گئی پاؤں میں جوتا تک نہ تھا۔ ان دگرگوں حالات میں بھی ان کی بے چین طبیعت اور کچھ کر گزرنے کی فطرت نے چین سے نہ بیٹھنے دیا کچھ اور نہیں تو اس نے خدمت لوح و قلم ہی لے لی چنانچہ انہوں نے یہاں کئی کتابیں لکھیں جن میں ______ رسالہ الثورۃ الہند ______ اور ______ قصائد فتنۃ الہند ______ جنگ آزادی پر یہ کتابیں تاریخی اہمیت کی حامل اور عربی ادبیت کا شاہکار ہیں۔

ادھر علامہ کے صاحبزادے نے رہائی کے لئے انگلستان تک مقدمہ لڑا آخر رہائی کا پروانہ حاصل کر لیا لیکن قدرت کو اپنے غیور مجاہد کی لاج رکھنا تھی کالے پانی کی صعوبتیں سہتے سہتے شمع آزادی کے پروانے کو لوٹے دو سال ہو چکے تھے آپ کے صاحبزادے جب آزادی کا پروانہ لے کر جزیرۂ انڈیمان کے ساحل پر اترے تو انہیں سامنے سے ایک جنازہ آتا ہوا نظر آیا جس کے ساتھ لوگوں کا ایک بڑا ہجوم تھا معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ یہ آزادی کے اسی بطل جلیل کا جنازہ ہے جسے دنیا علامہ فضل حق خیر آبادی کے نام سے یاد کرتی ہے بقول غالب۔ اب انہیں قید فرنگ اور قید حیات دونوں سے نجات مل چکی تھی۔

مختصر یہ کہ علامہ کا بچپن، جوانی اور کہولت کے بیشتر دن دہلی ہی میں گذرے تھے۔ انگریز کے روز بروز بڑھتے ہوئے اقتدار کو علامہ بچشم خود دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ عمائدین مملکت کو آپ نے بارہا خواب غفلت سے جھنجھوڑا۔ والیان ریاست کو بھی آنے والے طوفان سے خبر دار کیا خود بہادر شاہ ظفر کو آپ نے جو طویل مکتوب لکھا اس سے علامہ کی ملکی حالات پر گہری نظر اور سیاسی بصیرت کا پتہ چلتا ہے جو ایک ریکارڈ ہے آپ بھی ملاحظہ فرمائیے:۔

> "جب سے انگریزوں کی عملداری ہوئی ہے معاش کے سارے وسائل مفقود ہیں اور روزگار کے دروازے ہندوستانیوں پر بند ہیں سوائے محدودے چند لوگوں کے جنہیں عدالت دیوانی، کلکٹری، فوجداری، پرمٹ، تھانہ تحصیل کے عملے میں معمولی سی تنخواہ کی نوکری مل جاتی ہے وہ بھی اب دفتروں کے تبدیل ہونے اور سرکاری کام کا ڈھانچہ بدل جانے کے بعد ایسا نظر آرہا ہے کہ ان لوگوں سے چھن جائے گی۔

سرکار انگریز نے تجارت کے سارے گر اپنے قبضے میں رکھے ہیں اور تمام اجناس مثلاً: کپڑا، سوت، برتن، گھوڑے اور دوسرے مویشی وغیرہ ملک انگلستان سے لاتے ہیں اور اسی ملک (ہندوستان) کے ہر ہر شہر اور گاؤں میں فروخت کر کے خود نفع کماتے ہیں اور یہاں کے باشندوں کو نفع اندوزی کا کوئی موقع نہیں دیتے اس لئے ہمارے تاجر اپنے پیشوں سے دست بردار ہو گئے ہیں اور معافی داروں کا یہ حال ہے کہ بغیر کسی تحقیقات کے ہر ضلع میں معافیاں ضبط کرلی گئی ہیں اور معافی داروں کے لئے کوئی وجہ معاش نہیں چھوڑی ہے۔

اور کسانوں کا یہ حال ہے کہ ان پر اتنے محاصل واجب کر دیئے گئے ہیں کہ ان میں ادا کرنے کی سکت نہیں ان کی بے مقدوری خود کلکٹر کے ریکارڈ سے ظاہر ہوتی ہے۔

پس جب کسی کے لئے اس ملک میں روزگار باقی نہ رہا ہو تو اب اہل حرفہ کس کے لئے کام کریں جو ان کا پیٹ بھرنے اور جب سارے ہی لوگ تنگئ معاش میں مبتلا ہوں تو بھیک منگے کو کون خیرات دے یہ مختصر سی کیفیت رعایا کے ہندوستان کی معاشی تنگی کی ہے (ان حالات میں) تمام عالم میں روزگار عنقاء کی طرح پابند ہو گیا سینکڑوں بیوائیں اور محتاج اپنی معاش کا مدار چرخہ کاتنے، رسیاں بٹنے یا چکی پیسنے پر موقوف کئے ہوئے تھے،

اب ریشم کی تجارت سرکار نے اپنے ہاتھ میں لے لی ہے
اور ہاتھ کی چکیوں کی جگہ پن چکیاں لگ گئی ہیں تو یہ ذریعہ معاش
بھی جاتا رہا۔

ان ساری دشواریوں کے باوجود سر چارلس مٹکاف کا حکم ہوا
کہ ہم غریب (ہندوستانی) "زر چوکیداری" ادا کریں جو کبھی
سلاطین کے زمانہ میں یہ رسم نہیں ہوئی مگر "حکم حاکم مرگ
مفاجات" سمجھ کر اسے بھی قبول کیا اب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ
کا نیا حکم آیا ہے کہ جس میں انہوں نے ہر گلی کوچے میں پھاٹک
تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے جس کا فائدہ نہ پہلے کچھ تھا نہ آئندہ
ہو سکتا ہے ہم غریبوں نے فاقہ کشی کی مصیبت جھیل کر سامان
گروی رکھ کر یا بیچ کھوچ کر ہزار ہا روپیہ خرچ کیا اور اس
حکم کی تعمیل بھی کر دی۔ اب نو تعمیر پھاٹکوں کے کھلنے اور بند
ہونے کے اوقات یا چوکیدار کے تساہل سے ہم لوگوں کو
آئے دن تکلیف کا سامنا ہے مگر اسے بھی جھیل لیا۔ اس
خبر کے علاوہ اب صاحب مجسٹریٹ نے ہر محلہ میں پانچ
پنچوں کے مقرر کرنے کا حکم دیا ہے۔"

(نثار احمد فاروقی «مولانا فضل حق خیر آبادی کا ایک غیر مطبوعہ خط» سہ ماہی
رسالہ نوائے ادب بمبئی صفحہ ۳۶، ۴۰ بحوالہ باغی ہندوستان ص ۱۶-۱۳)

مختصر یہ کہ انگریز نے مسلمانوں کی جان مال، عزت و آبرو اور دین و ایمان
سب کچھ چھین لینے کی کوشش کی:-

(۱) انگریز نے مسلمان بچوں کو اپنا دین اور اپنی زبان سکھانے کے لئے جگہ جگہ

انگریزی اسکول کھولے اور مسلمانوں کے دینی مدرسوں کو یکسر ختم کرنیکی کوشش کی۔

(۲) ملک کی تمام پیداوار خرید کر غلے کی قیمت اور سپلائی پر اجارہ داری قائم کرلی تاکہ ساری خلق خدا ان کی محتاج رہے۔

(۳) مسلمانوں کو ختنہ کرانے سے روکنے اور پردہ نشین خواتین کا پردہ ختم کرانے کی بھی کوشش کی گئی۔

(الثورۃ الہندیہ، باغی ہندوستان صفحہ ۳۵۶، ۳۶۰)

صرف یہی نہیں بلکہ :۔

زندہ مسلمانوں کو سور کی کھال میں سلوا کر گرم تیل کے کڑھاؤں میں ڈلوانا ـــــ سکھ رجمنٹ سے علی رؤس الاشہاد اغلام کرانا ـــــ فتح پور مسجد سے قلعے کے دروازے تک درختوں کی شاخوں پر مسلمانوں کی ننگی لاشوں کو لٹکانا، مسجدوں کی بے حرمتی خصوصاً شاہجہانی مسجد دہلی کے ممبروں میں گھوڑوں کا باندھنا، عبادت کی جگہ دفاتر قائم کرانا اور حوض میں وضو کی جگہ گھوڑوں کی لید ڈالنا ناقابل معافی اور غیر ممکن التلافی جرم ہے۔"

(تفصیل کے لئے دیکھئے: "انقلاب ۱۸۵۷ء کا دوسرا رخ"، مرتبہ شیخ حسام الدین بی۔اے امرتسری سابق صدر مجلس احرار اسلام ہند ـــــ باغی ہندوستان ص ۱۴۵، ۱۴۶)

اس طرح انگریز نے مسلمانوں کا جینا دوبھر کر رکھا تھا جس نے ذرا سر اٹھایا اس کے گلے میں پھانسی کا پھندا آیا ـــــ ہزاروں ہزار کو بے قصور ہی سولی پر چڑھایا ـــــ بہت سے مسلمانوں کو زندہ ہی سور کی کھال میں سلوا کر گرم تیل کے کھولتے ہوئے کڑھاؤں میں تلوایا ـــــ جامع مسجد فتح پور سے لے کر قلعہ کے دروازہ تک تمام درختوں پر مسلمانوں کی ننگی لاشوں کو عبرت کے لئے لٹکایا ـــــ مساجد کو گھوڑوں کے اصطبل میں تبدیل کر کے وضو کے حوض میں لید

اور گوبر بھروایا غرضکہ گلی کوچوں اور بازار کی نالیوں میں گندے پانی کی جگہ مسلمانوں کا خون ناحق بہایا ایک طرف تو انگریز یہ سب کچھ کر رہا تھا اور ـــــــ دوسری طرف چشم فلک نے بے حسی اور ناعاقبت اندیشی کا یہ منظر بھی دیکھا تھا کہ ـــــــ کلکتہ میں مولوی اسمٰعیل دہلوی بڑے خشوع وخضوع سے وعظ فرما رہے تھے ـــــــ "انگریز پر جہاد کسی طرح واجب نہیں بلکہ انگریز پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں"

اور سید احمد بریلوی مسلمانوں کو دلنشین انداز میں بڑے پیار سے سمجھا رہے تھے۔ "ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور اصول مذہب کے خلاف بلا وجہ فریقین کا خون گرادیں"

چنانچہ اپنی انہی خدمات جلیلہ کے صلہ میں یہ مقدس حضرات سؤر کھانیوالی انگریز قوم کی حلال وطیب دعوتیں اڑا رہے تھے حرام خور انگریز سے جھولیاں بھر بھر کے نذرانے وصول فرما رہے تھے۔

جی ہاں! ـــــــ سید احمد بریلوی کے قدیم مداحین کی کتب "مخزن احمدی" اور "سوانح احمدی" سبھی گواہ ہیں کہ انگریز بہادر اپنے ایجنٹ سید احمد اور غدار قوم اسمٰعیل دہلوی پر اشرفیوں کی بارش کیا کرتے تھے اپنے ان ـــــــ وفاداروں کے اعزاز میں دعوتوں کا اہتمام کیا کرتے تھے اس کے عوض غداران قوم انگریزوں کا دم بھرتے تھے انگریزوں کا کلمہ پڑھتے تھے چنانچہ تبلیغ اسلام کا ذرا یہ بھونڈا مظاہرہ بھی ملاحظہ فرمایئے خود انگریزوں کے درمیان اسمٰعیل دہلوی جہاد کا وعظ فرماتے تھے اور انگریز بہادر اپنی میموں کو پیرو مرشد سید احمد کا مرید کراتے تھے اور پھر ان حضرات کو حق غداری کے طور پر گرانقدر نذرانے پیش کئے جاتے تھے جنہیں یہ

حضرات خون مسلم کے معاوضہ کے طور پر بخوشی قبول کرتے جاتے تھے اور انگریزی سامراج کی حیات دائمی کے لئے دعائے خیر فرماتے تھے بلکہ دوسرے غداروں کے ساتھ خود انگریزی راج پر قربان ہوئے جاتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ شروع سے لیکر آج تک ملت اسلامیہ میں ابوعبداللہ میر جعفر اور میر صادق سبھی قسم کے غدار گذرے ہیں مگر جس نوعیت سے سید احمد ناہنجار اور اسمٰعیل دہلوی نابکار نے مسلمانوں سے غداری کی ہے تاریخ اسلام میں ایسی کوئی دلیل شامل نہیں ملتی۔

غرضکہ حریت آزادی کے بطلِ جلیل علامہ فضلِ حق خیر آبادی کی ذات گرامی اپنے عہد پر چھائی ہوئی تھی۔ ان کی تمام زندگی انگریز کے خلاف جہاد میں اور باقی اس جرم کی سزا پانے میں گذری وہ شہید تحریک آزادی تھے اور صحیح معنوں میں جنگِ آزادی کے "ہیرو" تھے لیکن انگریز کے پٹھوؤں نے ان کی صاف شفاف شخصیت کو اس قدر گدلایا ــــــ وہابیہ نے ان کے چاند سے کردار کو اس درجہ گہنایا اور نام نہاد مؤرخوں نے جان بوجھ کر قوم کے دل سے ان کی زریں خدمات کو اس طرح فراموش کرایا کہ اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ آج عام طور پر تمام تاریخوں، تذکروں اور درسی کتابوں میں قوم کے انہی غداروں اور انگریز کے ایجنٹوں یعنی سید احمد رائے بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی ــــــ ہی کو جنگِ آزادی کا "ہیرو" قرار دیا جارہا ہے حالانکہ تحریک آزادی سے قریب تر لکھی جانے والی کسی بھی کتاب میں بلکہ اس دور کے انکے اپنے مؤرخ کی لکھی ہوئی کسی کتاب میں بھی ان غداروں کی ــــــ "انگریز دشمنی" ــــــ کے حق میں کوئی شہادت کوئی روایت موجود نہیں جبکہ فضل حق خیر آبادی کے حق میں کیا اپنے کیا پرائے سبھی کلمۂ خیر لکھ رہے ہیں انتہا یہ ہے کہ خود ان کا دشمنِ جاں انگریز بھی اپنی مخصوص

زبان میں انہیں خراج عقیدت پیش کر رہا ہے۔

جی ہاں! علامہ کی وفات کے صرف ۹ سال بعد مشہور انگریز مصنف ہنٹر مدرسۂ عالیہ کلکتہ کا تذکرہ کرتے ہوئے اسی کے صدر مدرس عبدالحق خیرآبادی کے والد فضل حق خیرآبادی کے متعلق لکھتا ہے:۔

"موجودہ ہیڈ مولوی اس عالم دین کے صاحبزادے ہیں جن کو ۱۸۵۷ء کے غدر نے نمایاں کر دیا تھا اور جنہوں نے اپنے جرموں کا خمیازہ اس طرح بھگتا کہ بحر ہند کے ایک جزیرے میں تمام عمر کے لئے جلاوطن کر دیئے جائیں اس "غدار" عالم دین کا کتب خانہ جس کو حکومت نے ضبط کر لیا تھا۔ اب کلکتہ کے کالج میں موجود ہے"

(ہمارے ہندوستانی مسلمان ص۲۹۴ مترجمہ ڈاکٹر صادق حسین طبع دوم ۱۹۵۵ لاہور)

بھلا اس سے بڑا علامہ کے لئے تمغۂ اعزاز اور کیا ہو سکتا ہے کہ انگریز اپنے قلم سے انہیں "غدار" لکھ رہا ہے اور عمر قید کا سزاوار ٹھہرا رہا ہے۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ علامہ جنگ آزادی کے روح رواں تھے ہوشمند مدبر اور بالغ نظر مبصر کی حیثیت سے ہندوستانی سیاست ومعیشت پر ان کی گہری نظر تھی حساس دل لے کر آئے تھے اور خدا کی دی ہوئی بصیرت سے آنے والے طوفان کا اندازہ لگا چکے تھے اسی لئے عمائدین مملکت کو خواب غفلت سے جھنجھوڑ کر اٹھاتے رہے تھے۔

خود اپنے عربی رسالہ غدریہ میں جو واقعات غدر پر ایک مستند دستاویز ہے۔ بڑے دکھ دل سے لکھتے ہیں:۔

"تحریک آزادی کے سلسلے میں میری جو رائے تھی اور میری

عقل کا جو فیصلہ تھا میں نے لوگوں کے سامنے رکھا مگر انہوں
نے میری رائے اور میری ہدایت کو نہ مانا"

چنانچہ نا عاقبت اندیش اپنی سزا کو پہنچے ——— علامہ کے سارے اندیشے صحیح ثابت ہوئے۔

علامہ کی وسیع النظری، دور اندیشی حق گوئی اور جرأت مندی کی پورے غلام ہندوستان میں مثال نہیں ملتی۔

چنانچہ عدالت میں علامہ کی مقدس صورت دیکھی تو انگریزوں کا مخبر اسقدر متاثر ہوا کہ اپنے سابقہ بیان سے مکرنے لگا اور کہنے لگا کہ :۔

مولانا فضل حق یہ نہیں وہ دوسرے تھے جنہوں نے فتویٰ دیا تھا"

لیکن علامہ کی شان استقلال کے قربان جایئے کہ اللہ کے شیر نے گرج کر کہا:۔

۔ پہلے اس گواہ نے سچ کہا تھا اب عدالت میں میری صورت
دیکھ کر مرعوب ہوگیا ہے اور جھوٹ بول رہا ہے ———
اور آج اس وقت بھی میری وہی رائے ہے"

(از سیر علماء)

اس طرح بھری عدالت میں اپنے فتوے جہاد کا صاف لفظوں میں اقرار کر کے ہر قسم کے مصائب کو علامہ نے خود دعوت دی۔ مصلحت کوشی کو بالائے طاق رکھ کر رعایت کا ہر موقع ہاتھ سے نکل جانے دیا غرضکہ حالات سے کسی طرح سمجھوتا نہ کیا مگر آزادی کی لاج بہر حال رکھی اور حریت کی ناموس کا دفاع بہر طور کیا ——— نتیجہ جو ہونا تھا سو ہوا مگر علامہ نے تا حیات قید و بند کی سزا کو بڑی خندہ پیشانی سے قبول کیا۔

آخر کار وہاں بڑے اذیت ناک مصائب کا شکار ہو کر اپنی جان عزیز کو

جان آفریں کے سپرد کر دیا ——— مگر انگریز کے سامنے سر نہ جھکایا۔

اس طرح اس سرفروش نے سر کٹا کر تاریخ آزادی ہند میں اپنا نام روشن حرفوں میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیا۔

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شدہ زعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اسی طرح ان غداران ملک وملت کے جانشینوں کا لعنتی کردار بھی اپنی مثال آپ ہے۔

چنانچہ اسی دوران علمائے دیوبند کے سرخیل مولوی رشید احمد گنگوہی کو جنگ آزادی میں شرکت کے شبہ میں پکڑا جاتا ہے اور مظفر نگر کی عدالت میں پیش کر کے پوچھا جاتا ہے: "کیا تم نے مفسدوں کا ساتھ دیا تھا"

اس پر مولوی گنگوہی ارشاد فرماتے ہیں:۔

"ہمارا کام فساد نہیں، نہ ہم مفسدوں کے ساتھی"

(از تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۱۸۵۔ از عاشق علی میرٹھی دیوبندی)

یہ تو رہا عدالتی کا حال اب ذرا ان بزرگوں کی نجی محفل کا احوال بھی خود انہی کی زبانی سن لیجیے، چنانچہ مولوی گنگوہی فرماتے تھے:۔

"جب حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا ——— اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے۔ اسے اختیار ہے جو جو چاہے سو کرے۔

(تذکرۃ الرشید جلد دوم ص۸۰)

کیا غضب ہے کہ آقایان فرنگ کے انہی غلاموں کو آج حریت وآزادی کے بطل جلیل علامہ فضل حق خیر آبادی پر فوقیت دی جا رہی ہے انگریز کے پیر کی جوتی

کو وہابیہ اپنے سر کا تاج بنا رہے ہیں ———— اور قوم کے سرتاج کے سر پر خاک اڑا رہے ہیں۔

جنوں کا نام خرد پڑ گیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

نہایت ذلت آمیز تیری داستان نکلی
مگر طی جلنے سے پہلے ہی کوئلہ نکلی

جن کے سروں پہ آج رکھے جو تاج ہیں
وہ فتنہ پرور وہابیہ نکلی

واقعات کم، نکات اہم، فکر کی بلندی، زبان وادب کا
چٹخارہ۔ تشبیہات واستعارات اور مثال ونظائر
کا شاہکار
قارئین کو تقریر کا نیا رُخ، نیا روپ
اور نیا موڑ سکھانے والی

خطباتِ نظامی

خطیبِ مشرق پاسبانِ ملت علامہ مشتاق احمد نظامی

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لئے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

ناشر
مکتبہ نظامی جامع مسجد شمع نگر، بھیونڈی، ضلع تھانہ